یادگاری مجلّہ

34 واں

الخطیب

کتابی سلسلہ

عُرس مبارک

سالانہ

حضرت مولانا مُحمّد شفیع اوکاڑوی قدس سرہ الباری

ہے یقیں آپ کے ہیں محمّد شفیع
ہادیٔ اہلِ سنّت پہ لاکھوں سلام

منجانب: مولانا اوکاڑوی اکادمی العالمی : گلزارِ حبیب ٹرسٹ کراچی

عُرس مُبارک

وہ زندگی بھر چراغ روشن کرتے رہے۔

عشقِ رسول ﷺ ان کا شیوہ اور ذکرِ رسول ﷺ ان کا وظیفہ رہا۔

سمتوں میں ان کی صدائے حق کی گونج تھی۔ ملک ملک، قریہ قریہ، گلی گلی، دینِ مبین کا پرچم اٹھائے ساری زندگی وہ اندھیرے دُور کرتے رہے، روشنی پھیلاتے رہے۔

وہ مسیحا نفس تھے، معجز بیان، جمال پیکر، کمال مظہر.....

انہیں مسلکِ اہلِ سنّت کے مجدد کا رتبہ ملا اور وہ خطیبِ اعظم پاکستان کہلائے۔

وہ اعلائے کلمۂ حق کا مبارک فریضہ انجام دیتے رہے، وہ زندگی بھر چراغ جلاتے رہے۔

مہرِ شریعت، بدرِ طریقت، محسنِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ مولانا **محمد شفیع اوکاڑوی** علیہ رحمۃ الباری و نور اللہ مرقدہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ بمطابق ۲۴/اپریل ۱۹۸۴ء کو عازمِ عالمِ بقا ہوئے۔ (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)

ان کے نیازمند، منتظمین مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)، ارکانِ گلزارِ حبیب (ﷺ) ٹرسٹ اور صاحب زادگان حسبِ روایت ماہِ رجب کی تیسری جمعرات اور جمعہ کے شب و روز اپنے مربی و مرشد کے لئے وقف کر رہے ہیں۔

34 ویں سالانہ جشنِ عرس سراپا قدس کی روح پرور تقریبات میں آپ کی شرکت حضرت مولانا قبلہ علیہ الرحمہ سے اظہارِ محبت و عقیدت کے علاوہ تجدیدِ عشقِ رسول بھی ہے اور تائیدِ مسلکِ اہلِ سنّت بھی۔

عرض گزار: **کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ**

(چیئرمین) مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)، گلزارِ حبیب ٹرسٹ

ترتیب:

جمعرات: 20 اپریل 2017ء (جامع مسجد گلزارِ حبیب، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی)
عشاء کی نماز کے بعد چادر پوشی و گل پاشی اور علمائے کرام کے خطابات

جمعہ: 21 اپریل 2017ء نمازِ جمعہ سے پہلے وردِ کلامِ ربّانی، نمازِ جمعہ کے بعد ختم شریف، دعا اور ہدیۂ دُرود و سلام

رابطہ: 53-بی، سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی 74400

فون: 3452 1323, 3452 5343 مسجد گلزارِ حبیب 3225 6532 (009221)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) اور سوادِ اعظم اہلِ سنّت حقیقی کی اپیل پر

ہر سال ماہِ رجب کے تیسرے جمعۃ المبارک کو

عالمی یومِ خطیبِ اعظم پاکستان

منایا جاتا ہے۔ ملک و بیرونِ ملک اہلِ سنّت وجماعت کی تمام مساجد میں ائمہ وخطباء کرام، خطباتِ جمعہ میں مجدّدِ مسلکِ اہلِ سنّت، مُحسنِ ملک وملت، عاشقِ رسول (ﷺ)، مُحبِّ صحابہ وآلِ بتول، محبوبِ اولیاء، خطیبِ اعظم پاکستان حضرت الحاج علامہ قبلہ **مولانا محمد شفیع اوکاڑوی** قدّس سرّہٗ الباری ورفع اللّٰہ درجتہ کو خراجِ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہیں اور ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ ان کا یہ عمل اہلِ سنّت وجماعت کے محسن وممدوح سے اظہارِ محبت وعقیدت بھی ہے اور مسلکِ حق کی تائید بھی۔

ان شاءاللّٰہ تعالیٰ حسبِ سابق اِس سال بھی ماہِ رجب کی تیسری جمعرات وجمعہ کو جامع مسجد گلزارِ حبیب (ﷺ)، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی، میں سالانہ دوروزہ مرکزی عرس مبارک کی تقریبات ہوں گی۔ آپ سے گزارش ہے کہ اہلِ سنّت کے مراکز اور مساجد ومدارس میں حضرت خطیبِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کو ایصالِ ثواب کے لئے

جمعہ 21 اپریل 2017ء کو یومِ خطیبِ اعظم

منانے کا اہتمام کر کے عنداللّٰہ ماجور ہوں۔ (جزاکم اللّٰہ تعالیٰ)

(اخبارات وجرائد کو اس سلسلے میں منعقدہ تقریبات کی تفصیلات برائے اشاعت ضرور بھجوائیں)

رابطہ : 0092 21 3225 6532

موبائل : 0306-2208613

gulzarehabibtrust@gmail.com

توجہ فرمائیں

مجدّدِ مسلکِ اہلِ سنّت، عاشقِ رسول (ﷺ)، خطیبِ اعظم پاکستان حضرت علامہ **مولانا محمد شفیع اوکاڑوی** رحمۃ اللّٰہ علیہ نے ۲۱ رجب ۱۴۰۴ھ بمطابق 24 اپریل 1984ء کو اس دارِ فانی سے خُلدِ بریں کی طرف رحلت فرمائی۔ ان کے دوسرے سالانہ عرس سراپا قدس کے موقع پر ایک مبسوط اور ضخیم کتاب "خطیبِ پاکستان (اپنے معاصرین کی نظر میں)" شائع کی گئی۔ جس میں عمائدینِ حکومت، علماء ومشائخ، شاعروں، ادیبوں اور عقیدت مندوں کے مشاہدات وتأثرات شامل تھے۔

حضرت قبلہ عالم خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے حوالے سے اب تک جمع ہونے والی تحریروں پر مشتمل ایک مجموعہ اشاعت کے لیے تیار ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ حضرت خطیبِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کی دینی وملی خدمات، اُن کی بے مثال خطابت، مسلکِ حق کے لئے تجدیدی و انقلابی کارگزاری، ملک وقوم کی تعمیر وترقی ودیگر صدقاتِ جاریہ، سیاسی و سماجی مساعی، تحقیق وتصنیف اور ذات وصفات کے بارے میں اپنے مشاہدات وتأثرات (نثر ونظم) میں بلاتاخیر ہمیں بھجوادیں۔ آپ کے پاس ان کی کوئی تقریر وتحریر یا تصویر محفوظ ہو تو ہمیں اس کی نقل ضرور فراہم کریں۔ ہم اس کے لئے آپ کے شکرگزار رہوں گے۔

مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)

۵۳-بی، سندھی مسلم سوسائٹی، کراچی-74400

53-B, S.M.C.H.Society, Karachi - 74400

فون: 1323 3452 (021) 92+ , 5343 3452

Email : maulanaokarviacademy@yahoo.com

ایک گزارش

اہلِ ایمان، اہلِ محبت سے گزارش ہے کہ وہ سالانہ عرس شریف کی محفل میں اجتماعی طور پر ایصالِ ثواب (ہدیہ کرنے میں) شمولیت چاہیں تو قرآنِ کریم، دُرود شریف، کلمہ طیبہ اور دیگر اوراد و وظائف پڑھ کر اس کی صحیح تفصیل تحریری طور پر ہمیں بھجوائیں تا کہ دین وملت کے عظیم محسن کو زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ایصالِ ثواب کیا جائے۔

دینی مدارس میں اگر عرس کے ایام میں قرآن خوانی کا خصوصی اہتمام کیا جائے تو یقیناً یہ نہایت مبارک و مستحسن ہوگا۔جزاکم اللہ تعالیٰ

درسِ قرآنِ کریم

مجاہدِ اہلِ سنت، عالمی مبلغِ اسلام، خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی ہر جمعہ کو نماز سے قبل دوپہر ایک بجے جامع مسجد گُل زارِ حبیب (ﷺ)، گلستان اوکاڑوی، کراچی میں درسِ قرآنِ کریم بیان فرماتے ہیں۔ ہر ماہ کی 21 ویں شب کو حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر بعد نماز عشاء ختمِ غوثیہ کا ورد ہوتا ہے، علاوہ ازیں ہر ماہ گیارہویں شب کو گیارہویں شریف کا رُوحانی اجتماع ہوتا ہے۔(خواتین کے لئے باپردہ نشست کا اہتمام ہوتا ہے)

اطلاع

گزشتہ کچھ برس سے علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے بیان ہونے والے درسِ قرآن کی ریکارڈنگ کی جارہی ہے، وہ تمام سی ڈیز مکتبہ گُل زارِ حبیب (ﷺ)، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں دستیاب ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یاحبیب اللہ

"دست بستہ"

اللہ تعالیٰ جل شانہ ربُ العلمین، ارحم الراحمین، احسن الخالقین ہے۔ ہر تعریف درحقیقت اسی کے لیے ہے، وہی معبودِ حقیقی ہے، وہی واجب الوجود اور قادر و قیوم ہے۔ ساری کی ساری عزت اسی کے لیے ہے۔ وہ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے اس کا صحیح اندازہ شاید ہی ہو سکے۔ یہ تمام کائنات اس کا کارخانۂ قدرت ہے۔ اس کی ہر نعمت بے بہا ہے۔ اس کی معرفت کا حق ہم سے ادا نہیں ہوسکتا نہ ہی اس کے شکر کا حق ادا ہوسکتا ہے۔ ہر سانس سے اس کا ذکر کریں تب بھی اس کے ذکر کا حق بھی ہم ادا نہیں کرسکتے۔ کمال مہربانی ہے کہ اسے معاف کرنا پسند ہے اور وہ ہمیں معاف فرماتا رہتا ہے۔ اس سے اس کا فضل مانگا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے اور مانگنے والوں کو خوب نوازتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کی 100 رحمتیں ہیں جن میں سے دنیا میں صرف ایک رحمت کا ظہور ہے، باقی رحمتوں کا ظہور قیامت کے دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عز وجل نے اپنے آخری اور پیارے رسول ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، ان کی شانِ رحمت ہی کا اندازہ مشکل ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر دلیل ہیں۔ وہ بے مثل و بے مثال ہستی ہیں۔ کائنات میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انہیں بے عیب بنایا ہے۔ ان سا کوئی نہیں ہوسکتا۔ ممکن ہی نہیں کیوں کہ وہ رب تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم ہیں، یہ بزمِ کائنات انہی کے لیے سجائی گئی ہے، وہی وجہِ وجودِ کائنات ہیں۔ ان کے خلق کو خود رب تعالیٰ نے عظیم فرمایا ہے۔ ان سے محبت ہی اصل ایمان ہے، جانِ ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حبیبِ کریم ﷺ سے نسبت ہمارا سب سے بڑا اعزاز اور ہم پر ہمارے رب تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں رسولِ اکرم ﷺ پر دُرود وسلام بھیجنے کی سعادت ملی ہے، ان کا نام چومنے کی عزت ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ عز وجل کے آخری اور پیارے نبی ﷺ کی تعظیم و تکریم اور ان سے کمال محبت وعقیدت کا جذبہ ہم میں فزوں کرنے والے اور حُبِّ مصطفیٰ سے ہمیں سرشار کرنے والے ہمارے مربی اور آقائے نعمت، ہمارے محسن، ہمارا افتخار و اعتبار ہمارے قبلۂ عالم مجددِ مسلکِ اہلِ سنت، مہرِ شریعت، بدرِ طریقت، سالارِ اہلِ محبت حضرت خطیبِ اعظم مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی ذات وصفات اور مثالی خدمات نے سمتوں میں اُجالا کیا، وہ عہد آفریں ہستی جن کی بدولت کروڑوں دِلوں میں عشقِ رسول کی شمع روشن ہوئی۔ 55 برس کی مختصر سی عمر میں ہمارے حضرت نے صدیوں کے کام کیے۔ تن تنہا انہوں نے اَن تھک محنت کی۔ بحمد اللہ تعالیٰ وہ کسی جاہ و حشم اور رسادی؟ صلہ وستائش کی چاہ

نہیں رکھتے تھے انہیں بس یہی لگن تھی کہ ہر مسلمان سچا عاشقِ رسول بن جائے۔ اس راہ میں انہیں دو دھاری تیز خنجروں کے شدید وار سہنے پڑے، تین مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے، سنگ باری اور طرح طرح کے مظالم اُن پر ڈھائے گئے۔ تحریکِ تحفظ عقیدۂ ختمِ نبوت کے لیے سخت اسیری کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ حاسدین نے انہیں ستانے میں کسر نہیں چھوڑی مگر اللّٰہ تعالیٰ کے کرم سے ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ ہر امتحان میں سرخرو ہوئے۔ وسائل کی کم یابی اور مسائل کی بہتات ان کے عزم کو کمزور نہ کر سکی، میڈیا کے بغیر بھی ان کی شہرت اور مقبولیت مثالی رہی، وہ اپنی صداقت و استقامت کے باعث سمتوں میں محبوب و محترم رہے، ان کے نام اور کام کو بہت سراہا گیا، کثیر الجہات ان کی مثالی خدمات اور کثیر الصفات ان کی پیاری ذات کی دھوم اب بھی کم نہیں۔ وہ پیکرِ صدق و اخلاص تھے۔ وہ مردِ میداں اور امیرِ کارواں تھے۔ انہیں مبدءِ فیاض نے جن خوبیوں سے نوازا تھا انہوں نے خود کو ان کا اہل ثابت کیا۔ اس آفتابِ خطابت نے وہ ذہن سازی کی جس کی مثال دی جاتی ہے۔ اقلیمِ خطابت کے اپنے عہد میں اس تاجدار نے قلوب و اذہان پر اَن مٹ نقوش قائم کیے۔ ہم سے تو ان کے کارہائے نمایاں ابھی تک شمار نہیں کیے جا سکے۔ ملک اور بیرونِ ملک ان کی خدمات کی فہرست طویل ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے آخری اور پیارے نبی ﷺ کے اس عاشقِ صادق اور دینِ متین کے اس فاضلِ جلیل سے ہمیں وابستہ کیا۔ ہم اس کرم کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کے اصحاب، اُن کی ازواج، اُن کے اہل بیت اطہار، اُن کی امت کے اولیاء اور اہل اللّٰہ کی محبت و عقیدت ہمیں ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ نے سکھائی۔ اللّٰہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس پر قائم رکھے اور ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کو بہت اجر اور بلندیِ درجات سے نوازے، آمین

☆ اس سال 1438 ہجری میں ہم اپنے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے 34 ویں سالانہ عرس مبارک پر یہ مجلّہ پیش کرتے ہوئے ایک بار پھر یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اس مدت میں ہم کوئی قابلِ ذکر کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر سکے۔ 34 برس میں ہم سب مل کر کوئی ایک بھی کام ایسا نہ کر پائے جسے ''شمار'' کیا جا سکے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ناتواں ہاتھ یہ مجلّہ تیار کر لیتے ہیں تو یہ بھی ہمارے قبلۂ عالم کے فرزند و جانشین خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی فیض نگاہ اور شفقت و عنایت ہے۔ اپنے باکمال والدِ گرامی کی جانشینی کا انہوں نے حق ادا کیا ہے۔ جامع مسجد گلزارِ حبیب کی عمارت کی تکمیل اور حضرت کے مزارِ اقدس کی تعمیر و تزئین ہی کیا کم کام تھا، ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کی یادگار ایمان افروز علمی تحقیقی تصانیف کی از سرِ نو اشاعت، کتابوں میں درج حوالوں کی اصل کتب سے تخریج، ان کی ترتیب و تزئین، ان میں سے متعدد کتب کے انگریزی، گجراتی، بنگالی اور سندھی زبانوں میں ترجمے، انٹرنیٹ پر ان کتابوں کی اَپ لوڈنگ، ان کتابوں کے حقوق کا تحفظ، ISBN اندراج، کچھ کتب کی حکومتِ

پنجاب سے لائبریریوں کے لیے منظوری، کچھ بڑی عالمی لائبریریوں تک ان کتابوں کی ترسیل، حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے خطبات کو نئی ٹیکنالوجی میں محفوظ کراونے کا اہتمام، دنیا بھر میں سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منانے کے لیے ذاتی طور پر رابطے اور کوششیں، حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے دوسرے سالانہ عرس شریف پر ان کے بارے میں عمائدین و احباب کے تاثرات جمع کر کے 700 صفحات کی کتاب کی اشاعت، حضرت کی خدمات کے تسلسل کے لیے ''مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)'' کی سربراہی اور مسلسل نمایاں کارکردگی، متعدد مساجد و مدارس کی سرپرستی، زائرین و مصاحبین کی دادرسی، شدید علالت کے باوجود بھی وعدہ وفائی کے لیے کٹھن سفر اور خطابت ...... اور بہت سے کام یہی بتاتے ہیں کہ وہ اپنے والدِ محترم علیہ الرحمہ کی طرح کام کے دُھنی ہیں۔ ملک بھر اور دنیا بھر کے اُن کے اسفار، روزانہ مجالس و محافل میں خطاب اور روزمرہ کے مسائل دیکھے جائیں تو حیرانی ہوتی ہے کہ وہ اتنے بڑے بڑے اور بہت سے کام اکیلے کیسے کر لیتے ہیں؟ دنیا بھر کے لوگوں سے ہمہ وقت رابطے میں رہنا ہی کیا غیر معمولی بات ہے؟ بلاشبہ ان پر یہ اللّٰہ تعالیٰ کی عطا اور رسولِ اکرم ﷺ کی رحمت ہے اور ان کے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کا فیض ہے۔ ''آخر اختلاف کیوں؟'' کے نام سے ان کی وڈیو انقلابی ثابت ہوئی۔ جامع مسجد گلزارِ حبیب کے سو سالہ جشن (2003ء) کے موقع پر کتابی سلسلہ ''الخطیب'' کی عالمی سُنّی ڈائریکٹری انہوں نے شائع کر کے مثالی کارنامہ انجام دیا۔ اپنے والدِ گرامی علیہ الرحمہ کی شخصیت اور خدمات پر پروفیسر شیخ عقیل احمد سے پی ایچ ڈی کا مقالہ تیار کروایا۔ اس مدت میں حضرت خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے خود متعدد بہترین کتب تحریر کیں اور عربی، انگریزی، پشتو میں ان کے تراجم تیار کروائے۔ ان کے روزانہ ملاقاتی، زائرین اور ٹیلیفونک رابطے ہی دیکھے جائیں تو یقین نہیں آتا کہ وہ اتنے بہت سے اور اہم کاموں کے لیے بھی وقت نکال لیتے ہوں گے۔ روزانہ جامع مسجد گلزارِ حبیب میں گھنٹوں نشست، تعمیر و تنصیب، روزانہ خطابت، محافل و مجالس، قومی امور کے لیے حکومتی عملے کے ساتھ میٹنگز، مطالعہ و تحقیق، تحریر و تصنیف، آئے دن پیش آنے والے مسائل کا سامنا، خانگی امور ...... گویا ان کے پاس اپنے لیے شاید ہی کوئی وقت ہو۔ ہمہ دم ہمہ وقت وہ محنت اور خدمت میں مشغول رہتے ہیں۔ حضرت خطیبِ ملت نے الیکٹرانک میڈیا پر جو عمدہ خدمات انجام دی ہیں ان کا سبھی کو اعتراف ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ دنیا بھر میں اپنے دھیمے، میٹھے لہجے اور مدلل عمدہ تحقیقی گفتگو کے حوالے سے سب سے زیادہ پسند کیے جاتے ہیں۔ ان کی حق گوئی و بے باکی بھی بلاشبہ عطائے الٰہی ہے۔ صدقاتِ جاریہ اور رفاہی و فلاحی کاموں کے حوالے سے بھی ان کی خدمات کی لمبی فہرست ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ جل شانہ اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے صدقے انہیں صحت و توانائی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے تاکہ وہ دین و ملت کے لیے بیش بہا خدمات انجام دیتے رہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ جل مجدہ انہیں حاسدین کے حسد، شریروں کے شر اور بدنظروں کی بدنظری سے محفوظ رکھے۔ یہ مجلّہ بھی ہم

انہی کی مہربانیوں کے سائے میں تیار کر پاتے ہیں، اس کا مقصد دنیا بھر میں احباب سے رابطہ، زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کا اہتمام اور حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے تذکار کا تسلسل ہے۔ ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کی خوبیوں میں ایک نمایاں خوبی یہ بھی تھی کہ انہوں نے اپنی ہمہ گیری، خوش اخلاقی، اخلاص، صدقِ دل اور محبت وشفقت سے اپنے اصاغر کی حوصلہ افزائی اور دل جوئی کی، وہ دل موہنا اور دل جیتنا خوب جانتے تھے۔ خود سے وابستہ ہر شخص کو انہوں نے مسلکِ حق اہلِ سنّت وجماعت کا سرگرم کارکن بنا دیا۔ انہوں نے مسلکِ حق اہلِ سنّت وجماعت کے لیے دنیا بھر میں لاکھوں کارکن تیار کیے۔ ان کی محنتوں کے ثمرات ہر سطح پر دیکھے اور مانے گئے۔ اکابر کا احترام اور اصاغر پر شفقت ان کا وصفِ جمیل تھا۔ آج اہلِ سنّت میں ایسی خوبیوں والے قائدین کم ہی ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ جلّ شانہ کی مہربانی ہے کہ حضرت خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی اپنے والدِ گرامی کے اس طرز وطریق کو بھی اپنائے ہوئے ہیں، ان کے لیے سمتوں میں محبت وعقیدت اس کا بیّن ثبوت ہے۔ اللّٰہ کرے کہ اہلِ سنّت کو پھر وہی بہاریں نصیب ہوں جو ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کی ظاہری حیات میں حاصل تھیں۔

☆ اس مجلّے کی اشاعت ہر سال ہم اہلِ محبت وعقیدت سے رابطے اور سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منانے کی ترغیب کے لیے کرتے ہیں، زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب ہی ہماری کوشش ہے۔ الحمدللّٰہ ہمیں اس میں کامیابی ہوئی ہے۔ پاکستان بھر اور چالیس سے زیادہ ممالک میں اہلِ سنّت کی مساجد، مدارس، اداروں، خانقاہوں اور گھروں میں احباب قرآن خوانی اور اجتماعی فاتحہ خوانی کر کے ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ ٹیلے فون، ای میل، ایس ایم ایس، فیس بک، وٹس ایپ وغیرہ کے ذریعے ہم تک متعدد افراد کی طرف سے تفصیل بھی پہنچتی ہے۔ جنوبی افریقا میں حضرت الحاج پیر محمد قاسم اشرفی، الحاج ابراہیم اسمال قادری اور حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی، مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی اور امریکا میں الحاج محمد پرویز اشرف اور سید شمیم نے اخبارات میں سالانہ یومِ خطیبِ اعظم کے اشتہارات بھی شائع کیے۔ انڈیا میں حضرت مولانا محبوب عالم رضوی اور حضرت مولانا لیاقت رضا متعدد شہروں میں عرس شریف کی تقریبات منعقد کرواتے ہیں۔ برمنگھم برطانیا سے حضرت الحاج پیر سید منور حسین شاہ جماعتی نے فون پر بتایا کہ ہر سال وہ خانقاہ میں قرآن خوانی کا اہتمام فرماتے ہیں۔ برمنگھم میں حضرت مولانا محمد بوستان القادری بھی ہر سال اپنی عقیدت و محبت کا بھرپور اظہار کرتے تھے اور منعقدہ تقریبات کی خبروں پر مشتمل اخباری تراشے بھی ہمیں بھجواتے تھے۔ بنگلا دیش سے حضرت مولانا سید ابوالبیان ہاشمی بھی فون کر کے تفصیلات بتاتے ہیں۔ امریکا سے سید منور حسین شاہ بخاری، صاحب زادہ ڈاکٹر عثمان علی صدیقی، صاحب زادہ معین الدین، مولانا مقصود احمد قادری، محمد الیاس حسین، سید محمد اسلام شاہ، مولانا قاری محمد یونس، الحاج چوہدری عبدالحمید، ڈاکٹر ضیاء الحق ضیاء، الحاج غلام فاروق رحمانی اور محمد شفیق مہر کی کاوشیں بھی اس حوالے سے قابلِ قدر رہیں۔ آسٹریلیا سے محمد نسیم بھی

ای میل میں تفصیل بھیجتے ہیں۔

☆ گزشتہ برس مرکزی عرس شریف کی تقریب میں اہلِ محبت وعقیدت کی طرف سے پیش کیے جانے والے ایصالِ ثواب میں جناب شیخ عمر علی (لاہور)، الحاج صوفی سردار محمد (اوکاڑا)، الحاج شیخ محمد اشرف و رفقاء (پیر محل)، مرکز فیضانِ مدینہ، دعوتِ اسلامی (کراچی)، الحاج محمد انور عرف اوکاڑوی (کراچی)، مولانا قاری گل جہاں صدیقی (کراچی)، مولانا قاری غلام عباس نقش بندی مع فرزندان (نوشہرہ ورکاں)، حافظ محمد ناصر (کراچی)، شیخ نیک محمد (شرق پور شریف)، برکاتی فاؤنڈیشن کے حاجی محمد عارف برکاتی (کراچی)، پیر محمد راشد ایوب قریشی (کراچی)، مولانا قاری غلام علی (کراچی)، مولانا قاری تاج بہادر خان (کراچی)، حافظ محمد شفیق نورانی (ملتان)، محترمہ سیدہ آفرین اہلیہ الحاج الماس عطاری، متعدد خواتین اور متعدد احباب نے خاصی تعداد میں ختمات قرآن کا ہدیہ پیش کیا اور دُرود شریف کا سب سے زیادہ ہدیہ مجلسِ خواتین گُلزارِ حبیب کی طرف سے تھا۔ 33 ویں سالانہ عرس مبارک کی وہ رُوداد جو پاک وہند کے متعدد نمایاں اخبارات وجرائد اور رسائل میں شائع ہوئی، وہ ہم یہاں پھر درج کر رہے ہیں، ملاحظہ ہو:

"جماعتِ اہلِ سنّت کے بانی خطیبِ اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کا 33 واں سالانہ دو روزہ مرکزی عرس مبارک جامع مسجد گُلزارِ حبیب، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں حسبِ سابق ماہِ رجب کی تیسری جمعرات وجمعہ بمطابق 28 اور 29 اپریل 2016ء کو مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) اور گُلزارِ حبیب ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام والہانہ عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ اس موقع پر کتابی سلسلہ "الخطیب" کا سالانہ یادگاری مجلّہ شائع ہُوا۔ ملک اور بیرونِ ملک سے علماء ومشائخ اور عقیدت مند حضرات وخواتین کی بڑی تعداد نے عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت کی۔ متعدد خانقاہوں، درس گاہوں، سنّی تنظیموں اور حلقوں کی طرف سے حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے مرقدِ اقدس پر چادر پوشی وگُل پاشی کی گئی۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش اور حضرت شیر ربّانی شرق پوری رحمۃ اللّٰہ علیہم کے مزارات سے بھیجی گئی خصوصی چادروں کو علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے علما ومشائخ اور عقیدت مندوں کے ہمراہ اپنے والدین کریمین علیہما الرحمہ کے مرقدِ مبارک پر چڑھا کر عرس مبارک کی تقریبات کا آغاز کیا۔ چادر پوشی کے وقت نعت شریف، ذکرِ اسمِ الٰہی اور صلوٰۃ وسلام کا وِرد کیا گیا۔ (علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے اعلان کے مطابق تمام اہلِ عقیدت نے مزار شریف پر کپڑوں کی زیادہ چادریں چڑھانے کی بجائے حضرت خطیبِ اعظم کے ایصالِ ثواب کے لیے متعدد مستحق افراد کو پوشاکیں تقسیم کیں)۔ مفتیِ اعظم افریقا مولانا محمد اکبر ہزاروی، خطیبِ اہلِ سنّت پیر بیرسٹر سید وسیم الحسن شاہ نقوی حافظ آبادی، مولانا سید عظمت علی شاہ ہمدانی، مخدوم پیر ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی، مولانا سید راشد علی، مولانا سید حمزہ علی قادری، سید رفیق شاہ، مولانا نوید عباسی، انجینئر سید حماد حسین، قاری محمد حسین ارائیں، قاری اسد عطاری، صاحب زادہ پیر فرحت حسن خان نوری اور دیگر کے علاوہ

خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے خطاب کیا۔مقررین نے اپنے خطبات میں کہا کہ حضرت خطیبِ اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللّٰہ علیہ اللّٰہ تعالیٰ کی عطا سے لاثانی شخصیت تھے ان کی ذات میں کتنی خوبیاں جمع تھیں اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکا۔وہ بلاشبہ یگانہ روزگار ہستی تھے اور ملتِ اسلامیہ کے لیے اللّٰہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمت تھے اور بارگاہِ مصطفیٰ (ﷺ) میں ایسے مقبول و محبوب تھے کہ انہیں اس کی سند بھی عطا ہوئی۔ ان کی ذات اور خدمات پر پوری ملتِ اسلامیہ کو فخر ہے اور رہے گا۔مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کو مثالی عزت وشہرت اور مقبولیت ملی اور اس کی وجہ رسولِ کریم ﷺ اور ان کی آل واصحاب سے ان کا والہانہ عشق و محبت تھا اور وہ حق وصداقت کے باب میں پیکرِ عزیمت تھے ۔راہِ حق میں انہیں بہت ستایا گیا۔انہوں نے بہت صعوبتیں برداشت کیں،اپنوں نے بھی ان سے بہت حسد کیا لیکن خطیبِ اعظم کو ان کے صدق و اخلاص نے سربلند رکھا اور وہ صلہ وستائش سے بے پرواہ ہمہ دم اَن تھک محنت کرتے رہے۔ان کا نام حق کی پہچان اور اہلِ حق کے لیے باعثِ افتخار تھا اور آج بھی سمتوں میں ان کے لیے بہت محبت وعقیدت پائی جاتی ہے ۔انہوں نے دینی مسلکی علمی اور سیاسی وسماجی مثالی اتنی خدمات انجام دی ہیں کہ ان پر رشک ہوتا ہے ۔اتنی بڑی شخصیت ہونے کے باوجود وہ عاجزی وانکساری کا مرقع تھے۔ان کے اکابر کو ان پر ناز اور اصاغر کو ان پر فخر ہے۔اللّٰہ تعالیٰ نے انہیں حسنِ صورت اور حسنِ سیرت سے بہت نوازا تھا۔ان کی آواز مسحور کن تھی ۔وہ کثیر الصفات ذات اور کثیر الجہات خدمات کے حوالے سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ان کی یاد اور اولاد قابلِ قدر ہے۔مقررین نے حضرت خطیبِ اعظم کے فرزند و جانشین خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے بہت سراہا اور انہیں ان کے والد کی زندہ و بہترین کرامت قرار دیا۔دنیا بھر سے اہلِ عقیدت انٹرنیٹ کے ذریعے عرس شریف کی تقریبات سے وابستہ رہے۔مجلسِ خواتین گلزارِ حبیب کی طرف سے آخر میں پھولوں کی چادریں چڑھائیں گئیں۔اجمیر شریف میں سجادہ نشین سید محمد سرور چشتی نے درگاہِ خواجہ غریب نواز میں حضرت خطیبِ اعظم ایصالِ ثواب کے لیے خصوصی فاتحہ خوانی کروائی۔

اجتماع میں ایصالِ ثواب کرتے ہوئے ایک لاکھ اکیاسی ہزار ایک سو انتیس (181,129) قرآن کریم ☆ تمیں ہزار ایک سو چونتیس (30,134) قرآنی پارے ☆ اکہتر لاکھ بتیس ہزار ایک سو چوراسی (71,32,184) قرآنی سورتیں ☆ گیارہ لاکھ اکیاون ہزار سات سو چھیالیس (11,51,746) قرآنی آیات ☆ انتیس ارب بیاسی کروڑ بانوے لاکھ بائیس ہزار آٹھ سو ساٹھ (29,82,92,22,860) دُرود شریف ☆ دو کروڑ اکیاسی لاکھ چار ہزار آٹھ سو چوہتر (28,10,48,74) کلمہ طیبہ ☆ بارہ لاکھ (1,200,000) اسمائے حسنیٰ اور دو کروڑ چودہ لاکھ پانچ ہزار چھ سو انیس (20,145,619) مختلف متعدد اَوراد واذکار کے ورد،ان گنت طواف،عمرے،اٹھائیس ہزار دو سو بتیس (28,232) نوافل،تیرہ ہزار ایک سو باسٹھ (13,162) مدنی قافلوں اور نیکیوں کا ہدیہ پیش کیا گیا۔عقیدت مندوں نے ایصالِ ثواب کے لیے مکہ مکرمہ میں عمرہ وطواف کیے اور روضہ رسول (ﷺ) پر بھی فاتحہ خوانی کی،

ایصالِ ثواب میں مجلسِ خواتین گلزارِ حبیب کا حصہ نمایاں تھا۔اختتامی دعا علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے کی۔ جمعہ 29 اپریل 2016ء کو دنیا بھر کے 43 ممالک میں عقیدت واحترام سے مساجد ومراکز اہل سنت میں سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منایا گیا اور اجتماعی طور پر ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی۔

مرکزی عرس شریف کی تقریبات میں علامہ حکیم سید اشرف جیلانی،صاحب زادہ محمد مکرم اشرفی،مولانا عاشق حسین سعیدی،مولانا شیر محمد چشتی،الحاج غلام حیدر،مولانا محمد شفیق نورانی،پیر سید مختار شاہ،مولانا نوید عباسی، صاحب زادہ ازہر شاہ ہمدانی،مولانا محمد شریف نقش بندی،خلیفہ صوفی صابر زمان،الحاج توفیق قائم خانی،سید محمد جنید شاہ،الحاج محمد نعیم نقش بندی،صاحب زادہ ڈاکٹر محمد سبحانی اوکاڑوی،الحاج جاوید اقبال،سید عادل شاہ اسحاق،مولانا محمد ایوب الرحمٰن اوکاڑوی،مولانا حامد رضا مہروی،مولانا محمد اسحٰق مدنی،صوفی محمد حسین لاکھانی، امیر بیگ معصوم،سید سمیع اللّٰہ حسینی،سید اسلم غزالی،صاحب زادہ حامد ربانی اوکاڑوی،الحاج رفیق سلیمان، سید محمد الیاس شاہ سلطان پوری،قاری غلام علی چشتی،غلام حسین مغل،مولانا ریاض قادری،مولانا اختر علی پوری ،شیخ محمد شکیل اوکاڑوی،الحاج افتخار قائم خانی،مولانا تاج بہادر خان،نبیل قادری،حاجی جاوید معرفانی،مولانا محمد رفیع اللّٰہ قریشی قادری،شیخ محمد آفتاب،اٹک سے الحاج الماس قادری،لاہور سے مرزا محمد ارشاد مغل، ملتان سے شیخ محبوب الٰہی اور ان کے فرزند،گوجراں والا سے محمد خلیل مغل،بزمِ فیضانِ وارثیہ کے الحاج سید عبدالماجد وارثی مع احباب،انجمن مجاہدین مصطفیٰ کے محمد اکبر نقش بندی،وقاص مصطفیٰ اور متعدد معززین نے خصوصی شرکت کی ۔انجمن طلباء اسلام اور بزم فیضان وارثیہ نے اپنے مراکز میں عرس شریف کی تقریبات منعقد کیں۔اخبارات وجرائد نے سالانہ عالمی یوم خطیبِ اعظم کے موقع پر خصوصی مضامین شائع کیے اور ٹیلے وژن چینلز نے خصوصی پروگرام پیش کیے۔ان شاء اللّٰہ تعالیٰ حضرت خطیبِ اعظم کا 34 واں سالانہ عرس مبارک ماہِ رجب کی تیسری جمعرات وجمعہ 27-28 اپریل 2017ء کو منایا جائے گا۔ (رپورٹ:حمید اللّٰہ قادری،حیدر علی قادری)''

☆ 33 ویں سالانہ عرس مبارک میں خطیب الاسلام حضرت مولانا پیر سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی علیہ الرحمہ کے فرزند صاحب زادہ پیر بیرسٹر سید وسیم الحسن شاہ نقوی پہلی مرتبہ مدعو کیے گئے اور سامعین نے انہیں سراہا اور پسند کیا۔عرس شریف کی تقریبات میں ملک وبیرون ملک سے عقیدت مندوں نے بھرپور شرکت کی اور دنیا کے 43 ملکوں میں اور ملک کے ہر بڑے چھوٹے شہر میں ایصالِ ثواب کے لیے سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منایا گیا۔معروف اینکر اور اسکالر جناب ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے اپنے مشہور پروگرام ''عالم آن لائن'' کا جمعہ 29 اپریل 2016ء کو خصوصی پروگرام حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ کی یاد میں ترتیب دیا اور والہانہ انداز میں خراجِ عقیدت پیش کیا ۔اس پروگرام میں حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی،مولانا سید حمزہ علی قادری اور پیر بیرسٹر سید وسیم الحسن شاہ نقوی نے شرکت کی ۔اس پروگرام کو بہت پسند کیا

گیا ۔دھوم ٹی وی نے بھی اپنی نشریات میں عرس شریف کا تذکرہ کیا۔ روزنامہ جنگ کراچی، لاہور، لندن، روزنامہ نوائے وقت کراچی، لاہور، ماہنامہ عقیدت (حیدرآباد)، ماہنامہ جہانِ رضا (لاہور) ماہنامہ رضائے مصطفیٰ (گوجراں والا)، ماہنامہ تحفظ (کراچی) ہفت روزہ ارضِ پاک (حیدرآباد) اور ہفت روزہ کاروانِ وطن (حیدرآباد) نے خصوصی مضامین اور سالانہ یومِ خطیبِ اعظم کے اشتہار شائع کیے۔

☆ دنیا بھر کے متعدد ممالک کی مساجد اہلِ سنّت اور مراکز میں علماومشائخ، اساتذہ وطلبا مختلف تنظیموں کے سربراہان وکارکنان اور عقیدت مندوں نے 29 اپریل 2016ء کو 33 واں سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم منانے کا اہتمام کیا۔ پشاور میں الحاج سید اسد علی شاہ بخاری اور حلقہ ریاض الجنۃ کے وابستگان، اوکاڑا میں حضرت مولانا محمد اقبال چشتی، حافظ محمد اکرم، صوفی الحاج سردار محمد، ساہی وال میں حکیم شیخ محمد سعید، الحاج شیخ منظور احمد اور ان کے احباب ورفقاء، چوکی میں شیخ محمد خلیل، ملتان میں حافظ محمد شفیق نورانی، بہاول پور میں جنید رضا قادری، گل ریز قادری، سیال کوٹ میں الحاج خواجہ محمد نعیم اور لاہور میں اچھرہ کے مولانا قاری محمد حفیظ، قاری محمد نعیم، نوجوان رہنما جناب محمد نواز کھرل، محافل نعت کے حوالے سے ممتاز شخصیت جناب ملک محمد خلیل، شیخ فیصل ظہیر، شیخ عمر علی، جناب میاں احمد، شیخ عقیل احمد، قاری محمد یونس قادری، راول پنڈی اور اس کے قرب وجوار میں جناب مولانا قاری مظہر عباس اور ان کے رفقاء نے متعدد مقامات پر سالانہ یومِ خطیبِ اعظم مناکر ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا۔ کراچی شہر میں بزمِ فیضان وارثیہ کے جناب سید عبدالماجد وارثی نے اپنی عقیدت کا نمایاں اظہار کیا۔ سحر فاؤنڈیشن کے زیرِ اہتمام بھی سالانہ یومِ خطیبِ اعظم منایا گیا اور خصوصی پروگرام منعقد ہوا جس میں وائس چیئرمین جناب سید رفیق شاہ اور دیگر نے خطاب کیا، اس پروگرام کی اخبارات میں نمایاں خبریں شائع ہوئیں ۔ برطانیا میں پیرزادہ مصباح المالک لقمانوی، الحاج مفتی محبوب الرحمٰن، مولانا قاری حفیظ الرحمٰن چشتی، الحاج محمد عرفان نقش بندی، بھارت میں تحریکِ فکرِ رضا کے جناب محمد زبیر قادری، مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، شیخ فرید نثار، حیدرآباد دکن میں محمد مصطفیٰ اور ان کے وابستگان، حضرت پیرزادہ محمد عبدالباقی اشرفی اور ان کے وابستگان، حضرت مولانا لیاقت رضا اور مولانا محبوب عالم اور ان کے مریدین، بنگلا دیش میں رضا اسلامک اکاڈمی کے مولانا محمد بدیع العالم رضوی، مولانا محمد عبداللّٰہ، احسن العلوم جامعہ غوثیہ چاٹ گام کے مولانا سید ابوالبیان ہاشمی، مولانا محمد عبدالمنان، آسٹریلیا میں مولانا افتخار ہزاروی، راجا عبدالحمید، محمد نسیم خاں، مولانا محمد نواز اشرفی، ماریشس میں سنّی رضوی سوسائٹی کے ارکان، مولانا مقبول احمد اشرفی، خطیبہ مولاتنا سیدہ عائشہ رضوی، زمبابوے میں الحاج منصور رضا قادری، ڈربن جنوبی افریقا میں مولانا محمد بابا شفیعی قادری، الحاج احمد رشید، الحاج ابراہیم اسمال قادری، تنویر ہاشم منصور، رضا اکاڈمی کے ارکان، مولانا آفتاب قاسم، کیپ ٹاؤن میں حضرت الحاج پیر محمد قاسم ڈانگا وَنکر اشرفی، الحاج محمد

الحق اشرفی اور مولانا محمد محسن اشرفی، پری ٹوریا میں دارالعلوم پری ٹوریا کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی، مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ہزاروی اور ان کے رفقاء، الحاج زاہد ابراہیم کریم، الحاج ابوبکر کریم، جوہانس برگ میں مولانا اسلم سلیمان، الحاج ڈاکٹر عبداللّٰہ منصور، امریکا میں الحاج اے لیئق بیگ، جناب غلام فاروق رحمانی، صاحب زادہ ڈاکٹر عثمان علی صدیقی، الحاج محمد پرویز اشرف، محمد شفیق مہر، الحاج چودھری عبدالحمید و برادران، سید منور علی شاہ بخاری، محمد الیاس، مولانا مقصود احمد قادری علاوہ ازیں ملاوی، اسپین، ری یونین، متحدہ عرب امارات، کویت وغیرہ سے احباب نے ٹیلے فون، ای میل اور خطوط کے ذریعے ہمیں سالانہ یومِ خطیبِ اعظم (علیہ الرحمہ) منائے جانے کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ اللّٰہ کریم احباب کی ان کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے، آمین

☆ سالانہ عرس مبارک پر ''کتابی سلسلہ الخطیب'' کا یہ یادگاری مجلّہ عرس شریف سے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل شائع ہوتا ہے کیوں کہ پچاس سے زیادہ ممالک میں لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اس کے لیے ہم بہت سی رقم ڈاک پر خرچ کرتے ہیں۔ ہمیں اس لمحے بہت افسوس ہوتا ہے جب کچھ لوگوں کو بھیجے گئے مجلّے صرف اس لیے واپس آجاتے ہیں کہ ان کے پوسٹل ایڈریس (پتے) تبدیل ہوگئے اور انہوں نے ہمیں نئے پتے نہیں بھجوائے۔ وہ تمام لوگ جنھیں ہر سال مجلّہ پہنچتا رہا ہے اگر ان کا پتا بدل گیا ہے تو وہ ہمیں نئے پتے سے ضرور آگاہ فرمائیں۔

☆ سال بھر کے کچھ واقعات اور تاثرات لکھنے سے پہلے اپنے احباب اور قارئین کی طرف سے آنے والی ایک تجویز کا جواب پیش کرنا ضروری ہے۔ احباب کا کہنا ہے کہ اس مجلّے کو زیادہ تعداد میں شائع کیا جائے اور کتابوں کی دکان پر بھی رکھا جائے تاکہ ہر شخص اس سے استفادہ کرسکے اور کچھ لوگوں نے مستقل ماہناموں کی طرح اس میں مضامین کی اشاعت کا مطالبہ کیا، حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے خطبات سے ہر مجلّے میں ایک خطاب قلم بند کرکے شامل کرنے کی تجویز دی۔ اس حوالے سے عرض ہے کہ یہ مجلّہ مفت فراہم کیا جاتا ہے اور ہزاروں روپے کے ڈاک خرچ سے 50 سے زائد ممالک میں، مدارس، اداروں اور سرکردہ افراد کو بھیجا جاتا ہے۔ ملک بھر میں علماومشائخ اور متعدد افراد کو بھیجا جاتا ہے۔ اس کی اشاعت کا مقصد صرف ایصالِ ثواب کے لیے یاددہانی اور ہر سنّی ادارے میں سالانہ عالمی یومِ خطیبِ اعظم کا انعقاد ہے۔ یہ مجلّہ انٹرنیٹ پر بھی اَپ لوڈ کردیا جاتا ہے۔ اس مجلّے کو ہم سال بھر میں صرف ایک مرتبہ اور ہزاروں کی تعداد میں شائع کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ کی گنجائش ہمارے پاس نہیں۔ اہلِ سنّت کا کوئی ادارہ ایسا جہاں یہ مجلّہ نہیں پہنچتا ہو وہ اپنا پتا ہمیں بھجوادیں، ہم ترسیل کی فہرست میں اسے بھی شامل کرلیں گے۔ ہم پہلے ہی عرض کرچکے ہیں کہ اس ایک مجلّے ہی کی تیاری ہمارے لیے آسان نہیں، اس کی ضخامت میں اضافہ فوری طور پر مشکل ہے۔ ہمیں اپنے تعاون اور دعاؤں سے نوازیں۔ جزاکم اللّٰہ تعالیٰ

☆ دنیا بھر میں قاعدہ قانون استعمال ہوتا ہے۔ ہر تنظیم اور ادارہ اپنے لیے ضابطے اور قاعدے تیار کرتے ہیں تا کہ بے نظمی اور بے ہنگم کارکردگی اور خرابی سے بچا جائے۔ ہر عہدہ و منصب اور خدمات کے لیے قابلیت، صلاحیت، اہلیت اور معیار کا تعین کیا جاتا ہے۔ ''اناڑی'' کو منتخب نہیں کیا جاتا کیوں کہ نقصان اور بگاڑ گوارا نہیں ہوتا۔ ایک اچھا باپ اپنی بیٹی کی شادی کرتے ہوئے اپنی بیٹی کا مستقبل اسی سے وابستہ کرتا ہے جس کے بارے میں اچھی طرح چھان بین کر لیتا ہے۔ عمارت خریدتے ہوئے اس میں لگائے گئے ساز و سامان کی پوچھ پڑتال کی جاتی ہے۔ متعدد مثالیں ہیں لیکن کیا ستم ہے کہ ملک و ملت کے حوالے سے کسی قاعدہ و قانون کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ کسی لٹیرے کو کسی بینک کا سربراہ نہیں بنایا جاتا تو ملک کا سربراہ کیوں بنا دیا جاتا ہے؟ کسی ادارے میں صرف الزام کی بنیاد پر بھی نوکری سے برطرف کر دیا جاتا ہے لیکن ملک کے کلیدی عہدوں کے لیے احوال اس کے برعکس ہیں۔ پانچ سو روپے کی چوری پر تو پولیس کی چھترول ہو اور اربوں روپے کی چوری پر ''گارڈ آف آنر''۔ آئین اور قانون کے ہوتے ہوئے جعلی ڈگریوں، غبن، کرپشن اور قتل تک کے مقدمات میں ملزم ٹھہرائے جانے والے معزز عہدوں پر تعینات ہوتے ہیں۔ پولیس کو ''مطلوب'' افراد اور ''اشتہاری'' راج کرتے ہیں۔ 70 برس میں اس ملک میں قاعدہ قانون کی پاس داری نہ ہو سکی۔ فوجی آمر مسلط ہو جائے تو اُسے اقتدار سے الگ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جو ''کرسی'' پر براجمان ہو جائے وہ ملک کو ''ذاتی جاگیر'' سمجھ لیتا ہے، قومی خزانہ اس کا ذاتی مال بن جاتا ہے۔ اس کے قرابت دار اس سے زیادہ ''تیز'' ہوتے ہیں، ان کے مزاج اور موڈ کو قاعدے قانون کی حیثیت مل جاتی ہے، رویے ہی پالیسیاں بن جاتے ہیں۔ یوں ملک تو پنپ نے سے رہا البتہ وہ لوگ لُوٹ مار کر کے ضرور پنپ جاتے ہیں۔ ملک میں دشواری نظر آئے تو ''باہر'' کی راہ لے لیتے ہیں۔ گزشتہ عرس کا مجلّہ شائع ہونے پریس جا چکا تھا تو ملک میں سابق فوجی آمر پرویز مشرف کے ملک سے فرار ہونے کا غلغلہ تھا۔ انہیں عدالت کے کمرے تک آنے کے لیے تو ''درد'' اُٹھ جاتا تھا لیکن ملک سے باہر جانے کے لیے ان میں توانائی دیدنی تھی۔ ان پر سنگین الزامات تھے جو چشم پوشی کے لائق نہیں تھے لیکن وہ فوجی سربراہ رہ چکے تھے، اس لیے ملکی قاعدے قانون سے مستثنیٰ سمجھے گئے۔ کہا گیا ہے کہ انہیں بچانے کے لیے بھی فوجی سربراہ ہی پیش پیش تھا۔ ملک سے باہر جا کر پرویز مشرف کے سارے درد غائب ہو چکے تھے۔ انہیں شاید باہر بھیجنا ملکی حکمرانوں کی ''مجبوری'' بن گئی تھی کہ اپنا اقتدار بھی تو بچانا تھا۔ ہمارے ملک میں مجرموں کی حفاظت پر بے دریغ خرچ بھی ہوتا ہے اور بہت ہوتا ہے۔ رسوائے زمانہ ماڈل ایان علی ہی کی مثال سامنے کی بات ہے۔ اس کے تو بناؤ سنگھار کا خرچ بھی ''قومی خزانہ'' بہت ''فراخ دلی'' سے اٹھاتا تھا۔ آصف زرداری صاحب کا ذکر ہی کیا، ان کا صدرِ مملکت بن جانا ''تازیانہ'' تھا۔ سابق چیف جسٹس چودھری افتخار کیا سمجھے گئے اور کیا نکلے۔ جب قاعدے قانون کے بنانے والے اور رکھ والے ایسے ہوں گے تو بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟

☆ دنیا بھر میں دو سو سے زائد ممالک ہیں اور ساڑھے سات اَرب سے زائد انسانی آبادی بتائی جاتی ہے۔ انسانوں کی اس آبادی میں مختلف ادیان و مذاہب کے لوگ بستے ہیں اور لامذہب بھی ہیں یعنی جو کسی دین دھرم کو نہ ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مذہبی آزادی کا شور کرنے والے ہی زیادہ تر پابندیاں لگاتے نظر آتے ہیں۔ یہودی کئی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور تعداد میں ایک کروڑ بھی نہیں لیکن تعصب و انتہاپسندی میں شاید وہ سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ القدس پر ''اسرائیل'' نامی ملک بنانے کے لیے غاصبانہ کارروائی ہوئی، مقبوضہ القدس میں عیسائیوں کی تعداد بھی خاصی ہے، وہ بھی یہودی جارحیت کا شکار ہوئے۔ مسلمانوں کے لیے قبلۂ اول (مسجد اقصیٰ) اور مزاراتِ انبیا علیہم السلام کی وجہ سے القدس کی بہت اہمیت ہے۔ یہودی صیہونی مظالم کی وجہ سے امن تہ و بالا ہوا۔ طیاروں کی ہائی جیکنگ، خود کش بم دھماکے اس سے پہلے نہیں تھے۔ اقوام متحدہ (یونائیٹڈ نیشنز آرگنائزیشن) میں پانچ ملکوں کے پاس ویٹو پاور ہے، ان کی مرضی کے خلاف بات انہیں کسی طور قبول نہیں۔ سُپر پاور کہلانے والے امریکا نے اسرائیل نامی ملک کی پرورش اور سرپرستی اپنا نصب العین رکھا اور مقبوضہ القدس میں مسلمانوں اور عیسائیوں پر یلغار ہوتی رہی۔ مسلمانوں کو چوں کہ عیسائی بھی گوارا نہیں کرتے یوں اس خطے میں مسلمانوں سے یہود و نصاریٰ کی بدترین بدسلوکی مسلسل جاری ہے۔ غزہ میں کیسے کیسے ستم ڈھائے گئے؟ ان کا تذکرہ ہی لرزا دیتا ہے۔ حقوقِ نسواں اور آزادیٔ نسواں کی بات کرنے والوں نے اس علاقے میں مسلمان خواتین سے جو وحشیانہ اور سفاکانہ سلوک کیا اس کے کریہہ مناظر بھی دنیا نے دیکھے۔ ہیروشیما، ویت نام کو خاصی حد تک شاید فراموش کر دیا گیا ہو مگر نصف صدی سے زائد عرصے میں القدس میں ڈھائے جانے والے مظالم بھلائے نہیں جا سکتے۔ مقبوضہ فلسطین میں یہود اور مقبوضہ کشمیر میں ہنود نے مظالم کی جو گھناؤنی تاریخ رقم کی ہے وہ انسانوں کی اس دنیا میں اپنی سنگینی اور شدت کے حوالے سے باعث شرم ہے۔ گیارہ ستمبر (نائن الیون، 9/11) کو امریکا کے شہر نیویارک میں ایک سو دس منزلہ دو بلند جڑواں عمارتوں کو ڈھا دینے کے پس پردہ جانے کیا مذموم عزائم تھے؟ اس واقعے کے بعد پوری دنیا ''دہشت گردی'' کی لپیٹ میں آ چکی ہے۔ دہشت گردوں کو اپنی تخریبی، فسادی کارروائیاں کرنے اور ڈھٹائی کے ساتھ ان کا اعتراف کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں لیکن امن پسند لوگوں کو اپنے امن پسند ہونے اور ثابت کرنے میں طرح طرح کی دشواریاں ہیں۔ اپنی صفائی پیش کرنے کے کتنے جتن کرنے پڑ رہے ہیں۔ چند بدکرداروں کی وجہ سے سبھی مشکل میں ہیں۔ عراق، شام، افغانستان، یمن، برما (میانمار، روہنگیا)...... کتنے ملک ہیں جو مقتل بنا دیئے گئے ہیں۔ وطنِ عزیز پاکستان کو سوویت یونین کے خلاف امریکی آلۂ کار بننے کے بعد مسلسل تباہی و بربادی اور خون ریزی کا سامنا ہے۔ افغانیوں کو ''مہاجر'' مان کر ''مسلمان'' سمجھ کر پناہ دینے کی ''قیمت'' گزشتہ تین دہائیوں سے جس طرح چکائی جا رہی ہے، اس کی تفصیل کسے معلوم نہیں؟ یورپ کے ایک شہر برسلز میں ایک دھماکا ہوا تو دنیا یوں چیخ اٹھی جیسے کوئی اَن ہونی ہوئی ہو،

پاکستان میں کتنے اور کیسے کیسے دھماکے ہوئے؟ کسی نے لب کشائی تک نہیں کی۔ ٹی بی (ٹونی بلیئر) نے عراق پر جارحیت کے حوالے سے سنگین غلطی کا اعتراف کیا تو اس سے مواخذہ تو کیا اُسے مطعون تک نہیں کیا گیا۔ امریکی جنرل نے غلطی کا اعتراف کیا تو کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ کیا عراق کے خلاف کارروائی اتنی ہی معمولی غلطی تھی؟ القاعدہ اور داعش کس کی پیداوار ہیں؟ ہیلری کلنٹن سمیت دیگر کے "اعترافات" کے باوجود دنیا میں کون سا کھیل کھیلا جا رہا ہے؟ امریکا ہی میں دو لاکھ انتہا پسندوں کا مسلح گروہ ہے جسے ملی شئیس (MILITIAS) کہا جاتا ہے۔ یہی ایک نہیں، اس کے سوا کتنے اور ہیں۔ کہاں کہاں مسلمانوں کے خلاف شرپسندی ہو رہی ہے۔ برما میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے، سوشل میڈیا پر اس کے مناظر دیکھ کر بھی انسانیت اور امن کے علم بردار کیوں ساکت و جامد ہیں؟ ملکِ شام سے 66 لاکھ سے زائد لوگ بے گھر ہوئے، وہاں خون کی ہولی کیوں کھیلی جا رہی ہے؟ مقبوضہ کشمیر میں مظالم کا شدید تسلسل کیوں ہے؟ امریکی صدارتی امیدوار کی حیثیت سے ڈونلڈ ٹرمپ کے انتخابی نعروں نے جو آگ بھڑکائی ہے وہ کب اور کہاں تھمے گی؟ امن کانفرنسیں ہو رہی ہیں، امن ریلیاں نکل رہی ہیں، مذاکرے، مکالمے بہت ہو رہے ہیں لیکن کوئی "تبدیلی" نظر نہیں آ رہی، شدتوں اور نفرتوں میں اضافہ ہی نظر آ رہا ہے۔ احتجاجی اور انفرادی خزانوں کا زیادہ خرچ "سیکیورٹی" (تحفظ) کے لیے ہو رہا ہے اور تحفظ ہے کہ زیادہ مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ آگ بھڑکانے والوں کے گھر تک آگ پہنچی ہے تو چلّا اٹھے ہیں۔ اپنے غلط عمل یا اپنے ظلم پر ردِّعمل انہیں حواس سے بے گانہ کر رہا ہے۔ کہاوت ہے کہ "اتنی ہی تکلیف دو جتنی خود سہہ سکو"۔ اپنے لیے امن چاہیے تو دوسروں کے امن کو تہ و بالا نہ کرو۔ دنیا بھر میں بھڑکی یہ آگ دب سکتی ہے، اس کے لیے بھی انہیں اس سے زیادہ محنت کرنی ہوگی جتنی کہ اس آگ کو بھڑکانے کے لیے انہوں نے کی۔ تڑپتے، سسکتے، بلکتے لوگ بھی انسان ہیں، انہیں کیڑے مکوڑے سمجھنا انسانیت نہیں، حیوانیت ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ من حیث القوم (ایک قوم کی حیثیت سے) مسلمان امن و سلامتی کے پیکر اور خوگر ہیں، ان کی اکثریت آج بھی امن و آشتی اور محبت و اخوت کی مظہر ہے۔ البتہ مسلمان کہلانے والے کچھ ضرور ایسے ہیں جو دینِ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام اور بُرا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ان کی پہچان کے باوجود ان کے خلاف وہ "کارروائی" نہیں کی جا رہی جو کی جانی چاہیے۔

وطنِ عزیز "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں ٹی وی اینکرز کامران خان اور شاہ زیب خان زادہ نے کتنے "انکشاف" کیے۔ "اہلِ سنت والجماعت" نامی (دیوبندی) تنظیم اور دیگر کالعدم قرار دیے جانے والے گروہوں کے بارے میں چشم کشا حقائق واضح کیے جانے کے باوجود کوئی قابلِ ذکر کارروائی نہیں کی گئی۔ طالبان، داعش اور القاعدہ جیسی دہشت گرد تنظیموں کو شاید "پالا" جا رہا ہے۔ سیاست کار ان اور حکمران اپنے اپنے مفادات میں مگن ہیں۔ سچ تو یہی ہے کہ حکمرانوں کی ترجیحات میں امن اور عام آدمی کا تحفظ ہے ہی

نہیں ورنہ حالات اتنے ابتر نہ ہوتے۔ پاکستان میں سعودی عرب کے حوالے سے 24,000 "مدارس" کی مالی امداد کی تفصیل جان کر فساد کاری میں حکمرانوں کی ایما شامل ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ جانے کہاں کہاں کون کون سے "لاوے" پک رہے ہیں۔ حکمرانوں کے نزدیک محبانِ وطن معتوب اور فسادی مرغوب و محبوب ہیں۔ حق تلفی کی بھی تلخیاں بالآخر آتش فشاں ثابت ہوتی ہیں۔ دہشت گردی کا خاتمہ ایسے "رویوں" سے شاید ہی ہوگا۔ "جمہوریت" کے یہ دعوے دار کیا جمہوریت اور اس کے تقاضوں سے باخبر ہیں؟ کیا یہ حکمرانی کے واقعی اہل ہیں؟ اب کرپشن (بدعنوانی، بگاڑ) کے رسیا صرف حکمران اور سیاست کار ہی نہیں، اس فہرست میں کتنے "اہم" ادارے اور بہت سے منصب دار بھی شامل ہو چکے ہیں یعنی یہ "وبا" ملک و قوم میں پھیل نہیں بلکہ سرایت کر گئی ہے۔ اپنے قارئین سے سارا سچ کہہ دینے کا حوصلہ نہیں پڑتا مگر جھوٹ اور منافقت بھی گوارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور یہی التجا ہے کہ وہ ہمیں سگانِ دنیا بننے سے بچائے اور اس ملک کو سچے اور اچھے سیاست کار اور حکمران عطا فرمائے اور ہر پاکستانی کو اپنے وطنِ عزیز سے محبت اور وفا کی توفیق سے نوازے۔

☆ غازی ملک ممتاز حسین قادری (شہید) کے جنازہ کا تاریخی مثالی اجتماع پوری دنیا کے لئے ایک "پیغام" بھی تھا۔ لاکھوں افراد نے اس جنازہ میں شمولیت کو "سعادت" سمجھا اور ہزاروں علما و مشائخ جنازہ پڑھانے نہیں بلکہ پڑھنے کے لیے شامل ہوئے۔ اس پُرامن اجتماع کی دھاک بیٹھ گئی تھی لیکن اس کے صرف تین ہفتے بعد اسی لیاقت باغ میں ہونے والے اجتماع کو "چہلم" کا عنوان دے کر جو کچھ ہوا، اس کے لیے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ــــ یہ احسان جو نہ کرتے تو یہ احسان ہوتا۔ کاش! ایسا نہ ہوتا۔ بہت معذرت کہ اس موضوع پر اس سے زیادہ کہنے کا یارا نہیں۔

☆ "حقوقِ نسواں اور آزادیٔ نسواں" کتنے ہی خوش کن نعرے کیوں نہ ہوں، سچ یہی ہے کہ "عورت" کو آزادی اور حقوق میسر نہیں۔ اسی عورت کو بے لباس کر کے جانے کتنے رسالوں اور فلموں کو "سجایا" جاتا ہے۔ کم لباس میں اسی عورت کو "کیٹ واک" کروائی جاتی ہے۔ اسے سرِ عام نچانا تو عیب ہی نہیں سمجھا جاتا۔ "اشتہارات" کے لیے عورت سے "من مانے پوز" بنوائے جاتے ہیں۔ بے حیائی، عریانی، جسم فروشی، حسن فروشی کے کیسے کیسے کام اس عورت سے کروائے جاتے ہیں۔ شاید یہ سب "آزادی اور حقوق" شمار ہوتے ہوں مگر اسی عورت پر کہیں حجاب کی پابندی ہے تو کہیں نقاب کی۔ عیسائی راہبہ "نن" حجاب پہنے تو وہ "مقدس" قرار دی جاتی ہے، مسلمان پہنے تو شدید معترضہ ٹھہرائی جائے۔ گرجا گھروں (عیسائی مَعبد) کی گھنٹیاں درست لیکن اذان کی آواز نا درست گردانی جائے۔ "غیروں" کا دُہرا معیار اور سلوک کوئی ڈھکا چھپا معاملہ نہیں۔ "شوبز" کے طوفان میں "عورت" کا جو استعمال ہو رہا ہے وہ یہی بتاتا ہے کہ عورت کے حقوق اور آزادی کی بات کرنے والے اسے اب بھی کوئی "کھلونا" یا "گھٹیا" چیز ہی سمجھتے ہیں۔ اپنے اسمارٹ موبائل (سیل) فون کو طرح طرح کی عمدہ "پیکنگ" میں رکھتے ہیں کہ اس پر کوئی "اِس کریچ" (خراش) نہ آ جائے

مگر یہی لوگ "عورت" کو اتنی بھی اہمیت نہیں دیتے۔ "عریانی" ہی اگر جدت پسندی اور تہذیب نُو میں آزادی ہے تو "جان وروں، حیوانوں" کو کیوں "کم تر" شمار کرتے ہیں؟ جو عورت اپنے حُسن اور جسم کی نمائش اور ستائش کی خواہاں ہو، اس پر غیرت اور حمیت کے حقوق اور اس کے تحفظ کی باتیں بے معنی ہو جاتی ہیں۔ حرص وہوس نے لفظوں کے پیمانے ہی نہیں ان کے معنی بھی گھائل کر دیے ہیں۔ زخم ناسور بنتے جا رہے ہیں اور زہر ہی علاج ٹھہرا ہے، کوئی بتائے کہ "افاقہ" کیسے ہو؟ شفا تو شاید مطلوب ہی نہیں۔ ہمیں مسلمان عورت کو یہی باور کروانا ہے کہ وہ ان "راستوں" کو نہ اپنائے جو "منزل" کو نہیں جاتے اور ان اطوار سے دُور رہے جو شناخت کھو دیتے ہیں، رہی "عزت" تو اس کا حصول صرف اس رب تعالیٰ کی رضا میں ہے جو اس عورت کا خالق بھی ہے اور رازق بھی، اس رسولِ مکرم ﷺ کی اطاعت واتباع (فرماں برداری اور پے روی) میں ہے جسے ہادیٔ کُل بنا کر بھیجا گیا۔ غیرت وحمیت کا تصور ہی ایمان سے ہے۔ خود کو فن کار اور اشتہار بنانے والی خواتین اپنی وقتی نمائشی شہرت کو جانے کیوں "عزت" سمجھ بیٹھی ہیں؟ اور ہمارا بے لگام میڈیا جس کی "تمام حاجات" صرف "زر اور زن" سے وابستہ ہیں وہ اپنی ہر روش اور طرز وطریق کو اپنی ہیجان آمیز خواہشاتِ نفس" کا تابع بنا چکا ہے، وہ معاشرے اور معاشرت میں کتنی آلودگی کا مرتکب ہو رہا ہے، شاید اسے اندازہ نہیں۔ کیسا کیسا "ہذیان" میڈیا اُگل رہا ہے، کوئی ضابطہ اخلاق ان کا اگر ہے تو وہ ایمان اور غیرت وحیا کے تقاضوں سے خالی ہے۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر غیر مسلم خواتین کے ساتھ کیا کچھ نہیں دکھایا جاتا مگر "غیروں کے رعب" میں یا ان کے خوشامدی یہ لوگ ان کی بد تہذیبی، شدت آمیزی اور انسانیت سوزی پر مہر بلب رہتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ فلسطین، شام، برما وغیرہ میں مسلمان عورتوں کی آبرو ریزی اور ان کے ساتھ بہیمیت پر بھی یہ نوحہ کناں نہیں ہوتے۔ ایمان واسلام کے خلاف کسی کی بات پر پوری قوم احتجاج کرے تو یہ لوگ اسے "شدت پسندی" کہتے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک "آزادیٔ اظہار" شاید "اسلام" کے خلاف قول وفعل ہی ہے۔ پاکستان کا "سافٹ امیج" (نرم اور بہتر تاثر) انہیں صرف بے حیائی، عریانی اور فحاشی اور مرد وعورت کے مخلوط بے ہنگم ہجوم میں نظر آتا ہے جو یہ لوگ "دنیا" کو دکھانے میں کسر نہیں رکھتے۔ ان کا احوال بتاتا ہے کہ جیسے انہوں نے "اسلامی جمہوریہ" میں اسلام کی پامالی کا "ٹھیکا" لیا ہوا ہے۔

☆ "اسلامی نظریاتی کونسل" حکومت پاکستان کی قائم کردہ ہے۔ اس کے قیام کا مقصد قرآن وسنت کے عین مطابق قانون سازی میں رہنمائی کرنا ہے۔ اس کی حیثیت خود حکومت نے ایسی رکھی ہے کہ وہ صرف "تجاویز" مرتب کر کے پیش کر سکتی ہے، اس سے زیادہ اسے اختیار نہیں۔ کچھ برسوں سے یہ کونسل بھی سیاسی گروہوں اور مفادات کی نذر ہو چکی ہے۔ عورت کے حوالے سے "حقوق" کی باتیں "سبھی" بہت کرتے ہیں، اس کونسل نے بھی کر ڈالیں اور کچھ سبب خود حکومت بنی کیوں کہ اس کے بنائے گئے قانون میں اتنے رخنے تھے کہ کتنے دن ٹی وی "ٹاک شوز" اور اخباری کالم ہی نہیں کتنے مکالمے، مباحثے ہوئے بلکہ ہر زبان پر

وہی موضوع رہا۔ شوہر کو گھر میں داخل نہ ہونے دینا، بیوی پر ہلکا تشدد اور ایسے کچھ جملوں کا تو تمسخر بھی بہت اڑایا گیا۔ شکایتیں، وضاحتیں اور حماقتیں بہت ہوئیں۔ دین اسلام نے عورت کے لیے جو تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں، علمائے اسلام نے اس کی تقریباً ہر طرح تفصیل کتابوں میں محفوظ کی ہے۔ عبارت فہمی بھی ایک ہنر ہے، حقیقی مفہوم تک رسائی اور شرح صدر ہو جانا بھی نعمت ہے۔ بیان کرنے اور قلم بند کرنے میں بات پوری طرح ذہن نشین بلکہ دل نشین کر دینے کا ملکہ بھی ہر کسی کا حصہ کہاں؟ تحریر وتقریر میں صحیح واضح لفظ صحیح جگہ بیان نہ ہو تو اعتراض کی راہ نکلتی ہے۔ دین کی من مانی تعبیر وتشریح چاہنے والے تو پہلے ہی انتظار میں ہوتے ہیں کہ انہیں کوئی لفظ یا بات ملے اور وہ لاف زنی کریں۔ کسی عالم کہلانے والے کا کسی دینی بات کو آسان، صاف اور صحیح طرح بیان یا تحریر نہ کر سکنا، یہ اس عالم کہلانے والے کی کم زوری کہلائے گا، دین کی کم زوری نہیں۔ دینِ اسلام کے صحیح عقائد واحکام یا اس کے سچے اور صحیح علماء کو طعن وتشنیع کا ہدف بنانا، ان کی توہین وتضحیک پر دلیر ہونا تو ایسا سنگین جرم ہے جو ایسے مجرم کو دائرہ اسلام سے خارج کروا دیتا ہے۔ ٹی وی اینکرز یا کالم نگاروں کا کیا ذکر اعلم کے کتنے دعوے دار بھی ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اللہ رب العزت جل وعلا کا فضل وکرم ہی اس راہ میں بچاتا ہے اور ہر کسی کو حتی الامکان بھرپور احتیاط کرنی چاہیے۔ روزانہ اسمبلی، عدلیہ اور ٹی وی میں آئین کے حوالے سے حکمرانوں، سیاست کار اور دیگر کے جملوں اور کاموں پر کیسی کیسی موشگافیاں ہوتی ہیں، قوانین اور ضابطوں کے حوالے دیے جاتے ہیں۔ انسانی قوانین کا دائرہ کار ظاہر تک ہے اس تک رسائی اور اس کی پکڑ میں "بریکنگ نیوز" پہلے لانے کے لیے کتنی چستی دکھائی جاتی ہے، کیسا فخر کیا جاتا ہے، اس کا "نوٹس" لے لیا جائے تو فخر کا تذکرہ دراز کر دیا جاتا ہے۔ دین کے حوالے سے کسی کی غلطی پر قرآن وسنت کے احکام واضح کیے جائیں تو معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ ایسی ایسی "زہر افشانی" ہوتی ہے جیسے دین کا بیان سب سے بڑا جرم ہو۔ یہی سیاسی جغادری، یہی ٹی وی اینکرز، یہی فن کار، کھلاڑی وغیرہ آئینہ ایام میں اپنی ادائیں ملاحظہ فرمائیں، عورت سے ان کا سلوک کیسا ہے۔ سب سے زیادہ "کہانیاں" تو انہی کی سنی سنائی جاتی ہیں۔ شراب وشباب، ناچ گانے، جوا اور کرپشن کے زیادہ رسیا تو اسی فہرست میں سے ہوتے ہیں۔ کتنے سیاسی سرکردہ لوگ ہیں جو عورت کو وراثت میں حصہ نہیں دیتے۔ اپنی بہنوں، بیٹیوں کی شادیاں "قرآن" سے کر دیتے ہیں۔ اپنی بہن بیٹیوں کو ان کی من پسند شادی کرنے پر قتل کر دیتے ہیں۔ عورت سے آج بھی لونڈی کا سلوک کچھ انہی وڈیروں کے ہاں نظر آتا ہے۔ عورت کو حقوق تحفظ اور آزادی دلانے کی صرف باتیں کرنا تو ان کا ڈھونگ دکھاوا ہے۔ عورت کو حقوق دینا دلانا ان کی نیت اور مزاج ہی میں نہیں، عورت کو تحفظ اور حقوق صرف دینِ اسلام نے دیے ہیں اور یہ تحفظ اور حقوق عورت کو دین اسلام سے وفاداری اور اس کی پاس داری سے مل سکتے ہیں۔ دین سے رُوگردانی میں کسی تحفظ اور حقوق کی امید خود کو دھوکے فریب میں رکھنا ہے۔ اسلام کی مقرر کردہ سزائیں معاشرے میں خوش گواری، پاکیزگی اور عمدگی کے لیے ہیں۔ جرم اور مجرم کے بارے میں نرمی

یا چشم پوشی ہی ماحول پراگندہ اور آلودہ کرتی ہے۔ عدل کے تقاضے انسانی معاشرے میں نہ ہوں تو امن کی فاختہ اُڑ جایا کرتی ہے۔ آئی سی یو (انتہائی نگہداشت کے کمرے) میں مریضہ سے بدفعلی کی جائے، مزارِ قائد کو فحاشی کا اڈا بنایا جائے، قبرستان میں قبریں کھود کر عورتوں سے بدفعلی ہو، ہسپتال کی نرسیں اور کالجز کے ہاسٹلز (اقامت گاہوں) میں طالبات خودکشی کریں، ''معزز'' اور ذمہ دار کہلانے والوں کے گھروں میں ملازم لڑکیوں پر تشدد ہو...... کیا کوئی مجرم کیفرِ کردار کو پہنچا؟ سوشیل می ڈیا میں پوری وڈیو ہے کہ ایک ہندو لڑکی کو برسرِعام جلایا گیا، اس کا جرم یہ بتایا گیا کہ وہ عیسائی تقریب میں شریک ہو گئی تھی۔ کیا اس سانحے پر کوئی ''سیو فیس Save Face'' فلم بنائی جائے گی کہ اسے آسکر ایوارڈ مل سکے؟ یہودیوں کا ایک فرقہ اپنی لڑکیوں کی شادی پر ان کے سر کے سارے بال مونڈ دیتا ہے۔ اس حوالے سے کوئی آواز؟ کیسے کیسے اور کہاں کہاں بہت سے سچ ہیں لیکن کوئی بولتا نہیں۔ مسلمانوں کے بارے میں مسلمان کہلانے والے بے بہرہ ہی اتنا ''واویلا'' کر دیتے ہیں کہ سافٹ امیج کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ جب تک ملک میں قرآن و سنّت کے منافی قوانین اور غلط پالیسیاں رہیں گی ہر کسی کے حقوق کا تحفظ ادھورا خواب ہی رہے گا۔

☆ ''پناما لیکس'' کے عنوان سے وہ ہنگامہ اور شور ہوا جس نے دنیا بھر میں ایک ہیجان برپا کر دیا، ارتکازِ زر، ذخیرہ اندوزی، سود (ربا)، جوا وغیرہ کے حوالے سے معلومات ہوں تو اندازہ ہو کہ چند انسانوں کی برائیاں کس طرح پورے معاشرے کو تباہ حال کرتی ہیں۔ مالِ حرام کمانا خواہ وہ کام چوری، ذخیرہ اندوزی، جعل سازی، ناجائز منافع خوری یا کسی غلط طریقے سے ہو، کبھی اچھا نتیجہ نہیں لاتا۔ بخیل (کنجوس) کی برائی کیوں کی جاتی ہے؟ اس کے پاس مال ہوتا ہے مگر وہ خرچ نہیں کرتا، وہ جنت کی خوش بو بھی نہیں سونگھے گا۔ ایک باپ اپنے بچوں اور گھر پر جائز خرچ سے ہاتھ روکے، کنجوسی کرے، غلط یا ناجائز یا حرام کمائے اور دولت سمیٹ لے تو وہ گھر خوش حال اور آسودہ نہیں رہتا۔ ایک ملک کے سربراہ کو بھی باپ کی طرح سمجھا جاتا ہے اگر وہ لوٹ مار کرے، دولت سمیٹ لے، ناجائز طریقے سے دولت جمع کرے تو اس ملک میں خوش حالی اور آسودگی کہاں رہے گی؟ **الناس علی دین ملوکھم** (لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقے پر ہوتے ہیں)۔ سرے محل، سوئس بینکوں میں خطیر رقم جمع کروانا، بیرونِ ملک محلات، خزانے، وزیروں اور سرکاری افسروں، سیاسی قائدین کے گھروں سے بڑی تعداد میں سونا، نقدی نکلنا بڑے عہدے داروں کی لوٹ مار کوئی معمولی باتیں نہیں۔ بظاہر عدل و انصاف کے دعوے دار برطانیہ والوں نے بھی ''ثبوت ناکافی'' قرار دے دیئے۔ نتیجے میں کہاں کہاں سے کیسا اور کتنا اسلحہ نکلا۔ بھتا، رشوت زندگی کا لازمہ ہو گیا۔ ''کرپشن'' (خرابی، بگاڑ، بدعنوانی) بلاشبہ برائی ہے اور فساد ہی لاتی ہے۔ ''مالِ حرام رفت بجائے حرام بود'' کی کہاوت عام ہے۔ مالِ حرام سے زکوٰۃ، صدقہ دینا تو ایسا ہی ہے جیسے ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دھونا (معاذ اللّٰہ)۔ لقمہ حرام سے اچھے انجام کی توقع خود فریبی ہے۔ تعلیم تو یہ ہے کہ اگر برائی سے رقم جمع کر لی ہو تو فوراً سچی توبہ کرے

اور ایسا مال بلا تاخیر مستحقین میں ثواب کی امید اور نیت کے بغیر بانٹ دے اور خود کو اس مال سے دور کرے۔ اپنی پاک رقم میں حرام رقم مل جائے تو وہ اصل کو بھی خراب کر دیتی ہے۔ رسوائی ہی کیا کم سزا ہے، اگر حیا، غیرت اور ایمان و تقویٰ کا احساس ہو تو دنیوی بدنامی بھی گوارا نہیں ہوتی اور وبال لے کر دنیا سے جانا تو حماقت اور نقصان ہی نقصان ہے۔ کسی نے کسی کا مال ناحق کھا لیا یا دبا لیا یا قرض لی ہوئی رقم واپس نہ کی تو قیامت کے دن تین پیسے (آج کے تقریباً 50 روپے) کے بدلے 700 نمازیں اسے دینی پڑیں گی اگر نیکیاں نہیں ہوں گی تو اس کے گناہ خود پر لینے ہوں گے۔ راہِ خدا میں شہید کا خون بہتے ہی اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن قرض کی رقم اسے بھی معاف نہیں ہوگی۔ حیادار اور غیرت والے تو بہو بیٹیوں کے نام سرِعام آنا اچھا نہیں گردانتے۔ پناما اور بہاما لیکس نے واضح کیا کہ دنیا میں ''سرمایہ داروں'' کی کیا کیا سرمایہ کاری ہے۔ اس کو حلال اور جائز ثابت کرنا اپنی جگہ اہم، لیکن اتنی بہت دولت سے اپنے وطن اور قوم کو فائدہ نہ پہنچانا بلکہ صرف ٹیکس بچانے کے لیے وطن سے باہر رکھنا کیسا اچھا شمار ہوگا؟! اگر ''جھوٹ'' اور حکومت و طاقت سے وقتی طور پر دنیا والوں کی نظر میں اس مال کو کسی طرح حلال اور جائز ثابت کر بھی دیا تو ''احکم الحاکمین'' کی عدالت میں کیا کریں گے؟ سیاسی وڈیروں اور حکمرانوں کے ملکوں ملکوں یہ محل، تجارتی ادارے، نقدی، سونا، جائیدادیں، گاڑیاں، نوکر چاکر، تعیّشات ...... تو یہیں دنیا میں رہ جائیں گے، خطوط، دستاویزات وہاں کہاں سے لائیں گے؟ موت، قبر اور حشر یاد ہو تو ''توبہ'' کا دروازہ ابھی بھی کھلا ہے۔ احتساب، انصاف اور احتجاج کی للکار بلکہ یلغار کرنے والے بھی دنیا پرست ہی ہیں۔ دامن بالعموم ان سب کے کسی نہ کسی طور آلودہ ہیں۔ زمینی حقائق جس قدر رٹنے پڑھے اور جو دیکھے ہیں وہ اتنے تلخ ہیں کہ افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں سیاسی وڈیروں اور حکمرانوں کے احوال کیا ہیں۔ اسلامی جمہوریہ میں جو شخص مسجد میں نمازیوں کی امامت کا اہل نہ ہو، اسے ملک و ملت کی امامت و قیادت کا اہل کیسے مان لیا جائے؟ ملکی آئین سے ''اہلیت'' کی شرائط ختم کی جائیں ورنہ سیاست اور حکومت سے نااہل لوگ برطرف کیے جائیں۔ پولیس تک میں سچے اور کھرے شخص کی تعیناتی جہاں گوارا نہ ہو وہاں دیگر اہم اداروں میں ''صادق، امین اور متقی'' کہاں برداشت ہوں گے؟ الحذر الحذر اے خدایانِ زر

☆ مدینہ منورہ، طیبہ، طابہ، اللّٰہ تعالیٰ جل شانہ کے اور ہمارے پیارے رسولِ مکرم، رحمۃ للعالمین ﷺ کا مقدس و مطہر، محترم و مکرم شہر۔ اس مقدس شہر میں بھی دہشت گردی کی گئی اور ماہِ صیام (رمضان المبارک) میں کی گئی۔ وجہ؟؟ سعودی حکومت کی کوئی پالیسی مخالفوں کو پسند نہ ہو یا پھر یمن یا ایران سے کوئی تنازع ہو، ہمیں سخت تشویش اور گہرا صدمہ ہوا، ہم نہیں جان سکے کہ مخالف کون تھے اور شہرِ رسول میں یہ مذموم حرکت کیوں کی گئی؟ یہ ایسا سانحہ تھا جس نے ہر سچے مسلمان کو پریشان کر دیا، مسلمانوں کو مشتعل کرنے والے نے شاید نہیں سوچا ہوگا کہ اس کی یہ گھناؤنی جسارت پوری دنیا میں آگ لگا سکتی تھی۔ مسلمانانِ عالم نے شدید غم و

غصہ ظاہر کیا ۔اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا کرم ہوا کہ حرمِ نبوی میں وہ ملعون داخل نہیں ہو سکے ۔ ورنہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہوتا! اس روز جیو ٹی وی سے مشہور اینکر اور اسکالر ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے خصوصی پروگرام کیا جس میں خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے دیر تک اس حوالے سے ایمان افروز گفتگو کی اور جراُت و ہمت کے ساتھ اپنے موقف کو بیان کیا ۔انہوں نے ٹی وی فون سے بھی اسی رات سحری کی نشریات میں اس موضوع پر جناب شبیر ابو طالب کے پروگرام میں اپنے ایمانی موقف کو دُہرایا ۔خطبۂ عید میں بھی حضرت نے اس حوالے سے بے باکانہ بیان فرمایا اور ہر مسلمان کو جھنجھوڑ کر ایمانی غیرت کے تقاضے پورے کرنے کی تلقین کی۔

حرمِ نبوی کے بعد بھی جدہ کے قریب میزائل فائر کیے گئے اور معلوم ہوا کہ یہ یمن کے حوثی باغیوں کی کارروائی تھی ۔سوال یہ ہے کہ مسلم ممالک میں یہ شرپسند کس کے آلۂ کار ہیں؟ ان کے ”مددگار“ کون ہیں؟ مسلم قیادت اپنی ان کم زوریوں یا غلط پالیسیوں پر توجہ کیوں نہیں کر رہی جن کے سبب ان باغیوں کو بغاوت کی راہ مل رہی ہے؟ یہ باغیانہ کارروائیاں صرف مسلم ممالک کے درمیان کیوں سر اٹھا رہی ہیں؟ کیا فی الواقع وجہِ نزاع کم زوریاں اور غلط پالیسیاں ہیں یا یہ مسلم امّہ کے خلاف ”غیروں“ کی سازشوں کا تسلسل ہے؟ مسلم قیادت اگر بیدار نہ ہوئی اور باہمی تحفظ کے لیے بھرپور اقدام نہ اٹھائے تو حالات دگرگوں ہو سکتے ہیں ۔ داعش، حوثی، بوکوحرام، القاعدہ، طالبان اور اس جیسی تنظیموں کے سہولت کار، مددگار اور ”یار“ کون ہیں جو انہیں فراوانی سے ”نواز رہے ہیں؟ مسلم ممالک کے سربراہوں کی آپس میں وہ ”معاونت اور مفاہمت“ کیوں نہیں جو ہونی چاہیے؟ غیر اگر مسلمانوں کے خلاف ”متحد“ ہو رہے ہیں تو مسلمانوں کے ”باہمی اتحاد“ میں کون اور کیا رکاوٹ ہے؟ مسلم ممالک کب تک دہشت گردی کا نشانہ رہیں گے؟ صرف پاکستان ہی کو کھربوں روپے اور لاکھوں افراد کی جانوں کا نقصان ہوا ہے ۔برسوں پہلے ایران اور عراق کے مابین کئی برس جنگ ہوئی جس کا حاصل دونوں کا شدید نقصان ہی رہا۔پھر سعودی عرب اور کویت کو جنگ میں گھسیٹا گیا ۔پھر عراق، افغانستان، لیبیا، مصر، شام، ترکی تک یہ سلسلہ دراز ہوا۔”غیروں“ نے ان ملکوں کے باشندوں کو آپس میں لڑوایا، یوں مسلمان کہلانے والے لاکھوں افراد کی جانیں چلی گئیں ۔اسرائیل نامی ملک کی سیاہ کاریاں اس دوران کبھی نہیں تھمیں ۔اب امریکا اور روس ایک بار پھر الجھ رہے ہیں اور ان کے الجھاؤ میں مسلمان ممالک ہی ہدف ہیں ۔کون دوست ہے کون نہیں؟ مسلم قیادت شاید استعمال ہونا ہی جانتی ہے ۔ جوہری توانائی اور اسلحے کا پھیلاؤ اس قدر ہے کہ ”ایٹمی وار“ کا خدشہ بعید از قیاس نہیں ۔ مسلم ممالک سے باہر مسلمانوں کے خلاف نفرت بڑھائی جارہی ہے ۔ڈونلڈ ٹرمپ اور نریندر مودی نے مسلمانوں ہی کی مخالفت میں ووٹ لیے ہیں اور ”ریس ازم“ کو ایندھن فراہم کیا ہے ۔ایسے ماحول میں کہیں عمرہ و زیارت پر بھاری فیس لگائی جارہی ہے اور کہیں ہندو مندر تعمیر کروانے میں فراخ دلی ہے، ہندو تیوہاروں پر ان کی رسمیں ادا

کرنے کا شوق ہے، غیر مسلموں کے مشرکانہ تیوہاروں پر ”مبارک“ کے لفظ کا استعمال بے سوچے سمجھے ہو رہا ہے ۔رب کو راضی کرنے کی بجائے اس کے دشمنوں کی خوش نودی عزیز ہے ۔کہیں اورنج ٹرین، پناما لیکس کا شور و غوغا ہے ۔ماہِ میلاد میں ”عیدِ میلاد النبی ﷺ“ نہ منانے کی ”بکواس“ کو بڑھاوا دیا جاتا ہے ۔غیر مسلم کے مسلمان ہونے پر بندشیں لگائی جاتی ہیں ۔اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے ”آخری نبی“ کے قطعی یقینی عقیدے ”ختمِ نبوت“ پر طرح طرح کی ”ضربیں“ لگائی جارہی ہیں ۔اہلِ تشیع ہر سال عزاداری میں نئے نئے سلسلے بڑھا کر صرف رسمیں ادا کرنا ہی اپنا بھرم سمجھتے ہیں ۔خوارج کی ہرزہ سرائیاں ڈھٹائی کی حد تک بڑھی ہوئی ہیں ۔ایسی کتنی ہی باتوں کو ہر مسلم ملک میں ”بڑھاوا“ شاید اسی لیے دیا جارہا ہے کہ مسلمان آپس ہی میں زیادہ الجھیں اور غیر مسلموں کے خلاف ”متحد“ نہ ہونے پائیں ۔مسلم ممالک نے ”غیروں“ کی ”سازشوں“ کو نہ پہچانا اور ایمانی غیرت کے ساتھ بیداری کا مظاہرہ نہ کیا تو مسلمانوں پر دنیا تنگ کرنے کے منصوبے بنانے والے اپنا کام زیادہ آسانی سے کریں گے ۔اے مسلمان! اپنے رب سے رشتہ مضبوط کر ۔عرش والے سے رشتہ صحیح ہوگا تو فرش پر تیرا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکے گا ۔اس کا اعلان ہے، **ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون . ان کنتم مومنین** (سورہ آل عمران: آیت 139)

☆ پاکستان کا قومی کھیل ”ہاکی“ ہے ۔ایک وقت تھا کہ پاکستانی ہاکی کھلاڑیوں کی دھوم تھی ۔ایک موقع ایسا بھی آیا تھا کہ پاکستان چار کھیلوں میں ”ورلڈ چیمپئن“ تھا ۔اس وقت کھیلوں پر ”بگیز“ ایسا جوا نہیں کھیلتے تھے ۔کھلاڑی بھی کم اجرت میں وطن کے لیے خوشی خوشی کھیلتے اور جیتا کرتے تھے ۔پھر کھیلوں پر سیاست ہونے لگی ۔کھلاڑیوں کی بجائے ملک کھیلنے لگے، مفادات خود بخود کرپشن کے دروازے کھولتے چلے جاتے ہیں خواہ مفادات ذاتی انفرادی ہوں یا گروہی اور سیاسی ۔ ہر کھیل کا معاملہ بگڑ گیا ۔کرکٹ کا جنون پیدا کیا گیا ۔خزانے سے بے دریغ خرچ کیا گیا، مہنگے کوچ رکھے گئے لیکن کھلاڑیوں میں ”نیشنل اِسپرٹ“ (قومی جذبہ) نہ اجاگر ہوا ۔کبھی بورڈ اور کبھی سلیکشن اور کبھی انا (ای گو) کے نزاع ۔کھیل کے نام پر طرح طرح کے کھیل ۔کیا قومی خزانہ ان حرکتوں اور نخروں کے لیے ہے؟ کتنا وقت برباد ہو رہا ہے ۔ٹیم کھیلے لیکن یہاں تو پورے ملک کو زبردستی شامل کیا جاتا ہے کہ قومی ٹیم کی شکست دیکھو اور میڈیا ”جیتے تو تالیاں ہیں، ہارے تو گالیاں ہیں“ کا اتنی کشادہ دلی سے مظاہرہ کرتا ہے کہ بس سر پیٹتے رہ جائیں ۔کھیل میں ہار جیت ہوتی ہے مگر کھلاڑی اور کھلانے والوں میں ”سچ“ تو نظر آئے ۔فیورٹ ازم، اقربا پروری، سفارشیں اور طرح طرح کی بولیاں ......ٹی وی چینلز کو مرچ دکھانے کی پڑی ہے مگر ذمہ دار اپنی روش بدلنے پر تیار نہیں ۔کیا قوم کو تعمیر و ترقی سے اسی طرح دور رکھنے کے لیے حکمران قومی خزانہ لٹاتے رہیں گے؟ ”اولمپکس“ میں کسی نمایاں کھیل میں حصہ نہیں لینا تھا تو صرف چھ افراد کو بھیج کر سبکی کیوں کروائی؟ میڈیا تو ہر کھلاڑی کی معمولی سی خبر بھی بڑے اہتمام سے بریک کر کے پیش کرتا ہے اور کسی کھلاڑی کی منگنی یا شادی ہو تو ”ہوش“ بھی کھو دیتا ہے ۔میڈیا

کے لیے "بھانڈ" جتنے اہم ہیں اتنے شاید ہی کوئی ہوں ۔(الرٹ نیوز) قوم کا مزاج اس میڈیا سے جس تباہی کو پہنچ رہا ہے یہ اہل میڈیا شاید اپنی اس روش پر پچھتا ئے گا۔ جو کچھ قوم کو یہ سکھانا چاہتے ہیں وہ خود ان کے اپنے گھروں تک پہنچ سکتا ہے۔

☆ صوبہ سندھ کے نئے وزیر اعلیٰ "سید مراد علی شاہ" ہیں۔ یہ تو مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مراد نہیں۔ رجعت قہقری سے معنی یہ ہوگا کہ حضرت علی ان کی مراد ہیں جب کہ ان میں ابھی تک ایسی کوئی رمق نظر نہیں آئی۔ سندھ کا بڑا شہر کراچی ہے اس کے لیے 39 مقدمات میں ضمانت کے بعد میئر نے "کرسی" سنبھالی ہے۔ کبھی یہ شہر رونقوں اور محبتوں سے عبارت تھا، اب نفرتوں اور شدتوں کی آماج گاہ ہے۔ یہاں مذہبی تیوہار ہو یا کوئی اور قومی دن، بہت ڈرایا جانے لگا ہے۔ دھماکے کچھ کم ہوئے، ٹارگٹ کلنگ میں وقفہ آیا مگر "اسٹریٹ کرائمز" تھمنے کا نام نہیں لے رہے۔ سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ گٹر روز ابلتے ہیں، "ترقیاتی" کاموں کے نام سے سابقہ میئر (رئیس بلدیہ) جو "کمال" دکھا گئے وہ سب بھگت رہے ہیں۔ جہاں جہاں انہوں نے سڑکوں پر "یوٹرن" بند کیے وہاں مخالف سمت سے ون وے (یک طرفہ) سڑک پر دوطرفہ گاڑیاں آتی ہیں اور روز ہی حادثات ہوتے ہیں۔ جہاں چوراہوں کو بند کر کے سگنل فری کوریڈور بنایا وہاں سڑک کے دائیں بائیں رہنے والوں کے لیے راستہ نہیں رکھا گیا، وہ لوگ برسوں سے روز پریشان ہوتے ہیں مگر یہاں کس کو پڑی ہے کہ عوام کو فائدہ ہو۔ جس گلی کو چاہا "ریزیڈینشیل" (رہائشی) سے "کمرشیل" کر دیا۔ رہائشیوں کی تکلیف، ان کا درد بڑھ رہا ہے، کوئی مداوا نہیں۔ ترقیاتی کام کیا یوں کیے جاتے ہیں؟ جن کی نقالی میں یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے وہاں جا کے دیکھا جائے کہ وہ اپنے عوام کی سہولتوں کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔ شہر میں کتنے پارک، میدان قبضہ کر کے (دیوبندی) مسجدیں، مدرسے بنا لیے گئے۔ سب چلتا ہے۔ "اسلحہ لائسنس" کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کی باتیں ہوئیں۔ فیس نیشنل بینک نے وصول کی۔ پھر کہہ دیا کہ اندراج نہیں ہوا۔ دوبارہ فیس جمع کروائی جائے۔ پہلی فیس ہڑپ کر لی گئی۔ نادرا آفس میں قومی شناختی کارڈ بنانا ہو یا پاسپورٹ، رشوت سے کام آسان ہوتا ہے ورنہ اتنی دستاویزات بار بار مانگی جاتی ہیں کہ الامان! چنگ چی رکشا کی بیماری، اناڑی، ڈرائیور، بڑے بڑے ٹریفک کانسٹیبلوں کا قتل، کیا کچھ نہیں ہو رہا۔ کیا ظلم ہے کہ ریڈیو کیب کا ہر ایک ڈرائیور مسلسل 24 گھنٹے کی ڈیوٹی پر رکھا جاتا ہے۔ سیکیورٹی گارڈز خود چوری، ڈاکا کروا رہے ہیں، دن دہاڑے بینک لُٹ رہے ہیں۔ موت کے کھیل جاری ہیں۔ وزیر اعلیٰ اور میئر کیا کریں گے؟ سبھی منتظر ہیں۔ ٹریفک اور ٹرانسپورٹ شدید مسائل ہیں۔ قبرستانوں میں کھلے عام کاروبار ہو رہا ہے۔ شراب (خمر) کو پچھلوں نے گویا "قومی مشروب" بنا دیا تھا۔ نئے وزیر اعلیٰ نے آواز اٹھائی ہے، شاید کچھ ہو جائے۔ سیاسی وڈیروں اور حکمرانوں کو احتیاط سے کوئی غرض نہیں۔ اقتدار کا نشہ سر چڑھ کر بولتا ہے۔ میڈیا اینکرز بھی جو جی میں آتا ہے کہہ جاتے ہیں۔ دین میں مداخلت جس کسی نے کی وہ رسوا

ہوا اور خود پر سنگین وبال لے کر گیا۔ پاکستان میں گناہ گار سے گناہ گار مسلمان بھی دین میں بے احتیاطی کے خلاف شیر بن کر للکارتا ہے۔ اندرون سندھ اور تھر کے مسائل جوں کے توں ہیں۔ اس صوبے کو بہت محبت اور محنت درکار ہے۔ "منرل واٹر" اور دودھ کے حوالے سے بلکہ غذائی اشیاء کے حوالے سے کوئی نگرانی نہیں۔ شہریوں کو "زہر" کھلایا پلایا جا رہا ہے۔ ٹی وی والے کچھ خرابی دکھا دیں تو کارروائی تو نہیں ہوتی البتہ کچھ لوگ باخبر ہو کر احتیاط کرنے لگ جاتے ہیں۔ شہر قائد میں تو قائد کے گھر کو بھی توجہ میسر نہیں۔ وہاں گندگی کا ڈھیر لگا رہتا ہے۔ شاہراہ قائدین کی بُری حالت بتاتی ہے کہ یہاں قائد کے مزار کے اطراف "صفائی ستھرائی" حکمرانوں کو کتنی "عزیز" ہے۔ سرکاری ہسپتالوں کی حالت زار ناگفتہ بہ (نہ کہنا ہی بہتر) ہے۔ پرائیویٹ اسکولز اور کوچنگ سینٹرز بھی کمرشیلائز ہو چکے۔ عوام کے خادم کہلانے والے آفیسرز اور حکمران عوام کی دسترس میں نہیں۔ سندھ میں حکمرانوں کو اپنی پارٹی اور اس کے ہنگامے زیادہ عزیز ہیں۔ جیلوں میں شاید انسان نہیں، جانور قید کیے جاتے ہیں، ایسی ابتر حالت کہ دیکھی نہیں جاتی۔ صفائی تو نصف ایمان ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اس نصف ایمان کے بغیر ہی بسر ہو رہی ہے۔ وال چاکنگ پر بھی کوئی توجہ نہیں۔ جعلی ڈاکٹر، جعلی دوائیں، جعلی پیر اور عامل، ہر محلے میں فحاشی اور جوئے کے اڈے ہیں۔ لیاری نہ سدھارا جا سکا۔ اورنگی اور کورنگی کا ذکر ہی کیا! کوئی سڑک مشکل سے بنتی ہے، بنتے ہی کوئی اور محکمہ اگلے روز پائپ لائن کے بہانے پھر کھود دیتا ہے اور کھودنے والے مٹی کی سطح بھی برابر کر دینا گوارا نہیں کرتے۔ سڑک بنانے والے پہلی سطح کو توڑنے کی بجائے اس کے اوپر ہی خراب مسالا ڈال کر سڑک اونچی کر دیتے ہیں جس سے مکینوں کے لیے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نئی سڑک پر ذرا پانی پڑے تو سڑک بہہ جاتی ہے۔ "وہیکلز" (گاڑیوں) کی رجسٹریشن ہو یا مکانوں کی خرید و فروخت، ہر دفتر اور ادارے میں شکایتوں کا انبار ہے۔ بے روزگاری نے کتنے نوجوان بگاڑ دیے ہیں۔ کچی بستیاں سیاسی لوگوں کی وجہ سے سدھر نہیں پاتیں، وہ ووٹوں کے لالچ میں ان کے خلاف کچھ نہیں کرتے اور وعدے کر کے انہیں سدھارتے بھی نہیں۔ تجاوزات پر بھی کنٹرول نہیں۔ آبادی کے ساتھ مسائل میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ حکمران فنڈز کا رونا روتے ہیں۔ فنڈز ملتے ہیں تو عوام پر خرچ نہیں ہوتے۔ کراچی میں قانون کہیں نظر آتا ہے تو غریب کے خلاف نظر آتا ہے اس کے فائدے کے لیے نہیں۔ اس شہر اور صوبے کو توجہ نہ دی گئی تو اس کے منفی اثرات پورے ملک پر ہوں گے۔ واضح رہے کہ بلوچستان اور دیگر صوبوں کا احوال بھی کسی "خوش حالی" کا مظہر نہیں۔

☆ "صوفی ازم" کے عنوان سے دنیا میں جانے کیا متعارف کروایا جا رہا ہے؟ لفظ "صوفی" کی من مانی تعریف کر کے اسے "روحانیت اسلام" سے جوڑا جا رہا ہے اور "صوفی ازم" کی اصطلاح رائج کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ دین اسلام اور صوفی کی تعبیر و تشریح ان سے کروائی جا رہی ہے جو اس حوالے سے صحیح معلومات نہیں رکھتے۔ اسلام مکمل دین ہے اس میں کسی "ازم" کی گنجائش نہیں۔ دین اسلام میں "صوفی"

سے مراد وہ شخص ہے جو خود کو اپنے معبودِ حقیقی ،اللّٰہ تعالیٰ جل شانہٗ کی رضا کے لیے ''خالص'' کرلیتا ہے اور اس کا ہر عمل محض رضائے الٰہی کے لیے ہوتا ہے ، وہ ''تقویٰ'' کو پیشِ نظر اور ملحوظِ خاطر رکھتا ہے اور ''شک'' والی چیزوں سے بھی اجتناب کرتا ہے ۔خلقِ خدا سے اس کا حسن سلوک بھی خدا کے لیے ہوتا ہے اور وہ قرآن و سنّت کی تعلیمات پر کمال پابندی رکھتا ہے جب کہ آج ''صوفی ازم'' میں دین و مذہب کو کوئی ''درجہ'' نہیں دیا جارہا، نہ ہی دین و مذہب کی ''قید'' رکھی جارہی ہے ۔شریعت و طریقت اور درس گاہ و خانقاہ کو الگ الگ بتانے والے شاید نہیں جانتے کہ ''مولوی'' کے معنی ہی ''مولیٰ والا'' کے ہیں اور کوئی جاہل ہرگز صوفی یا پیر نہیں ہوسکتا ۔درس گاہ میں ''تھیوری'' پڑھائی اور خانقاہ میں سکھائی جاتی ہے (یعنی ''پریکٹیکل'' خانقاہ میں کروایا جاتا ہے)۔ایمان و تقویٰ ، غیرت ، حیا اور اقدار سے خالی کسی ''ازم'' کا تعلق ''صوفی'' سے جوڑنا اس کی توہین اور حماقت ہے ۔صوفیائے اسلام شریعت و سنّت کے کمال متبعین ہوئے ہیں اور شریعت و سنّت کے بغیر تصوف کا کوئی تصور نہیں ہوسکتا ۔سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ اور سیدنا غوث اعظم رضی اللّٰہ عنہما جیسے صوفیا اب کہاں ہوں گے ، یہ وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے چالیس برس سے زائد عرصہ اس طرح گزارا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی ۔حضرت سیدنا داتا گنج بخش اور حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللّٰہ عنہما مفتی بھی تھے اور متقی بھی ۔ ان کی ہر تعلیم و تربیت شریعت و سنّت سے آراستہ و پیراستہ تھی ۔آج اگر ''صوفی ازم'' کے نام پر یہ ظاہر کرنے کا جتن کیا جارہا ہے کہ عقائد و عبادات کی کوئی شرط نہیں ، بس ہر ایک سے محبت اور صرف خدمت کرو ، جو چاہو ''حلیہ'' بنالو اور حلال و حرام میں تمیز نہ ہو تو واضح رہے کہ یہ تصوف یا صوفی ہونا نہیں ، یہ کام بغیر کسی تامل یا سماجی کارکن کہلا کر کیا جائے لیکن تصوف کو غیر شرعی بتانے یا بنانے کی مذموم جسارت نہ کی جائے ۔

☆ ''عقیدۂ ختمِ نبوت'' قطعی ہے ۔قرآن کریم اور 200 سے زائد احادیث مبارکہ میں واضح بیان ہے کہ ہمارے رسولِ اکرم سیدنا محمد بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب (ﷺ) ہمارے معبودِ حقیقی ، ہمارے رب تعالیٰ کے آخری نبی ہیں ۔اس قطعی عقیدے کو نہ ماننے والا بلاشبہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے یقیناً خارج ہے ۔ پاکستان کے آئین میں بھی قرآن و حدیث کے اس فیصلے کو تسلیم کیا گیا ہے ۔اس عقیدے میں کسی شک و شبہ کی کسی طرح کوئی گنجائش نہیں ۔نبوت کے جھوٹے دعوے دار مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو مرزائی ، احمدی ، قادیانی کہا جاتا ہے ۔ایک گروہ جو مرزا قادیانی کو نبی تو نہیں مگر ولی مانتا ہے ''لاہوری'' کہلاتا ہے ۔ مرزا کے ایک خلیفہ صدیق چن بشویسوار کے پیروکار ''دین دار انجمن'' کے عنوان سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں ۔سابقہ آمر پرویز مشرف نے ''غیروں'' کی خوشنودی کے لیے ''جہاد فی سبیل اللّٰہ'' کے حوالے سے آیاتِ قرآنی کو نصابِ تعلیم سے نکالا اور جہاد کے موضوع پر اسلامی کتب کی اشاعت و فروخت پر پابندی لگائی ۔وہ تو بیت المقدس پر قابض ''اسرائیل'' نامی ملک کو تسلیم کرنے اور ان سے تعلقات کی بھی آرزو رکھتے تھے ۔اب پھر نہ جانے کس کے اشارے پر قادیانیوں کو کافر کہنے اور کافر ماننے سے روکنے کی

سازشیں ہورہی ہیں ۔فرنگیوں نے جہاد کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو ''مدعی نبوت'' بنایا تھا ۔ان کا یہ خود کاشتہ اور خود ساختہ پودا انھی کی ''سرپرستی'' میں انھی کے ملک میں پھل رہا ہے ۔قادیانیوں کو اسلامی مملکت میں ''اقلیتی حقوق'' تو حاصل ہوسکتے ہیں لیکن انہیں مسلمان مانا اور کہا نہیں جاسکتا ۔قادیانی اگر خود کو ''مسلمان'' کہلانے پر اصرار کریں تو ان کا یہ مطالبہ ناقابل تسلیم ہے ۔پاکستان کے حکمران یا سیاست کار قرآن و سنّت کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی بات کریں گے یا کوئی قانون بنائیں گے تو وہ مسلمانوں کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں ہوگا ۔دین میں مداخلت ، امن عامہ اور نظام کو برہم کرتی ہے اور مداخلت فی الدین کی کوشش کرنے والے کے حصے میں دنیا و آخرت میں رسوائی اور خرابی ہی آتی ہے ۔

☆ ٹی وی ٹاک شوز میں کسی کو ''کافر'' کہنے کے بارے میں بہت نامناسب باتیں کی جاتی ہیں اور یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ ''مولویوں'' کی طرف سے کسی کو کافر قرار دینا شاید کوئی کھیل ہے ۔مولوی صاحبان ایک دوسرے کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے ۔اس طرح کی باتیں کرکے عوام کو یہ جتلایا جاتا ہے کہ مذہبی طبقہ منافرت پھیلاتا ہے ، فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھاتا ہے ......علمائے حق اہلِ سنّت کو اس حوالے سے جواب کا کوئی موقع نہیں دیا جاتا البتہ ٹی وی چینلز پر شدید متنازع لوگوں کو دینی اسکالرز ظاہر کرکے نہایت معترضہ باتیں کرنے کی پوری آزادی دی جاتی ہے اور آگ بھڑکائی جاتی ہے ۔اینکرز کو پوری معلومات نہیں ہوتیں یا وہ جانب داری برتتے ہیں ؟ یہی لگتا ہے کہ انہیں احتیاط سے کوئی سروکار نہیں ، انہیں اندازہ نہیں کہ وہ کتنی دل آزاری کرجاتے ہیں ۔حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی کتاب ''سفید و سیاہ'' سے اس حوالے سے کچھ اقتباسات ہم یہاں درج کررہے ہیں تاکہ احباب کو حقیقتِ حال سے آگہی ہو ۔

''سفید و سیاہ'' کے ص 104 پر ہے : '' دیوبندی عالم جناب مرتضی حسن دربھنگی اپنی کتاب اشد العذاب (مطبوعہ مطبع مجتبائی ، دہلی) کے ص 2 پر لکھتے ہیں : نہ علمائے اسلام جلدباز ہیں ، نہ فروعی اور ظنیات اور اجتہادی امور میں کوئی تکفیر کرتا ہے بلکہ جب تک آفتاب کی طرح (کسی کا) کفر ظاہر نہ ہوجائے یہ (علمائے اسلام کی) مقدس جماعت کبھی ایسی جرأت نہیں کرتی ۔علماء حتی الوسع کلام میں تاویل کرکے صحیح معنی بیان کرتے ہیں ، مگر جب کسی کا دل ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہوجائے تو علمائے اسلام (اس کو کافر کہنے پر) مجبور ہیں ۔جس طرح مسلمان کو کافر کہنا ، کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے ۔'' اسی صفحے پر مزید لکھتے ہیں : علماء نے کس قدر احتیاط کی مگر جب کلام میں تاویل کی گنجائش نہ رہے اور کفر آفتاب کی طرح روشن ہوجائے تو پھر بجز تکفیر کے چارہ ہی کیا ہے ۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است   اگر خاموش بنشینم گناہ است

ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہوجائے تو اس کا وبال کس پر ہوگا ؟ آخر علماء کا کام کیا ہے ، جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں اور کیا کریں گے ؟''

جناب اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں: ''کفر کو کفر نہ سمجھنا یہ بھی کفر ہے۔ کیا اگر مسلیمہ کذاب کو کوئی شخص نبی نہ مانتا ہو مگر اس کے (کفریہ) عقائد کو کفر بھی نہ کہتا ہو تو کیا اس شخص کو مسلمان کہا جائے گا؟'' (کمالات اشرفیہ، ص 123، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، دفتر الابقاء، کراچی)

مزید لکھتے ہیں: ''کفر کے لیے ایک بات بھی کافی ہے، کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہوگا؟ (افاضات یومیہ، ص 24، جلد 6، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، 1941ء)

مزید لکھتے ہیں: ''اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے۔'' (افاضات یومیہ، ج 7، ص 234)

تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں: ''مجموعہ ایمان و کفر کا کفر ہی ہے...... ورنہ دنیا میں ایسا کوئی کافر نہ نکلے گا جس کا ہر عقیدہ کفریہ ہی ہو۔ کثرت سے کافر، صانع کے قائل ہیں، کثرت سے، معاد کے قائل ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک ایمان کی تو ایمان کا حکم کیا جائے گا، اس سے مراد کسی ایک ہی (غیر صریح) قول یا فعل کے وہ وجوہ ہیں جن میں دونوں احتمال ہیں جیسے ایک کلام کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔'' (حکیم الامت، ص 264، مطبوعہ ایم شمس الدین تاجران کتب، لاہور 1967ء)

مزید لکھتے ہیں: ''جس شخص میں کفر کی کوئی وجہ قطعی ہوگی (اسے) کافر کہا جاوے گا اور حدیثیں اس شخص کے بارے میں ہیں جن میں کوئی وجہ قطعی نہ ہو۔ اور اس مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی امر قولی یا فعلی ایسا ہو کہ محتمل کفر و عدم کفر دونوں کو ہو، گو احتمال کفر غالب اور اکثر ہو، تب بھی تکفیر نہ کریں گے، نہ یہ کہ تکفیر قطعی پر بھی تکفیر نہ کریں گے کیوں کہ کافر کے یہ معنی نہیں کہ اس میں تمام وجوہ کفر کی جمع ہوں، ورنہ جن کا کفر منصوص ہے وہ بھی کافر نہ ہوں گے۔'' (فتاویٰ امدادیہ، ج 4، ص 120، مطبع مجتبائی، دہلی 1346ھ)

مزید ملاحظہ ہو: جناب رشید احمد گنگوہی اور جناب حسین احمد مدنی لکھتے ہیں: ''جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں، اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔'' (لطائف رشیدیہ، ص 22، مصنفہ جناب رشید احمد گنگوہی۔ الشہاب الثاقب، ص 57، مصنفہ جناب حسین احمد مدنی، مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ، راشد کمپنی، دیوبند، ضلع سہارن پور)

جناب مرتضی حسن در بھنگی لکھتے ہیں: ''(جو) دعوائے اسلام و ایمان اور سعیِ بلیغ اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو (گستاخی کرتا ہو) اور ضروریات دین کا انکار کرے، وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے، کافر ہے۔'' (اشد العذاب، ص 5، مصنفہ جناب مرتضی حسن در بھنگی، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

جناب انور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں: ''تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی پاک ﷺ کی گستاخی و توہین، بے ادبی اور تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس (گستاخ رسول) کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے...... کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے، بقصد و نیت اور قرآئن حال پر نہیں...... علماء نے

فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے اگر چہ توہین مقصود نہ بھی ہو۔'' (اکفار الملحدین، ص 64، 91، 108، از جناب انور شاہ کشمیری، صدر مدرس دیوبند، مطبوعہ دار الکتب علمیہ، اکوڑا خٹک، پشاور، 1984ء)

جناب مرتضی حسن در بھنگی لکھتے ہیں: ''انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔'' (اشد العذاب، ص 9)

جناب محمد انور شاہ کاشمیری اپنی کتاب اکفار الملحدین، مطبوعہ اکوڑا خٹک، پشاور کے ص 108 پر لکھتے ہیں: ''علمائے اسلام نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری، گستاخی و بے ادبی، کفر ہے اگر چہ کہنے والے نے توہین کا قصد نہ کیا ہو۔'' یعنی اس کی نیت توہین کی نہ بھی ہو، تب بھی بے ادبی کے الفاظ کہنا کفر ہے۔''

جناب مرتضی حسن در بھنگی لکھتے ہیں: ''جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔'' (اشد العذاب، ص 14)

مزید لکھتے ہیں: ''کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود، مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔'' (اشد العذاب، ص 9)

جناب رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں: ''شریعت کا حکم ہے کہ کافر کو کافر کہو، اس لئے بندہ کو تعمیل میں عذر کیا؟ جس پر علامتِ کفر دیکھیں گے، ہم تو اسے کافر سمجھیں گے اور کافر ہی کہیں گے۔'' (تذکرۃ الرشید، ص 196، ج 2، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

مزید لکھتے ہیں: ''کلمہ کفر بولنا عمداً (جان بوجھ کر)، اگر چہ اعتقاد اس پر نہ ہو، کفر ہے...... جس نے کفر کے الفاظ سے مذاق کیا، تو وہ مرتد ہو جائے گا اگر چہ اس کا اعتقاد نہ کرے، بوجہ خفیف کرنے کے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے عادتی کفر...... اگر کوئی شخص اپنی زبان (و قلم) سے کفر کرے خوشی کے ساتھ اور (اگر چہ) اس کا قلب ایمان سے مطمئن ہو تو وہ کافر ہو جائے گا اور اللّٰہ کے پاس مومن نہ رہے گا...... کفر پر راضی ہونا (بھی) کفر ہے......'' (تالیفات رشیدیہ، ص 65، 66، گنگوہی، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور/ اکفار الملحدین، ص 59، 60، کاشمیری)

جناب اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں: ''فقہا (علمائے دین) مسلمانوں کی طرف کفر کی نسبت کو تابرا سمجھتے ہیں کہ جب تک ان کو گنجائش ملتی ہے، اس وقت تک وہ کسی مسلمان کی طرف اس (کفر) کو منسوب نہیں کرتے، تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خود کفر کا ارتکاب کس قدر برا ہوگا۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ جس قول یا فعل میں کفر کا احتمال بعید اور وہم بھی ہو، اس سے بھی نہایت درجہ احتراز کریں، کیوں کہ کفر سے بڑھ کر حق سبحانہ کے نزدیک کوئی جرم نہیں ہے۔ چناں چہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ حق سبحانہ تمام جرموں کو معاف کر دیں گے مگر کفر کو معاف نہ کریں گے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کس قدر شدید جرم ہے اور اس سے بچنا کس قدر ضروری ہے۔'' (رسالہ امداد بابت ماہ ذی قعدہ 1336ھ، ص 50، از مطبع امداد المطابع، تھانہ بھون)

علماے دیوبندا وران کے متبعین (پیروانِ کار) کا خود اپنا کیا احوال ہے؟ اس سے قطع نظر ان کے ان اقتباسات کو اس لیے پیش کیا گیا ہے کہ حکمران اور ٹی وی والے انھی کو زیادہ اہمیت دیتے نظر آتے ہیں، وہ خود ملاحظہ کرلیں کہ ملک میں انتشار وافتراق پھیلانے میں خود حکمران، سیاست کار اور ٹی وی اینکرز کے طرز عمل کا کتنا دخل ہے۔ ہم گزشتہ شماروں میں کئی مرتبہ یہ عرض کرچکے ہیں کہ افواج پاکستان میں علماے حق اہل سنت کی کتابیں اور امام وخطیب منظور نہیں کیے جاتے۔ اگر خود حکمران عدل وانصاف کے تقاضے پورے نہیں کریں گے تو کشیدگیاں بڑھانے کے ذمہ دار بھی خود وہی ہوں گے۔ آپ ریشن ضربِ عضب کے دوران بہت کچھ بے نقاب ہوا ہے۔ کچھ تنظیموں کے نام ضرور کالعدم ہوے لیکن وہی لوگ نئے ناموں سے اپنے وہی کام جاری رکھے ہوے ہیں۔ سیکڑوں شواہد اور انکشافات کے باوجود وفاقی وزیر داخلہ اور دیگر عمائدینِ حکومت کے منافقانہ اور جانب دارانہ طرزِ عمل میں کوئی فرق نہیں آیا۔

رہی بات کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ حضرت خطیبِ ملت کی اس موضوع پر علمی تحقیقی تصنیف ''مسئلہ امامت'' ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ میدانِ کربلا میں یزیدی لشکر بڑی تعداد میں تھا جب کہ نواسۂ رسول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قافلے میں صرف 72 افراد اور دس خواتین تھیں۔ یزیدی لشکر میں بھی اذان وجماعت ہوتی تھی لیکن امام عالی مقام نے الگ اذان وجماعت کا اہتمام کیا۔ کیا یہ اینکرز بتاسکتے ہیں کہ امام عالی مقام نے ایسا کیوں کیا؟ شرعی وجہ کیا تھی؟ یہ اینکرز کیا جانتے ہیں کہ شرائطِ امامت کیا ہیں؟ کیا یہ اینکرز جانتے ہیں کہ قبلہ کی سمت صرف ایک مرتبہ تھوکنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے خود رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا۔ قبلہ کی صرف سمت کی تعظیم نہ کرنے پر جب ایک صحابی رسول قابلِ امامت نہیں رہا تو کعبے کے کعبہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم نہ کرنے والے یا گستاخِ رسول کو لائقِ تعظیم سمجھنے والے کے پیچھے نماز کا کیا تصور؟ اینکرز کے لیے ارکانِ پارلیمنٹ اور سیاسی جغادریوں کی ہزار برائیاں، قلابازیاں، دوغلے پن، جعلی ڈگریاں، بدمستیاں اور سیاہ کاریاں تو شاید جمہوریت کا حُسن ہوں گی اور حرام وحلال کا کوئی لحاظ نہیں ہوگا مگر وہ نہیں جانتے کہ ایمان والے اپنے عقائد اور تعظیم رسالت کے باب میں کتنے حساس اور متصلب ہوتے ہیں۔ تعصب اور تصلب میں فرق ہے۔ انھیں یاد رہے کہ اہلِ ایمان قرآن وسنت کے پابند ہوتے ہیں اور قرآن وسنت کے مقابل کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ان اینکرز کے لیے حقائق سے پوری طرح بہرہ ور نہ ہونے کی صورت میں یہی مناسب اور بہتر ہوگا کہ وہ دینی مسلکی موضوعات پر لب کشائی نہ کریں اور احتیاط برتیں۔

☆ دارالحکومت ''اسلام آباد'' کو بند کرنے کا بیانگ دُہل اعلان کرنے والے عمران خان کے کتنے ''جرم'' حکمرانوں اور ملکی قانون سے متصادم ہیں۔ قومی خزانے کا بے دریغ کتنا استعمال صرف اس ایک خان کی وجہ سے ہوا ہے، کوئی ہے جو باز پرس کرے؟ اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے حکمران کہاں کہاں اور کیسے کیسے

''پینترے'' بدل لیتے ہیں۔ دھرنے، جلسے اور ریلیاں گویا معمول ہوگئی ہیں۔ نہیں معلوم کہ کون کون کتنا خرچ کررہا ہے اور اسے کیا حاصل ہورہا ہے؟ وزیر اعظم ہاؤس میں رہائش نہ رکھنے کی باتیں ہوئی تھیں پھر ''سیکیورٹی'' بہانہ ہوئی اور اب کروڑوں روپے بھی اس کی ''رے نووے شن'' (آرائش وزیبائش) کے لیے ناکافی بتاے جارہے ہیں۔ تعیشات کے خوگر یہ حکمران اور سیاست کار عام آدمی کی حالتِ زار کو کیا جانیں گے؟ وزیر اعظم کے ''دل'' کا آپ ریشن آج تک ایک ''معما'' ہے اور اس کے لیے اخراجات ایک داستان ہیں۔ خود کو نمایاں کرنے کے لیے اشتہارات پر اربوں روپے خرچ کرنے والے ان حکمرانوں کے پاس تعلیم کے لیے فنڈ نہیں ہیں۔ اورنج لائن کی ایک کلومیٹر پر لگائی گئی لاگت پورے ملک کی تعلیم کے بجٹ سے زیادہ ہے۔ اپنے جسمانی معمولی چیک اپ کے لیے بھی انھیں وطن سے باہر جانا مرغوب ہے۔ پارلیمنٹ کے اجلاس میں آنا انھیں دشوار ہے۔ سندھ کی صوبائی حکومت بھی گزشتہ کئی برسوں سے نہ سمجھ میں آنے والی ''الجھن'' ہے۔ ''وی آئی پی'' کلچر کے رسیا یہ لوگ ''عوام کے خادم'' کہلاتے ہیں، ان کو ''خدمت'' سے کوئی شغف یا سروکار نہیں ہے۔ ان کے سرماے، جاے دادوں اور حرص وہوس کی نئی نئی کہانیاں روز ہی منظر عام پر لائی جاتی ہیں۔ خواتین کے حقوق کے لیے زبانی جمع خرچ کے یہ کھلاڑی کیا کیا ''گل کھلاتے'' ہیں۔ بھارت کے صوبہ بہار میں خبروں کے مطابق گیارہ ہزار چار سو کلومیٹر لمبی 3 کروڑ سے زائد افراد کی قطار (انسانی زنجیر کے طور پر) شراب نوشی کے خلاف بنائی گئی جب کہ ''اسلامی جمہوریہ'' میں پارلیمنٹ لاجز اور وزیروں کی گاڑیوں سے شراب کی بوتلیں برآمد ہوتی ہیں اور ڈھٹائی سے اسے ''شہد'' کہا جاتا ہے، دوشیزاؤں کی لاشیں بھی ان کی اقامت گاہوں سے برآمد ہوتی ہیں۔ جلسوں اور پارلیمنٹ میں ان کی ''خوش کلامی، دھینگا مشتی، ہاتھا پائی'' کتنی اور کیسی ہوتی ہے؟ لوگوں کے کان اسے سننے اور آنکھیں اسے دیکھنے کی ''گناہ گار'' ہیں۔ ایک ہی شہر میں کہیں ''زہر آلود'' غذا فراہم کی جارہی ہے، کہیں فاقے ہیں اور کہیں ''فوڈ فیسٹی وَل'' کے لالے تلے ہیں۔ کہیں ''کھانا'' ضائع کرکے کچرے کے ڈھیر میں پھینکا جارہا ہے اور کہیں اسی ڈھیر سے کوئی ''کھانا'' چُن رہا ہے۔ کیا ستم ہے کہ مسلم ملک ''شام'' میں آگ لگی ہے اور اسلامی جمہوریہ ہی میں میوزک کنسرٹ ہورہے ہیں۔ اجتماعی بے حسی کا یہ احوال بھی ''قیامت'' ہے۔

☆ دینی مدارس کی اصلاح کے حوالے سے بہت کچھ سُنا گیا، ''کریک ڈاؤن'' کے اعلان ہوے، کچھ مدارس میں چھاپے بھی مارے گئے لیکن کوئی ''قابلِ ذکر'' کارروائی نہیں ہوئی کیوں کہ اقتدار کا تحفظ زیادہ ''اہم'' تھا اور حکومت متعدد ''محاذوں'' کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسکولوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں جو ''ماحول'' ہے اس کی بات نہیں کی جاتی۔ کچھ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بے راہ روی ناگوار نہیں البتہ مذہبی ماحول پسند نہیں۔ سابقہ آمر جنرل (ر) پرویز مشرف نے دینی مدارس کے خلاف آواز اٹھائی تھی، اس وقت حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے حقائق کے اظہار کے لیے روزنامہ جنگ کراچی میں ''صدرِ مملکت

کا خطاب اور دینی مدارس'' کے عنوان سے کالم لکھا تھا جسے ہم نے 19 ویں سالانہ عرس کے مجلّے میں شامل کیا تھا۔ حکمران اور ایجنسیاں کتنی تنظیموں اور مدارس کے افراد اور طلبہ کو اپنے مفاد کے لیے چوں کہ استعمال کرتی رہی ہیں اس لئے وہ بخوبی واقف ہیں کہ ایسے کون سے مدارس ہیں جہاں ''تشدد، انتہاپسندی اور عسکریت'' کی تربیت دی جاتی ہے۔ 94 مدارس کی فہرست روزنامہ دنیا میں شائع بھی ہوئی لیکن کوئی ''آہنی ہاتھ'' استعمال نہیں ہوا۔ مساجد کے ''لاؤڈاِس پی کر'' کے استعمال پر بہت شدت سے پابندی لگائی گئی۔ اِن ٹرٹیٹ جین رےشن کے لیے ٹیک نالوجی کی بہتات کے دَور میں بہت سی کتب کی اشاعت و فروخت پر پابندی لگائی گئی۔ اشتعال و افتراق پھیلانے والے لوگ حکمرانوں اور حکومت کی ''سرپرستی'' میں آزاد ہیں اور ان کی سرگرمیاں بھی جاری ہیں۔ جو لوگ داعش، القاعدہ اور طالبان کو ''دہشت گرد'' کہنے لکھنے اور ماننے کو تیار نہیں وہ حکومت کی آغوش میں ''پھل پھول'' رہے ہیں۔ ٹی وی چینلز سے کتنی تفصیلات پیش کی جا چکی ہیں مگر ان کے لیے ''نیشنل ایکشن پلان'' شاید کسی سرد خانے میں ''محفوظ'' کر دیا گیا ہے۔ منافرت پھیلانے کا الزام مذہبی طبقے پر لگایا جاتا ہے، سرکاری، درباری اور سیاسی جغادری جو ''محبتیں'' پھیلا رہے ہیں ان کے لیے کیسا ایکشن اور کہاں کا ایکشن؟ ایم کیو ایم کے قائد کی شدید معترضہ باغیانہ تقریر کے باوجود کیا ہوا؟ بڑی تعداد میں اسلحہ پکڑا گیا مگر کیا ہوا؟ 62-63 آرٹیکل پاکستان کے آئین کا حصہ ہیں۔ رانا ثناءاللہ ٹی وی پر کھلے لفظوں میں اس کی توہین و تضحیک کر گئے مگر کیا ہوا؟ عمران خان اکثر کھلے لفظوں میں احادیث میں ''تحریف'' کرتے ہیں مگر کیا ہوا؟ صادق اور امین ہمارے رسولِ اکرم ﷺ کی مسلمہ صفات ہیں۔ پاکستانی آئین کی شقوں 62-63 کی آڑ میں ان صفاتِ نبوی کی کیسے کیسے توہین ہو رہی ہے مگر کیا ہوا؟ ''بلاگرز'' نے گستاخی اور آیاتِ قرآنی کی توہین کی انتہا کر دی۔ اوپن ٹرائل کا مطالبہ کیا گیا مگر کیا ہوا؟ کم سن ملازمہ طیبہ سے بدسلوکی ہوئی تو عدالت نے از خود نوٹس لے لیا مگر کائنات کے والی رسولِ اکرم ﷺ کی شدید توہین اور گستاخی کی گئی، قرآن کا استہزاء کیا گیا مگر کیا ہو؟ جناب ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے ٹی وی اسکرین پر قرآنی آیات سے کیا گیا تمسخر دکھایا لیکن بول ٹی وی چینل سے ڈاکٹر عامر لیاقت نے ''ایسے نہیں چلے گا'' کے عنوان سے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کے ساتھ خصوصی پروگرام کیا۔ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی اور حضرت مولانا سید مظفر حسین شاہ قادری نے اس پروگرام میں بے باکی اور جرأت کے ساتھ گفتگو کی۔ میڈیا مافیا بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ حکمرانوں اور عدلیہ نے بھی پرواہ نہیں کی۔ مدارس کی اصلاح ضروری جائے مگر ہم سب اپنی اصلاح بھی ضرور کرلیں ورنہ یاد رہے کہ دنیا چار دن کی ہے۔

☆ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سے اخبارات و اشتہارات، ڈراموں، مارننگ شوز اور فلموں میں جو کچھ پڑھایا اور دکھایا جاتا ہے بلاشبہ اسے بے غیرتی کی حد تک مادر پدر آزادی کہا جاسکتا ہے۔ ٹاک شوز کی بات کی جائے تو باقاعدہ میڈیا ٹرائل ہوتے ہیں اور عدلیہ سے کہیں زیادہ پھرتی اور

چستی دکھائی جاتی ہے بلکہ فیصلے دیے جاتے ہیں۔ بنتِ زرداری کے جان وَر بیمار ہو جائیں تو یہ بھی ''بریکنگ'' نیوز بن جاتی ہے۔ بھارت سے کشیدگی بڑھی تو ہندی فلمیں دکھانے کا سلسلہ کچھ دنوں کے لیے موقوف ہو گیا، ہر فن کار کی چھوٹی چھوٹی خبریں بھی نمایاں کر کے چھاپنا اور دکھانا میڈیا کے لیے بہت اہم ہے۔ حالاں کہ دنیا بھر میں جرائم کی بہتات میں ہالی وڈ اور بالی وڈ کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔

اس ملک میں پابند کیا جارہا ہے تو صرف اسلامی احکام اور ان مذہبی لوگوں کو جو محبِ وطن اور غیرت مند ہیں، جو عشقِ رسول رکھتے ہیں، ان کے سوا کسی کو پابند نہیں کیا جارہا۔ جن ''غیروں'' کی خاطر داری اور خوش نودی میں یہ سب کیا جارہا ہے وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف قول و فعل میں دلیری دکھارہے ہیں۔ 2016ء میں ملکِ شام پر امریکا نے بارہ ہزار ایک سو بیانوے (12,192)، عراق پر بارہ ہزار پچانوے (12,095)، افغانستان پر ایک ہزار تین سو سینتیس (1,337)، لیبیا پر چار سو چھیانوے (496)، یمن پر پینتیس (35)، صومالیہ پر چودہ (14) اور پاکستانی علاقوں پر 3 بم گرائے۔ دنیا کی انسانی آبادی ساڑھے سات اَرب (7.5 بلین) بتائی جاتی ہے۔ اس میں سے صرف مسلم آبادی ہی پر یہ ''مہربانی'' کیوں؟ ہم کس سمت جارہے ہیں؟ ہم کتنے غافل اور بد اعمالیوں میں کس قدر گم ہیں، شاید ہمیں کوئی احساس ہی نہیں۔

اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں یورپ اور امریکا و دیگر ممالک کے کچھ لوگ مسجدیں جلا رہے ہیں، سرِ عام مسلم خاتون پر گرم کافی پھینک دی جاتی ہے۔ مسلمان ٹیکسی ڈرائیور اپنی ٹیکسی میں کسی غیر کو ''کتا'' ساتھ بٹھانے سے انکار کر دے تو اسے بھاری جرمانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ مسلمان مسافروں کو عربی میں گفتگو کرنے پر ہوائی جہاز میں سفر کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ مسلم خواتین کے حجاب کے روکنے کے لیے جبری قانون بنا دیا جاتا ہے۔ برما، مقبوضہ کشمیر اور القدس میں مسلمانوں سے ہر بدسلوکی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کراچی میں شاید دنیا کا وہ واحد مسیحی قبرستان ہے جس کے ایک دروازے پر ایک صدی گزر جانے کے بعد سب سے اونچی صلیب تعمیر کی گئی ہے۔ اس وطن میں غیر مسلم کو عدالت سے سنائی گئی سزا پر عمل سے بھی حکومت ہچکچاتی ہے۔ ریمنڈ ڈیوس قاتل ہو کر بھی یہاں محفوظ بلکہ ''معزز'' رہتا ہے۔ بلیک واٹر یہاں بآسانی پل سکتے ہیں بھارتی جاسوس پکڑے جائیں تو بھی محفوظ ہیں۔ ہم ''ایسے'' کیوں ہیں؟ شاید ہم اپنی بنیادوں کو ہلا رہے ہیں۔

☆ PIA پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائن، ہماری نیشنل (قومی) ایر لائن، کیا تھی اور کیا ہو گئی ہے! دنیا کی چھ (6) بڑی ایرلائنز کو بنانے والی آج خود اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے۔ ہر سیاسی پارٹی کی حکومت نے اس ایر لائن کو تباہ کرنے کے لیے اس میں ہزاروں بھرتیاں کیں۔ نا اہل افراد کے ہاتھوں میں اس کی باگ ڈور دے کر خسارے میں اضافے کی ہر کسر پوری کی۔ ''سرکاری'' افراد نے اس کا استعمال کرتے ہوئے کبھی ملکی مفاد نہیں سوچا۔ اربوں کھربوں روپے کی املاک کے باوجود یہ ادارہ خسارے کی دلدل سے نہ نکل سکا۔

لا جواب سروس کا نعرہ لگانے والے اس ادارے کے بیشتر عملے کا رویہ اور کردار بھی بگڑتا چلا گیا۔ احساس ذمہ داری مفقود ہو تو بہتری نہیں آتی۔ ایرلائن ہی نہیں ہماری پاکستان ریلوے کا حال بھی ناگفتہ بہ ہے۔ حادثات ہی نہیں دیگر شکایات بھی کم نہیں۔ ادارے اسی طرح بگاڑے جاتے رہے تو خسارے ہی بڑھیں گے۔

☆ ''ٹیکنالوجی'' کی بہتات اور تیزی نے سہولتوں کے ساتھ مصیبتوں کو بھی بڑھایا ہے۔ ہر ہاتھ میں فون ہے اور اس کی تصاویر یا آواز تک رسائی کوئی بہت مشکل کام نہیں رہا۔ کون کہاں سے فون استعمال کر رہا ہے؟ یہ جاننا بھی آسان ہو گیا ہے۔ کسی کی ''پرائی وے سی'' (رازداری، پوشیدگی) تو شاید ہی رہے، ہر نئے دن شاہراہوں کیا، خواب گاہوں تک بلکہ انسانی لباس اور جسم کے اندر تک جھانکنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ گھر کے ریفریجریٹر (فرج) میں کیا رکھا ہے؟ یہ تک دوسرے ملک میں بیٹھے دیکھا جا سکتا ہے۔ نہیں دیکھا جا سکتا تو حکمرانوں اور ذمہ داروں سے میڈیا پر ماہِ رمضان المبارک کا تقدس پامال ہوتے نہیں دیکھا جا سکتا، ٹی وی ڈراموں میں شوہر کے لیے ''رحمٰن اور رحیم'' کی خدائی صفات بیان کرتے نہیں دیکھا جاتا، اشتہاروں میں بے حیائی کے بڑھتے مناظر کو نہیں دیکھا جاتا۔ PEMRA پیمرا بنانے اور ''سائبر کرائمز'' کے لیے قانون سازی کرنے والے ہمارے یہ حکمران ''اسلامی جمہوریہ'' سے شاید ''اسلام'' کو کسی طرح کم کرنے میں کوشاں ہیں اسی لیے عریانی، فحاشی، بدتمیزی، اخلاق باختگی اور بے دینی و بے حیائی کے خلاف ''کچھ'' کرتے نظر نہیں آتے۔ پی ٹی وی کی ابتداء سے ہی، جب کہ چند گھنٹے کی نشریات تھیں، یہ شکایت تھی کہ ماہِ صیام کے تقدس کا خیال نہیں رکھا جاتا، نمازِ تراویح کے وقت ڈرامے ٹیلے کاسٹ کیے جاتے ہیں۔ پی ٹی وی نے دوسرے چینل شروع کر کے رہی سہی کسر پوری کر دی اور نجی ٹی وی چینلز نے تو ''انتہا'' کر دی۔ متحدہ عرب امارات والے کہتے ہیں کہ ''یہاں بہت برائیاں ہیں مگر یہاں ماہِ رمضان المبارک میں میوزک (موسیقی) تک ٹی وی پر سنائی نہیں دیتی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خواتین گلوکار زبھارتی فلموں کے گانے رمضان ٹرانس میشن میں گا رہے ہوتے ہیں اور لڑکیوں سے ناچ کرواتے ہیں، اداکار اور فن کار ہر ٹی وی چینل پر ''میزبان'' بنا دیے جاتے ہیں۔'' یہ پاکستان وہ ملک ہے جہاں سیاسی قلاباز کہتے ہیں کہ ''مُلّا ازم'' نہیں چلے گا، مولوی ہرگز سیاست نہ کریں۔ ''مُلّا ازم سے مراد اگر ''اسلام'' نہیں تو کیا ہے؟ کیا یہ قابل گرفت جملہ نہیں؟ کیا دین دار علماء سے بہتر کوئی سیاست دان ہو سکتا ہے؟ مگر مروجہ سیاست تو جھوٹ اور منافقت کا نام ہے اور یہ کسی سچے مولوی سے نہیں ہو سکتی۔ کچھ لوگ اس ملک میں مولوی سے سیاست تو نہیں چاہتے مگر وہ ''فلمی اور شوبز کے اداکاروں'' کو ''اسلام سکھاتے'' گوارا کر لیتے ہیں؟ رمضان میں تراویح کے اوقات میں مخربِ اخلاق ڈراموں کا تسلسل اور نامناسب اشتہاروں کی بھرمار سے کیا ظاہر کیا جاتا ہے؟ ان اداکاروں کی ''غیر ذمہ دارانہ'' اور متنازع گفتگو سے نہ صرف دل آزاری ہوتی ہے بلکہ اشتعال تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یہ اداکار میزبان بن کر اداکاروں کو اپنے پروگرام میں بلاتے ہیں اور رمضان شریف کے تقدس کے منافی

باتیں کرتے کرواتے ہیں۔ انعامات کے حوالے سے ایک طوفان بدتمیزی ہوتا ہے جو پورے ملک کو ''لالچی'' بنانے اور ''ذلیل'' کرنے کا گھٹیا تاثر دیتا ہے۔ علماء کے نام پر غیر مستند لوگ بھی مدعو کیے جاتے ہیں اور نعت خوانی کے لیے کم سن لڑکیوں کی فوج زرق برق لباس میں ان چینلز پر جمع ہو جاتی ہے اور اسکرین پر آنے کے شوق میں جانے کیا کیا سجتی اور جھلکتی ہے۔ نیکیوں کی بہار کے اس مبارک مہینے میں کیا کیا برائیاں اور خرابیاں کی جاتی ہیں۔ بہترین اشتہار بچوں کے ساتھ بنائے جا سکتے ہیں مگر قوم کی بیٹیوں کو نیم برہنہ اور معترضہ دکھانا شاید نفع کمانے کے لیے ''ضروری'' ہو گیا ہے۔ غیرت اور شرم و حیا کے لفظ بھی اس معاشرے میں شاید بے معنی ہو گئے۔

☆ امریکی انتخابات کے نتائج آ گئے۔ امریکیوں نے ''جدت پسندی'' کے ہزار دعووں کے باوجود ''عورت'' کو ملک کی باگ دوڑ نہیں دی اور ''ٹرمپ'' کو ہر الزام اور خرابی کے باوجود امریکا کے صدر کے لیے چن لیا۔ امریکیوں کی ذہنیت پر سوالیہ نشان لگا۔ 20 جنوری 2017ء کی یخ بستہ صبح ڈونلڈ ٹرمپ کے بحیثیت صدرِ امریکا حلف اٹھانے کی تقریب ہو گئی۔ یہ تقریب 1937ء سے 20 جنوری کو ہو رہی ہے جب کہ پہلے 4 مارچ کو ہوا کرتی تھی۔ امریکی صدر کا انتخاب ہوتے ہی دنیا بھر میں فضا تبدیل ہو گئی۔ ٹرمپ کے ووٹرز خود بھی سٹ پٹا گئے۔ اظہارِ تشویش کا سلسلہ 20 جنوری 2017ء اور اس کے بعد احتجاج اور توڑ پھوڑ تک دراز ہوا۔ پانچ پانچ لاکھ افراد پر مشتمل بڑی بڑی ریلیاں امریکا ہی نہیں، یورپی ممالک میں بھی نکالی گئیں، اسرائیل نامی ملک کو ''تھپکیاں'' دینے والے ٹرمپ نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے ''انتہاپسندانہ عزائم'' کی ابتدا پہلے دن ہی کر دی۔ نفرت کی چنگاریاں بھڑکا دی گئی ہیں۔ ٹرمپ کے انتخابی نعرے اور وعدے تیزی سے عملی روپ دھارنے لگے تو خود امریکی خواص و عوام سہم گئے ہیں۔ عالمی لیڈر اور حکمران بھی حیرانی اور پریشانی میں ہیں۔ یہ شدت اور کشیدگی کیا ''گل'' کھلائے گی؟ کیا دنیا پھر کسی نئی طرح کے ''ہولوکاسٹ'' کی طرف بڑھ رہی ہے؟ پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ۔

☆ انڈیا میں منعقدہ ''صوفی کانفرنس''، پیغام نیا میں عقائد کی ترجمانی کے حوالے سے منعقدہ اجتماع اور اعلامیہ، پاکستان اور بھارت کے درمیان بڑھتی کشیدگی، سیاسی پارٹی ایم کیو ایم کے حوالے سے کارروائی اور رویے، لاہور کے تفریحی پارک اور پاراچنار میں دھماکے، ہسپتالوں سے بچے چوری ہونا، (سی پیک) پاکستان چائنا اقتصادی راہداری، چائے والے نوجوان کو شوبز کا حصہ بنانا، سندھ کے نئے گورنر کی تقرری اور وفات اور دیگر واقعات و امور پر تاثرات کو مجلّے کی ضخامت بہت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے ہم نے شامل نہیں رکھا۔

☆ گزشتہ برس سے یادگاری مجلّے کی اشاعت کے بعد تا حال حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے بحمدہ تعالیٰ تین مرتبہ حرمین شریفین کا سفر کیا اور زیارت و عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ امریکا سے چودھری عبدالحمید اور ان کے برادران کی دعوت پر حضرت خطیبِ ملت ماہ ربیع الاول میں امریکا تشریف لے

گئے اور یوباسٹی، سیک رامینٹو، اسٹاک ٹن، مل واکی اور نیویارک میں متعدد خطابات کیے۔

☆ حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی کتاب ”خمینی، چند حقائق“ 28 برس سے اب تک انگریزی ہی میں طبع ہو رہی تھی۔ احباب کے اصرار پر اس کا اردو متن اِن ٹرنیٹ پر حضرت خطیبِ ملت کے نام سے بنائی گئی ویب سائٹ پر اَپ لوڈ کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت خطیبِ ملت کی کتاب ”دیوبند سے بریلی (حقائق)“ کا عربی اور پشتو زبان میں ترجمہ بھی اس ویب سائٹ پر اَپ لوڈ کیا گیا ہے۔ اس سال حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی شاہکار تحقیقی کتاب ”سفید و سیاہ“ کا پشتو زبان میں ترجمہ اور دوسری کتاب ”مسئلہ امامت“ کا انگریزی میں ترجمہ اَپ لوڈ کیا گیا ہے۔ حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کی کتب ”راہِ حق“ اور ”انوارِ رسالت“ بھی تصحیح و تخریج کے بعد طبع کروائی گئی ہیں اور ان کی دنیا بھر میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب ”نمازِ مترجم“ بھی تصحیح کے بعد شائع کروائی گئی ہے۔ ویب سائٹ کا ایڈریس یہ ہے:

http://www.kaukabnooraniokarvi.com

☆ ماہِ صیام، یومِ عرفہ، ماہِ محرم اور ماہِ ربیع الاول میں ٹی وی وَن چینل سے حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے متعدد پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوئے اور بحمداللہ تعالیٰ بہت پسند کیے گئے۔ جیو ٹی وی نے حضرت خطیبِ ملت کی ریکارڈنگز دوبارہ ٹیلی کاسٹ کیں۔ ماہِ صیام میں پی ٹی وی نے ”معجزے میرے نبی کے“ کی ریکارڈنگز روزانہ ٹیلی کاسٹ کیں اور ”رحمتوں کی رات“ کے عنوان سے متعدد Live (لائیو) پروگراموں میں حضرت خطیبِ ملت نے شرکت کی۔

یکم رمضان المبارک سے 29 رمضان المبارک تک افطاری اور سحری نشریات میں ٹی وی وَن ٹی وی چینل سے حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے ماہِ رمضان ٹرانس میشن میں روزانہ پروگرام پیش کیے گئے۔ افطاری میں ساحر لودھی اور سحری میں شبیر ابو طالب میزبان تھے۔ سحری نشریات میں سلطان المادحین ممتاز نعت خواں الحاج محمد اویس رضا قادری شریک ہوتے رہے۔ گزشتہ برس جیو ٹی وی سے ماہِ ربیع الاول میں ”تحفۂ درود و سلام“ کے عنوان سے بارہ پروگرام نشر ہوئے، حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی اس گفتگو کو عالمی پذیرائی ملی۔ ملک و بیرونِ ملک ناظرین کی بڑی تعداد نے اسے دیکھا اور سراہا۔ یہ تمام پروگرام اس ویب سائٹ پر اَپ لوڈ کر دیے گئے ہیں۔

www.youtube.com/user/okarvispeeches

☆ ملتان میں خوش نوا خطیبِ اہلِ سنت مولانا محمد فاروق خان سعیدی نے اپنی یادداشت کا کچھ حصہ قلم بند کر کے ہمیں بھجوایا ہے، خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے اسکول ٹیچر جناب اقتدار احمد اکبر حیدرآبادی اُردو ادب کا ایک معروف نام ہیں، انہوں نے اپنی عقیدت کا منظوم بیان ہمیں بھجوایا ہے۔

مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے خاندان کے معزز فرد مخدومِ اہلِ سنت حضرت الحاج پیر شوکت حسن خان نوری کے فرزند و جانشین صاحب زادہ محمد فرحت حسن خان نوری نے اپنی یادداشت ہمیں بھجوائی، حضرت مولانا سید حمزہ علی قادری اور جناب ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم کے مختصر تاثرات بھی ہمیں پہنچے جو اس مجلّے میں شامل کیے جا رہے ہیں۔ انجینئر شیخ عتیق الرحمٰن نے حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے دسویں سالانہ عرس شریف کے موقع پر اوکاڑا میں تقریب کا انعقاد کیا اور ایک یادگاری مجلّہ شائع کیا تھا۔ ان کی یادگار تحریر کا انگریزی ترجمہ اس مجلّے میں ہم اپنے انگریزی قارئین کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

☆ گُل زارِ حبیب ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام جامع مسجد گُل زارِ حبیب اور جامعہ اسلامیہ گُل زارِ حبیب زیرِ تعمیر ہیں۔ ماہِ صیام (1435 ہجری) میں نمازیوں کی سہولت کے لیے مسجد کے ہال اور خواتین گیلری کو ایر کنڈیشنڈ بنانے کا پروگرام بنا۔ ماہِ صیام میں نمازِ تراویح اور جمعہ کے اجتماعات کے لیے 42 ٹن سے زیادہ کے ایر کنڈیشنڈ لگائے گئے اور ابتدا میں ایک ماہ کے لیے جنریٹر کرائے پر حاصل کیا گیا۔ گزشتہ برس (2016ء میں) 16 ٹن کے ایر کنڈیشنڈ ناورز مزید لگائے گئے۔ نمازیوں نے شدید گرمی کے موسم میں اس سہولت سے بہت آرام پایا اور خوش ہوئے۔ اس ارادے کی ابتدا کرتے ہوئے اخراجات کا جو تخمینہ لگایا گیا تھا اخراجات اس سے بہت زیادہ ہوئے، مسجد کے لیے 250 واٹ کی پی ایم ٹی لگوائی گئی لیکن ہر سال ماہِ صیام میں جنریٹر کرائے پر لینا پڑتا ہے کیوں کہ کے الیکٹرک کا بلنگ نظام بھی عجیب ہے اوور بلنگ کی شکایت کے علاوہ ایک خاص مقدار سے زیادہ بجلی کے یونٹ استعمال کیے جائیں تو قیمت کا TARIFF ٹیرف زیادہ کر دیا جاتا ہے اور کم استعمال پر بھی وہ ٹیرف کم نہیں کیا جاتا۔ اسلامی جمہوریہ میں مساجد کے لیے بھی کوئی رعایت نہیں۔ اللہ تعالیٰ حکمرانوں اور ان اداروں کو ہدایت و توفیق دے کہ وہ نمازیوں اور مساجد کا کچھ خیال کریں۔

☆ گزشتہ تین برس سے عرس شریف میں آنے والے اور اس وقت سے اب تک ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کرنے والے ہر شخص سے بفضلہٖ تعالیٰ کلماتِ تحسین ہی سُنے گئے۔ خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے اپنے والدین کریمین کے مزار شریف کی تعمیر و تکمیل اور تزئین و آرائش میں اپنی محبت و عقیدت کا خوب خوب مظاہرہ کیا ہے۔ مزار شریف کی عمارت کے اطراف لوہے کی خوش نما جالی بھی لگا دی گئی ہے۔ مزار شریف کے تعویذ کا کام ماربل مارکیٹ کے جناب محمد الیاس کی معرفت جناب ذوالفقار علی کو نومبر 2013ء میں دیا گیا تھا، انہوں نے از خود پانچ ماہ میں تکمیل کا وعدہ کیا تھا لیکن طرح طرح کی مشکلات کا عذر کر کے انہوں نے تین سال سے زائد کا عرصہ گزار دیا اور اب بھی وہ مزید وقت کا تقاضا کر رہے ہیں۔ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ توقع ہے کہ لاثانی ماربل کے محترم اقبال صاحب کے توسط سے یہ کام بھی جلد پورا ہو جائے گا۔

☆ ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ نے کراچی آمد کے بعد اجتماعاتِ جمعہ میں تفسیر

قرآن کا بیان شروع فرمایا تھا، بفضلہٖ تعالیٰ 28 برسوں میں انہوں نے سورۂ توبہ کی ابتدائی آیات تک مسلسل تفسیرِ قرآن بیان فرمائی۔ ان کی رحلت کے بعد حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے سورۂ توبہ سے اب تک 32 برس میں سورۃ المومنون تک کی مسلسل تفسیر بیان کی ہے اور اب سورۃ النور پارہ 18 کی تفسیر کا بیان جاری ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمتوں برکتوں سے نوازے اور وہ پورے قرآن شریف کی تفسیر بیان فرمائیں۔

☆ مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) نے فیس بک پر اکادمی کے علاوہ حضرت خطیبِ اعظم، خطیبِ ملت اور جامع مسجد گُلزارِ حبیب کے آفیشیل فین پیج بنائے ہوئے ہیں لیکن دیکھا گیا ہے کہ حضرت خطیبِ ملت کے نام پر کچھ لوگوں نے از خود فین پیج بنا رکھے ہیں اور ان میں وہ اپنی مرضی سے تصاویر اور معلومات چڑھاتے رہتے ہیں۔ ان کی محبت و عقیدت پر شبہ نہیں لیکن ایسے دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ خیال رکھیں کہ ان کی کوئی نادانی کسی غلط فہمی، بدگمانی یا منفی تاثر کا باعث ہوسکتی ہے اور شخصیت یا کام کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ احتیاط کا یہی تقاضا ہے کہ ایسے تمام دوست اپنے بنائے ہوئے فین پیج ختم کر دیں تاکہ کسی غلط فہمی کی گنجائش ہی نہ رہے۔

☆ ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ کی رہائش گاہ کے لیے شارع فیصل سے آمد و رفت کا راستہ بند کیے دس برس ہو رہے ہیں، ہمیں نہیں معلوم کہ متبادل معقول راستہ دیے بغیر ایک بڑی آبادی کا راستہ بند کر دینا کون سا قانونی، اخلاقی، انصاف اور کون سا ''ترقیاتی کام'' ہے؟ بارش اور روی آئی پی موومنٹ میں اس علاقے کے مکینوں کے لیے شارع فیصل کے آر پار جانے کی کوئی راہ نہیں رہ جاتی۔ سندھی مسلم سوسائٹی کا چوراہا بند کرنے والوں نے اس علاقے کے لوگوں کے لیے مسلسل آزار کا جو سامان کیا ہے اس کا ''نوٹس'' لینے والا کوئی نہیں۔ ہزاروں لوگوں کے راستے بند کر کے سگنل فری کوریڈور بنانے والے کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ جانے کتنے لوگوں کی حق تلفی کے مجرم ٹھہرتے ہیں اور ان کے لیے مسلسل اذیت کا سامان کرتے ہیں۔

☆ ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بارہ ربیع النور کو جامع مسجد گُلزارِ حبیب میں افطاری کا اہتمام بھی احباب کی طرف سے کیا جاتا ہے جس میں ہزاروں افراد شرکت کرتے ہیں۔ کراچی کے مخدوش حالات کے پیشِ نظر مسجد کے اندر اور اطراف سکیورٹی کیمرے بھی لگائے گئے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ مسجد میں آنے والے نمازیوں کو ہر طرح سہولت اور آسانی رہے۔ مسجد کے اطراف کی دیوار کا ایک حصہ بفضلہٖ تعالیٰ مسجدِ نبوی شریف کے نقشے کے مطابق بنالیا گیا ہے، ان شاءاللّٰہ باقی حصے کی تعمیر کا کام بھی جلد مکمل کیا جائے گا۔ مسجد کے مینار کی تعمیر بھی ابھی نامکمل ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ تعمیر میں تعاون فرمائیں اور دعا بھی فرمائیں کہ جلد یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

☆ جامع مسجد گُلزارِ حبیب میں خواتین کے لئے ''مجلسِ خواتین گُلزارِ حبیب'' کی کارکردگی بھی قابلِ ستائش ہے۔ خواتین میں دین سے آگہی اور زندگی میں نیکی سے وابستگی کا شوق بڑھانے کے لیے مجلسِ خواتین نے گزشتہ برسوں میں نمایاں کام کیا ہے۔ ہر ماہ چاند کی 2 اور 21 تاریخ کو ظہر اور عصر کے درمیان حلقۂ دُرود شریف کا تسلسل گزشتہ کئی برس سے اس مجلس کے زیرِ اہتمام جاری ہے۔ دو گھنٹے کی اس نشست میں حضورِ اکرم ﷺ کے مبارک نام کے عدد کی مناسبت سے 92 منٹ دُرود شریف کا ورد ہوتا ہے اور ضروری عقائد اور مسائل سے آگاہ کرنے کے لیے مختصر درس لازمی رکھا گیا ہے۔ دُرود شریف کا ورد اور اجتماعی دُعا مسائل و مشکلات کے حل میں بحمدہٖ تعالیٰ اکسیر ثابت ہوئی اور سیکڑوں خواتین فیض یاب ہوئیں۔ سال بھر درسِ قرآن سُننے اور حلقۂ دُرود شریف میں شریک ہونے والی یہ خواتین اور کم سن بچیاں نعت خوانی اور تقریر کی تربیت بھی یہاں حاصل کرتی ہیں اور ہر سال سالانہ محفلِ میلاد شریف بھی منعقد کرتی ہیں۔ گزشتہ گیارہ برس سے حضرت ماں جی قبلہ رحمۃ اللّٰہ علیہا کا سالانہ عرس مبارک بھی اسی محفل میں منایا جاتا ہے۔ اس سال بھی ہفتہ 31 جنوری 2016ء کو سالانہ محفل و عرس شریف کا انعقاد ہوا۔ مجلسِ خواتین کی نگراں محترمہ سیدہ باجی کے کلیدی خطاب کے علاوہ مجلسِ خواتین کی کارکنان اور ان کی ساتھیوں نے والہانہ عقیدت و احترام کے ساتھ نعت و مناقب پیش کیے، یہ تقریب پانچ گھنٹے جاری رہی۔ اس محفل میں کوئی مہمان خطیبہ یا نعت خوان مدعو نہیں کی جاتی بلکہ محلے ہی کی خواتین اور مستقل یہاں درس و حلقہ میں شامل ہونے والی خواتین کو نمائندگی دی جاتی ہے اور ان کے دینی ایمانی جذبہ و شوق پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی برکات ان سب کی زندگی میں ظاہر ہوئی ہیں اور ان سب میں نیکی بڑھی ہے۔ یہی خواتین سال بھر میں قرآنِ کریم کی تلاوت اور دُرود شریف کے مسلسل ورد کا ہدیہ شمار کر کے حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ کے سالانہ عرس شریف میں ایصالِ ثواب کے لیے پیش کرتی ہیں۔ مجلسِ خواتین کی نگران اور ان کی تمام ساتھی خواتین کی یہ کاوشیں قابلِ تحسین ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ انہیں مسلکِ حق پر استقامت اور ان کی نیکیوں پر انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

☆ مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) نے دنیا بھر میں موجود اہلِ محبت و عقیدت کے لیے انٹرنیٹ پر حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ اور خطیبِ ملت کی آڈیو، وڈیو تقاریر سُننے اور دیکھنے کے لیے ''بلاگ'' (Blog) بنادیا ہے۔ لفظ ''www.okarvi'' ٹائپ کیجئے اور گھر بیٹھے فیض یاب ہوں۔ علاوہ ازیں فیس بک پر بھی فین پیج بنائے گئے ہیں۔ چار برس قبل امریکا میں مقیم جناب سید منور علی شاہ بخاری نے Sunni speeches کے نام سے ویب سائٹ بنائی اور علمائے اہلِ سنت کی تقاریر کی ریکارڈنگس اس میں جمع کی ہیں۔ تین برس قبل okarvi speeches کے نام سے ایک اور ویب سائٹ بنائی گئی ہے۔ اس ویب

سائٹ پر صرف حضرت خطیبِ اعظم اور خطیبِ ملت کی سیکڑوں تقاریر محفوظ کی جا رہی ہیں۔

☆ قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس شریف کی تقریبات میں اور ہر جمعۃ المبارک کو بھی جامع مسجد گُل زارِ حبیب میں اجتماعی فاتحہ خوانی کا تمام اہلِ ایمان بالخصوص حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ کے عقیدت مندوں اور وابستگان کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔

☆ گزشتہ برس سے تا م دمِ تحریر متعدد شخصیات اور افراد اس جہانِ فانی سے رحلت کر گئے۔ صاحب زادہ سید سجاد سعید کاظمی (ملتان)، حاجی شیخ شوکت علی (فیصل آباد)، حاجی عبدالستار بھڈیا کی اہلیہ محترمہ (پری ٹوریا، جنوبی افریقا)، خطیبِ ملت کے پڑوسی اسلام احمد خان کے جواں سال فرزند جمال خان (یوکرائن)، حضرت پیر میاں غلام احمد شرق پوری کی اہلیہ محترمہ (شرق پور شریف)، لاہور میں محافلِ نعت کے سرپرست ملک محمد خلیل کے والد محترم، ممتاز خطیب حضرت مولانا مظہر اللّٰہ سیالوی (پنجاب)، متعدد اہم کتب کے مترجم حضرت مولانا عبدالہادی کے سسر (جنوبی افریقا)، برطانیا میں ممتاز و محترم مجاہد مولانا محمد بوستان القادری (بریڈفورڈ)، پاکستان پوسٹ کے محمد طاہر کی والدہ (کراچی)، حضرت مولانا نثار الحق قادری (کراچی)، پیر سید اعجاز علی نقوی (کراچی)، مسجد گُل زارِ حبیب کے پڑوسی عثمان علی کی والدہ (کراچی)، عالمی مبلغِ اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے فرزند مولانا حامد ربانی صدیقی (کراچی)، مشہور راک سر محمد علی (امریکا)، دعوتِ اسلامی کے بانی رکن سید عبدالقادر باپو شریف (کراچی)، خطیبِ ملت کے بہنوئی الحاج شیخ محمد افضل کے بھائی شیخ محمد اشرف (فیصل آباد)، مسجد گُل زارِ حبیب کے پڑوسی اور معاون محمد مصطفیٰ (کراچی)، الحاج محمد شفیق نقش بندی ہوزری والے (کراچی)، مشہور قوال امجد فرید صابری (کراچی)، مولانا قربان علی سندھی، جنرل ڈاکٹر ذوالفقار (پنجاب)، الحاج حافظ حق نواز (آستانہ عالیہ کرماں والا شریف، اوکاڑا)، ممتاز نعت خواں جناب منظور الکونین اقدس (واہ کینٹ)، حضرت مولانا محمد محبّ اللّٰہ نوری کی ہمشیرہ محترمہ (بصیر پور)، جواں سال مولانا صلاح الدین سعیدی (لاہور)، الحاج غلام فاروق رحمانی کی والدہ محترمہ (امریکا)، روضۂ رسول کے مواجہہ شریف پر خدمت کرنے والے الحاج محمد اقبال تاج (مدینہ منورہ)، ملک محمد یونس اعوان (پشاور)، جناب الحاج سید نسیم احمد زیدی قادری (کراچی)، جناب صالح رجب کی اہلیہ محترمہ حوا (ڈربن، جنوبی افریقا)، مسجد گُل زارِ حبیب کے پڑوسی عبدالواحد کی والدہ محترمہ (کراچی)، حضرت مولانا پیر سید مراتب علی شاہ، (گوجراں والا)، حضرت خطیبِ اعظم کے خاص عقیدت مند الحاج سید محمد علی (ڈربن، جنوبی افریقا)، جناب عبدالغفار کی والدہ محترمہ (گارڈن، کراچی)، جناب الحاج قاری محمد سلیمان سروبا (حیدرآباد)، جناب عبدالخالق (مدینہ منورہ)، خطیبِ بنگال حضرت مولانا جلال الدین (بنگلا دیش)، حضرت مولانا احمد علی قصوری (لاہور)، مجاہد و مبلغ مولانا قاری محمد عبداللّٰہ (مظفر آباد، آزاد کشمیر)، جناب الحاج چوہدری عبدالحمید کی والدہ محترمہ (لیوباک، امریکا)، حضرت مولانا حافظ منظور حسین (بصیر پور)، بابا یار محمد (مدینہ منورہ)، مرزا محمد محمود (جدہ)، حضرت مولانا ڈاکٹر غفران علی صدیقی کی ہمشیرہ زہرہ بیگم (امریکا)، جناب سکندر خان کی ہمشیرہ حمیدہ پرویز (کراچی)، عالمی شہرت یافتہ ڈاکٹر احمد دیدات کے بھتیجے مبلغ اور سماجی رہ نما اور خطیبِ ملت کے مرید الحاج ڈاکٹر محمد دیدات (جنوبی افریقا)، مسجد گُل زارِ حبیب کے معاون الحاج جاوید معرفانی کے والد محترم عبدالعزیز معرفانی (کراچی)، خطیبِ ملت کا جواں سال عم زاد شیخ محمد نعیم حسین (اوکاڑا)، جماعتِ اہلِ سنت کراچی کے امیر حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری (کراچی)، سید محمد یاسین (کراچی) محترمہ امینہ عبدالمجید (حیدرآباد)، ملک عبدالمجید (لاہور)، مسجد گُل زارِ حبیب کے پڑوسی عامر خان کی اہلیہ (کراچی)، حضرت خطیبِ اعظم کے والہانہ نعرے لگانے والے بابا قمر فریدی (حیدرآباد)، جناب محمد آصف عطاری کی والدہ محترمہ مومن بائی (کراچی)، جواں سال ایڈووکیٹ نور الدین (کیپ ٹاؤن، افریقا)، جناب نجیب پاشا (کراچی)، مسجد گُل زارِ حبیب کے پڑوسی کیپٹن عبدالمجید شاہ اور محمد ظہیر بھائی کی ہمشیرہ (کراچی)، جناب جہاں گیر بدر (لاہور)، الحاج مولانا پیر محمد افضل قادری کی والدہ محترمہ (گجرات)، خطیبِ اعظم کے دیرینہ عقیدت مند حاجی گلاب خان کی اہلیہ محترمہ (کراچی)، صاحب زادہ معین الدین کی ہمشیرہ محترمہ (فیصل آباد)، حضرت مولانا قاری مصلح الدین کی اہلیہ محترمہ (کراچی)، خطیبِ ملت کی والدہ مرحومہ کے عم زاد الحاج حافظ ظہور احمد (چشتیاں)، حضرت مولانا محمد حنیف رضوی (برطانیا)، ڈاکٹر طاہر رفیق کے والد محترم محمد رفیق (نواب شاہ)، پیر سید ریاض حسین شاہ (اوکاڑا)، الحاج عبدالقدیر مدنی کی پھوپھی زاد فوزیہ سلطان (کراچی) اور چچا رئیس احمد خان (ملتان)، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری کی دختر نیک (کراچی)، خطیبِ ملت کے پیر بھائی الحاج صوفی بشیر احمد جاوید (لندن)، جناب محمد شفیق مہر کے ماموں نور حسین (گجرات)، مولانا محمد شاہدین اشرفی کے بڑے بھائی محمد توفیق اشرفی (کراچی)، مسجد گُل زارِ حبیب کے پڑوسی سید جعفر شاہ، سید قاسم شاہ، سید کامل شاہ (کراچی) حضرت پیر سید محمد سعید بخاری (بساہاں شریف)، استاذ العلما حضرت مولانا سید نور الاسلام ہاشمی کی اہلیہ محترمہ (چٹاگانگ)، خطیبِ ملت کے ماموں زاد شیخ محمد یونس (چشتیاں شریف)، عرفان فارمیسی کے الحاج میاں محمد شریف (اوکاڑا) حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے فرزند اصغر صاحب زادہ الحاج حامد ربانی اوکاڑوی کی خوش دامن صاحبہ (کراچی)، سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف عالمی مبلغِ اسلام حضرت الحاج پیر علاؤ الدین صدیقی (برمنگھم)، مولانا محمد رمضان گل تر (کراچی)، جناب الحاج صوفی سردار محمد برکاتی کے برادر بزرگ نواب دین (اوکاڑا)، الحاج محمد اسلام منگھی کے فرزند محمود منگھی (چشتیاں شریف)، مولانا محمد عطاء الرحمٰن کی پھوپھی صاحبہ (لاہور)، مسجد گُل زارِ حبیب کے پڑوسی محمد شاہ ویز کی نانی محترمہ

(کراچی) ...... یہ سب قضائے الٰہی سے وصال فرما گئے ۔ ربنا اغفر لنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ، آمین

ہم ایک مرتبہ پھر ان تمام اخبارات وجرائد اور ٹی وی چینلز کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر خصوصی مضامین اور عرس مبارک کی تقریبات کی خبریں نمایاں شائع کیں ۔ ان تمام حضرات وخواتین کے لیے ہم خیر وبرکت کی دعا کرتے ہیں جنھوں نے مساجد، مدارس، مراکز، اداروں، خانقاہوں اور گھروں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ اور حضرت ماں جی قبلہ رحمۃ اللّٰہ علیہا کو خراجِ عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے انہیں ایصالِ ثواب کیا ۔ اللّٰہ تعالیٰ عز وجل سبھی کا ہدیہ قبول فرمائے اور ہمارے محسن و مربی حضرت خطیبِ اعظم اور حضرت اماں جی علیہما الرحمہ کے درجات بلند فرمائے ، آمین

مجلسِ خواتین گُلزارِ حبیب کی نگران اور ان کی معاون خواتین کا ہم خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ وہ سال بھر نہ صرف دینی آگہی اور حصولِ برکات کے لیے محفلیں سجاتی ہیں بلکہ کلامِ الٰہی ، دُرود شریف اور وظائف کا کثرت سے ورد کر کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر ایصالِ ثواب میں نمایاں حصہ لیتی ہیں ۔ اللّٰہ تعالیٰ ان سب کو بے پناہ جزائے خیر عطا فرمائے ، آمین

☆ اس مجلّے میں ہم سال بھر میں رونما ہونے والے اہم واقعات اور دینی مسلکی حوالے سے ضروری معاملات پر اظہارِ خیال کرتے ہیں ۔ تلخ وترش باتیں بھی اصلاح وتعمیر کی غرض سے کرتے ہیں ، کسی کی دل آزاری یا تضحیک وتحقیر سے ہمیں بحمدہ تعالیٰ ہرگز کوئی علاقہ نہیں ۔ ہم تک پہنچنے والی تحریروں میں سے بھی کچھ اس مجلّے میں شامل کی جاتی ہیں ۔ ہم سے اس تحریر میں کوئی خطا یا کسی طرح کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو اس کے لئے ہم بہت معذرت خواہ ہیں ۔ کوئی بات اگر نادرست لکھی گئی ہو تو اس کی معافی چاہتے ہیں ۔ اپنی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ہم آپ کی مفید تجاویز اور کامیابی کے لئے آپ سے تعاون اور دعاؤں کے درخواست گزار ہیں ۔ اللّٰہ تعالیٰ عز وجل ہم سب پر اپنا فضل وکرم فرمائے ، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اجمعین ۔

من جانب

صوفی محمد حبیب الرحمٰن شفیعی	صوفی صوبہ خان قادری	شیخ عتیق الرحمٰن انجینئر، یو اے ای
محمد لیاقت خان قادری	محمد رضوان عباسی ، افریقا	شیخ محمد رفیق نقش بندی، اوکاڑا
صوفی غلام قادر قادری	الحاج سید اسد علی شاہ بخاری	شیخ خلیل احمد، پتوکی
مرزا محمد ارشاد مغل ، لاہور	حاجی جاوید معرفانی	محمد عثمان صدیقی، امریکا

اظہر اقبال کامران، سوازی لینڈ	مولانا محمد اکبر نقش بندی	سید اشرف اشرفی ، امریکا
حاجی محبوب الرحمٰن قادری، برطانیا	مطلوب الرحمٰن زاہد	حافظ سعید احمد مکی، برطانیا
شیخ محمد عرفان نقش بندی، برطانیا	صوفی اقبال احمد، برطانیا	مولانا شیراز منصور قادری، افریقا
صوفی محمد عرب، یو اے ای	شیخ محمد اشرف، پیر محل	مولانا قاری مظہر عباس، ہری پور
شاہد ایوب قریشی	محمد سلمان قریشی	صوفی میاں احمد، لاہور
حاجی بنے میاں قادری	صابر حقانی ، امریکا	شیخ نیک محمد شرق پور شریف
صوفی ابو محمد قادری	سید محمد ساجد وارثی	حافظ محمد اکرم اوکاڑا
مولانا محمد آصف رمضان	مولانا غلام محمد صدیقی، اٹک	شیخ تنویر احمد، چشتیاں شریف
شیخ محمد عمر، راولپنڈی	محمد زبیر خان قادری، بھارت	خواجہ محمد نعیم، سیالکوٹ
عبداللطیف قادری	حیدر علی قادری	ہاشم منصور قادری، جنوبی افریقا
محمد ابراہیم اسمال قادری، افریقا	حمید اللّٰہ قادری	راجا عبدالحمید، آسٹریلیا
سید منور علی شاہ بخاری، امریکا	محمد الیاس، ہائی پوائنٹ	حافظ اللّٰہ رکھا (امریکا)
زمرد ثقلین	حاجی رحیم الدین قریشی	شیخ منظور احمد قادری ، لاہور
احمد رشید، جنوبی افریقا	حاجی محمد حسین میمن	شیخ محمد شفیق، لاہور
سید محمد جنید قادری	محمد عثمان قلندری	پیر مقصود احمد سعید ، رائے ونڈ
محمد عثمان نقش بندی، یو کے	شیخ خالد رشید نقش بندی	صوفی منظور احمد ، وزیر آباد
سید نورانی حفیظ قادری	شبیر احمد قادری، مانسہرہ	محمد خلیل مغل، گوجراں والا
محمد نواز، امریکا	محمد مصطفیٰ (دکن، بھارت)	محمد افتخار حسن قادری، سعودی عرب
ملک محمد رمضان	غلام رسول قادری	محمد ادریس خان قادری
شیخ فرید شار، بھارت	غلام مصطفیٰ رضوی، بھارت	شیخ عمر علی، لاہور
تنویر احمد خان	مولانا محمد عرفان قادری	ندیم نیاز
حاجی محمد انور (اوکاڑوی)	مولانا علاء الدین قادری	محمد عالم عباسی
محمد راشد خان قادری	محمد ارشد عباسی	اصغر علی
الحاج شیخ محمد افضل، فیصل آباد	محمد زبیر الدین	حافظ محمد ناصر قادری
محمد عارف قریشی، چائنا	محمد الطاف قریشی قادری	محمد نور خان قادری
حاجی عظیم حسین	محمد طفیل بابا	محمد فرقان خان لالی
جنید لیاقت	سید حماد حسین	سید شعیب حسین

سیٹھ ثاقب علی	حافظ محمد شفیق نورانی، ملتان	جنید رضا، بہاول پور
ہارون رشید ابوظبی	محمد سلیم حقی	عبدالغفار داؤد
سید اسحٰق عادل شاہ قادری	محمد پرویز اشرف (امریکا)	چودھری محمد شفیق مہر (امریکا)
گل ریز قادری (بہاول پور)	عامر خاں درانی (آسٹریلیا)	احسن عبدالرحمٰن
شیخ شکیل قادری	محمد ابرار قادری (سعودی عرب)	نسیم عطاری
سید اسلام شاہ (امریکا)	محمد فاضل (یو اے ای)	محمد شاہد ملک
رضوان ملک	محمد رفیع اللّٰہ قریشی	احسان اللّٰہ قریشی
وقاص مصطفٰی قادری	کاشف ایوب قریشی	سید شاہ حسین راجا
محمد آصف خان	محمد الیاس حسین (امریکا)	ملک بابر اعوان قادری
الحاج چوہدری عبدالحمید، امریکا	محمد ربیع حسین	محمد علی تالیا (یو اے ای)

خادمین و معاونین
مولانا اوکاڑویؒ اکادمی (العالمی)

Email : maulanaokarviacademy@yahoo.com

یہ مجلہ طباعت کے لیے پریس بھیجا جا رہا تھا کہ ہمارے قبلۂ عالم حضرت خطیبِ اعظم کے برادرِ اصغر حضرت الحاج صوفی محمد لطیف نقش بندی کی اچانک وفات کی خبر آ گئی۔ وہ بہت خوش الحان نعت خواں بھی تھے اور اپنی گوناگوں دینی، سماجی اور ملی خدمات کے حوالے سے بھی اوکاڑا میں جانے پہچانے تھے، ہر سال عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت کے لیے تشریف لاتے تھے۔ اللّٰہ تعالیٰ جل شانہ ان کی بے حساب **مغفرت** فرمائے۔

ان شاء اللّٰہ تعالیٰ، حضرت خطیبِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ کا **35واں** سالانہ مرکزی دو روزہ **عرس مبارک** جمعرات، جمعہ **5-6 اپریل 2018**ء اور **35واں** سالانہ عالمی **یومِ خطیبِ اعظم** جمعہ، **6 اپریل 2018**ء کو منایا جائے گا۔

خطیبِ اعظم پاکستان حضرت علامہ **حافظ محمد شفیع اوکاڑوی** رحمۃ اللّٰہ علیہ

؎ ان کا اندازِ سخن، مانندِ موجِ آبشار
چند یادیں ، چند باتیں

تحریر: مولانا حافظ محمد **فاروق خان سعیدی**
ناظم اعلیٰ جماعتِ اہلِ سنت پاکستان، صوبہ پنجاب
و خطیب جامعہ اسلامیہ انوار العلوم نیو ملتان

خطیبِ اعظم پاکستان حضرت علامہ حافظ محمد شفیع اوکاڑوی نور اللّٰہ مرقدہ سے متعلق یادوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو دل و دماغ کو روشن کیے ہوئے ہے۔ سوچتا ہوں کہ آغازِ کلام کہاں سے کروں؟

؎ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم   کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جا ست

حضرت خطیبِ اعظم کو سب سے پہلے مدرسہ (اب جامعہ) اسلامیہ انوار العلوم ملتان شریف کے سالانہ جلسہ ہائے دستارِ فضیلت و تقسیم اسناد میں دیکھنے اور سننے کی سعادت حاصل کی۔ راقم نے ہوش سنبھالا تو یہ سالانہ اجلاس باغ لانگے خان میں منعقد ہوتے تھے۔ تب انوار العلوم کچہری روڈ پر واقع تھا اور باغ لانگے خان بھی قریب ہی تھا۔

(الحمد للّٰہ اب جامعہ انوار العلوم اپنی تین منزلہ پرشکوہ عمارت اور دیدہ زیب جامع مسجد کے ساتھ قذافی چوک (کمہاراں والا) کے قریب مدنی پارک سے متصل شاہراہ پر دیکھنے والوں کے دیدہ و دل کو فرحت اور تازگی بخش رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ملتان سے قریب زیرِ تعمیر موٹر وے کے نواح میں کئی ایکڑ زمین پر "جامعہ انوار العلوم العالمی" کی تعمیر بھی شروع ہو چکی ہے۔)

غزالیِ زماں امامِ اہلِ سنت سید و مرشدی علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کے قائم کردہ علومِ اسلامیہ کے عظیم مرکز انوار العلوم کے ان سالانہ جلسوں میں حضرت خطیبِ اعظم کے خطابات شاہکار اور یادگار ہوتے تھے، جس نشست میں حضرت کا خطاب ہوتا تھا حاضرین کا جمِ غفیر اور سامعین کی تعداد کثیر اللہ آتی تھی آپ کے بیانات تو حاصلِ جلسہ شمار ہوتے تھے۔ غزالیِ زماں سید و مرشدی علامہ کاظمی رحمۃ اللّٰہ علیہ کو اپنے اس تلمیذ ارشد پر بڑا ناز تھا۔ آپ بصد شوق خطیبِ اعظم کا بیان سماعت فرماتے اور دورانِ خطاب مسلسل داد و تحسین اور دعاؤں سے نوازتے رہتے۔ غزالیِ زماں آپ کو "ہمارے حافظ صاحب" کہہ کر یاد فرماتے جس نشست میں خطیبِ اعظم کا بیان ہوتا سامعین دل کھول کر مدرسے کی امداد و اعانت کرتے۔ حضرت کی اپیل پر اسٹیج پر رقم کا ڈھیر لگ جاتا، خواتین اپنے زیورات تک اتار کر مدرسے کے چندے میں بھجوا دیتیں، یہ حضرت کی زبان کی تاثیر تھی۔

خطیبِ اعظم کے خطاب کا انداز یوں تھا کہ اپنی اثر آفرین و دل نشین آواز میں خطبہ مسنونہ کے بعد

سرنامہ عنوان آیت تلاوت فرماتے ۔زیرِ بحث موضوع سے متعلق قرآن مجید کی آیات، احادیثِ نبویہ، اکابرِ امت کے عقائد بیان کر کے مخالفین کی جید کتب سے مسلکِ حق کی تائید میں حوالہ جات پیش کرتے، ساتھ ہی موقع محل کے مطابق اکثر امامِ اہلِ سنت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خان حنفی قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی دوسرے بزرگوں کے اشعار اپنے منفرد اور جداگانہ انداز میں پڑھتے تو سننے والوں پر وجد سا طاری ہو جاتا تھا اور وہ سرشاری کی کیفیت میں جھوم جھوم اٹھتے ۔

حضرت کا خطاب، دلائل و براہین سے لب ریز اور امہات الکتب کے حوالوں سے بھرپور ہوتا تھا ۔ اندازِ بیان، جارحانہ نہیں نہ صحانہ اور مصلحانہ ہوتا تھا ۔اڑھائی تین گھنٹوں کے ان محققانہ اور مدلل خطابات کو سن کر بہت سے سنیوں کے متزلزل عقائد مستحکم ہو گئے ۔بہت سے بدعقیدہ راہِ راست پر آ گئے ۔بے شمار افراد کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوئی اسی طرح آپ کی ذات کے فیوض و برکات سے ہزاروں بندگانِ خدم صراطِ مستقیم پر گام زن ہو گئے (الحمد للہ)

؎ چہ جادو نیست ندانم بطرزِ گفتارش کہ با زبستہ زبان طرازاں را

ہر دور پر غالب، مرزا اسد اللہ خان غالب کی زبان میں آپ کا اندازِ خطابات وطرزِ بیاں ایسا کہ

؎ دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

ماہرین کا کہنا ہے کہ خطیب کو سحر آفرین شخصیت کا حامل ہونا چاہیے ۔اسے زبان و بیان پر پورا عبور ہو اور جس موضوع پر وہ تقریر کرنا چاہتا ہے اس موضوع پر اسے وسیع علم اور گہرے مطالعے کا مالک ہونا چاہیے ۔ خطیب کے لیے خلوص بے حد ضروری ہے اخلاص کے بغیر وہ کبھی کام یاب نہیں ہو سکتا ۔خطابت آنِ واحد میں صدیوں کا سفر طے کر لیتی ہے خطابت لسانی اعجاز کا خمیر ہے ۔

خطیبِ اعظم پاکستان علامہ حافظ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں خطابت کے تمام لوازم موجود تھے آپ کا وسیع المطالعہ ہونا اپنے تو اپنے اغیار بھی تسلیم کرتے ہیں ۔قدرت نے انہیں ایسا حسن اور مردانہ وجاہت عطا کی تھی کہ جو دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا ۔ان کے چہرے کا جمال پورے مجمع کو اپنی گرفت میں لے لیتا تھا ۔چہرے کی کیفیات، خطیب اور مقرر کے لیے از حد اہم ہوتی ہیں ۔ راقم الحروف (کہ دبستانِ خطابت کا ادنیٰ تلمیذ ہے) کی رائے میں دورانِ بیان خطیب کے چہرے کا جغرافیہ نہیں بگڑنا چاہیے محض چیخم دھاڑ اور رانیں پیٹنے کا نام خطابت نہیں ۔

ہمارے خطیبِ اعظم جس موضوع پر خطاب فرماتے اس کا حق ادا کر دیتے ۔ان کے لیے ہر موضوع ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی تھی ۔میں بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ خطیبِ اعظم کو وقت ٹھہر کر اور ہوائیں رک کر سنتی تھیں ۔حضرت کے خطابات و بیانات نے وہ انقلاب برپا کیا کہ خطیبِ اعظم پاکستان کا لقب صرف ان ہی کے لیے مخصوص ہو گیا ۔

آپ جب ملتان تشریف لاتے تو اکثر ”ری لکس ہوٹل“ کچہری روڈ یا گاہے ”ہوٹل شب روز“ ویرہ اڈا میں قیام فرماتے ۔ملتان کے غلام دست گیر خلیل قادری آپ کے پاس حاضر باش ہوتے اور ملتان شریف اور گرد و نواح کے تمام پروگراموں کی ترکیب و ترتیب ان کے ذمہ ہوتی تھی ۔ایک مرتبہ راقم ”ری لکس ہوٹل“

حضرت کی خدمت میں حاضر تھا دورانِ گفت گو میں نے گزارش کی کہ میرا تقریر کرنے کا انداز عام طور سے جوشیلا اور رواں ہوتا ہے لیکن جب خوش الحانی میں بیان کروں تو آپ کے انداز میں آیاتِ قرآنیہ اور اشعار پڑھتا ہوں ۔یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے ۔بہت سی دعاؤں سے نوازا ۔اسی اثنا میں مجھ سے پوچھا وعظ و بیان کے علاوہ آپ کے مشاغل کیا ہیں؟ میں نے بتایا کہ محکمہ تعلیم میں بطور معلم جاب کرتا ہوں ۔یہ سن کر بہت مسرت کا اظہار کیا اور ساتھ ہی نصیحت فرمائی کہ صرف خطاب کو ذریعۂ روزگار نہیں بنانا چاہیے اس کے ساتھ کسبِ معاش کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہیے ۔

اپنے بارے میں بتایا کہ دنیا جانتی ہے کہ میں ایک معروف تجارت پیشہ خاندان سے تعلق رکھتا ہوں اور خود بھی تجارت سے منسلک ہوں، اسی دوران آپ نے ماضی کے ایک نام ور عالمِ دین اور واعظ قاری احمد حسن گجراتی علیہ الرحمہ کا تذکرہ چھیڑا اور بتایا کہ وہ علیل تھے میں ان کی عیادت کے لیے خدمت میں حاضر ہوا وہ کبیر السن تھے اور میرا نوعمری کا زمانہ تھا ۔قاری صاحب نے اپنی زندگی کی یادیں تازہ کرتے ہوئے بتایا کہ جب وہ تن درست اور توانا تھے اور ان کی خطابت عروج پر تھی تو سامعین داد و تحسین اور نذرانوں سے خوب خوب پذیرائی کرتے تھے اور مستورات اپنے زیورات اتار کر ”ویل“ کے طور پر بھجوا دیتیں اور اب صاحبِ فراش ہوں تو بیماری کے ان ایام میں میرے گھر کا اثاثہ تک فروخت ہو چکا ہے اب کوئی پُرسانِ حال نہیں رہا ۔(انسان اپنی جن صلاحیتوں اور خوبیوں پر ناز کرتا ہے وہ اس کا کمال نہیں، عطائے ایزدی ہے) یہ واقعہ سنا کر حضرت خطیبِ اعظم نے فرمایا کہ اسی لیے میں نوجوان خطباء و مقررین کو نصیحت کیا کرتا ہوں کہ صرف وعظ و بیان کو ذریعہ معاش نہ بنائیں ۔اچھے وقتوں میں اپنے بڑھاپے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہیں ۔اندازہ کیجیے اس پند و نصیحت میں کتنی غم خواری و خیر خواہی پائی جاتی ہے ۔

ملتان شریف میں دربارِ معلّٰی حضرت پیرانِ پیر سیدنا ابو الحسن جمال الدین موسیٰ پاک شہید پر عید میلاد النبی (ﷺ) کے جلسوں میں آپ کے بیانات استدلال و براہین کے ساتھ عشقِ رسالت مآب (ﷺ) سے لب ریز ہوتے تھے ۔ان جلسوں کی صدارت سجادہ نشین، مخدوم المخادیم حضرت سید شوکت حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے (مخدوم صاحب قبلہ، سابق وزیرِ اعظم پاکستان مخدوم زادہ سید یوسف رضا گیلانی کے حقیقی تایا تھے) (انجمن اسلامیہ ملتان کے زیرِ اہتمام منعقدہ ان تاریخی اور قدیم اجتماعات میں خانوادہ گیلانیہ کے تمام اکابر و عمائد مخدوم سید حامد رضا گیلانی، مخدوم سید علم دار حسین گیلانی، مخدوم سید رحمت حسین گیلانی، مخدوم سید فیض مصطفیٰ گیلانی علیہم الرحمہ اور ولی عہد اب سجادہ نشین حضرت مخدوم سید وجاہت حسین گیلانی اور تمام شہزادگان و دومانِ غوثیہ بطور خاص جلوہ گر ہوتے ۔اہلِ ارادت اور عاشقانِ رسول (ﷺ) دور و نزدیک سے حاضر ہو کر اپنے قلوب و خواطر کو منور کرتے ۔حضرت خطیبِ اعظم مجلسِ شوریٰ کی رکنیت کے دوران (سابق وزیرِ خارجہ پاکستان مخدوم شاہ محمود حسین قریشی کے والدِ گرامی) سابق گورنر پنجاب مخدوم محمد سجاد حسین قریشی مرحوم جو ان دنوں خود بھی مجلسِ شوریٰ کے ممبر تھے، کی خصوصی دعوت پر شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے سالانہ عرس میں شمولیت کے لیے بجٹ اجلاس کے دوران ملتان تشریف لائے ۔ایئر پورٹ پر خود مخدوم صاحب اور میرے برادرِ خورد پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری

نے انہیں خوش آمدید کہا اسی رات آپ نے عرس کی دو نشست میں تاریخی خطاب فرمایا جس کا دورانیہ تقریباً 3 گھنٹے پر محیط تھا۔

آپ کی حیات مستعار کا غالباً آخری دورہ ملتان تھا جب آپ دیگر پروگراموں کے علاوہ ممتاز آباد میں جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں تشریف فرما ہوے۔ یہ شاید جمادی الاخری کا مہینا تھا، آپ نے اپنے مخصوص انداز خطابت میں رفیق نبوت، جانشین رسول، خلیفہ اول، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز، باطل سوز، روح پرور اور کیف آور تذکرہ کیا۔ بیان کے آخر میں یہ یادگار جملے بیان فرمائے۔ جس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر اپنا سب کچھ قربان کردیا" صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس۔

؎ اور مال و زر وے کر بھی سب کچھ بچ گیا میرے لیے — اک خدا میرے لیے اک مصطفیٰ میرے لیے

جن کی پوری حیات کا عنوان تھا۔ اسی ذات برکات کے نام پر اس درس گاہ کے لیے دل کھول کر عطیات دیں (مفہوم) بس پھر کیا تھا سامعین میں سے شاید ہی کوئی اس کار خیر سے محروم رہا ہو۔ مدرسے کے مہتمم استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد ہدایت اللہ پسروری اور راقم کے برادر عزیز پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری (پروفیسر نشتر میڈیکل کالج ملتان) نے کہا کہ حضرت کا یہ خطاب مدتوں یاد رہے گا۔ ان سطور کا راقم آپ کی کن کن یادوں کو تازے کرے۔ اب لکھنے بیٹھا ہوں تو ذہن ودماغ کے دریچے وا ہو گئے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز بشرط زیست آئندہ حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت وافکار پر خامہ فرسائی کروں گا۔

مقام مسرت ہے کہ خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کی مسند کسی اعتبار سے بھی خالی نہیں رہی۔ حضرت کے جانشین، خطیب ملت حضرت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی زیدہ مجدہ نے اپنے عظیم المرتبت والد کے عظیم دینی روحانی اور تبلیغی مشن کو صرف قائم و برقرار ہی نہیں رکھا بلکہ عہد جدید کے تقاضوں کے پیش نظر اسے بہت آگے بڑھایا ہے۔ خطیب ملت اپنے خطابات، دروس قرآن اور تصنیف و تالیف اور دیگر جدید ذرائع سے مذہب مہذب اہل سنت وجماعت احناف کی جو خدمات انجام دے رہے ہیں اور کسی مصلحت و چشم پوشی کے بغیر اعلا بکلمۃ الحق کا جو فریضہ ادا کر رہے ہیں وہ انہی کا حصہ ہے۔ سامنے کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی زیدہ مجدہ تن تنہا اتنا بڑا کام کر رہے ہیں جو دوسرے ادارے مل کر بھی نہیں کر سکتے۔

؎ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

خطیب ملت پوری جماعت اہل سنت کی جانب سے تحسین و آفرین کے حق دار ہیں۔ یقیناً خطیب اعظم پاکستان رحمۃ اللہ کی روح پرفتوح اعلیٰ علیین میں اپنے اس فرزند جلیل سے بہت مسرور وشاداں ہوگی۔ اللہ کریم حضرت خطیب اعظم پاکستان کے علمی وروحانی فیوض وبرکات کو جاری رکھے اور خطیب ملت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی کی عمر، علم، مطالعہ اور توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

؎ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تحریر: صاحبزادہ محمد **فرحت حسن** رضا خان القادری رضوی نوری

چند سال ہوئے جب سے میں دیار غیر میں ایک طویل عرصہ (28 years) قیام کے بعد واپس آیا ہوں ہر سال پابندی سے خطیب اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں اپنے والد صاحب محترم جناب محمد شوکت حسن خان قادری رضوی نوری دامت برکاتہم کے ساتھ جامع مسجد گلزار حبیب میں شریک ہوتا ہوں۔ ملک و بیرون ملک سے علمائے کرام اور (Scholars in Islam) آپ کے عرس شریف میں تشریف لاتے ہیں اور اپنے اپنے انداز میں حضرت خطیب اعظم پاکستان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ میری بھی حضرت کے حوالہ سے کچھ بھولی بسری منتشر یادیں ہیں جو میں عوام اہل سنت کے ساتھ امسال عرس مبارک کے موقع پر Share کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے اوپر یہ حضرت خطیب اعظم پاکستان کا قرض ہے جو مجھے بہت پہلے ادا کر دینا چاہیے تھا مگر جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے — دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

1960ء کی دہائی کے اواخر کی ایک سہانی صبح کا وقت تھا میں غالباً چوتھی یا پانچویں جماعت کا طالب علم تھا اور اسکول جانے کی تیاری میں مشغول تھا۔ میری والدہ صاحبہ میرے لیے ناشتہ بنا رہی تھیں کہ اچانک آپ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی کمرے میں آئیں اور ریڈیو جو پہلے سے On تھا اس کی آواز اونچی کردی اور آپ نے جو جملہ کہا وہ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہا ہے "مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب منجھلے دادا کا کلام پڑھ رہے ہیں" منجھلے دادا وہ ہمارے اعلیٰ حضرت استاذ زمن شہنشاہ سخن حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہتی تھیں۔ ریڈیو کی آواز اونچی ہونے پر جب میں متوجہ ہوا تو میں نے جو شعر حضرت خطیب اعظم پاکستان کی پرکیف آواز میں سنا وہ مجھے ابھی تک یاد ہے۔

اشارہ کردو تو باد خلاف کے جھونکے — ابھی ہمارے سفینہ کو پار کرتے ہیں

حضرت قبلہ خطیب اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے یہ میرا پہلا تعارف تھا۔ آپ ان دنوں صبح کے وقت ریڈیو پاکستان کے مذہبی پروگرام "قرآن حکیم اور ہماری زندگی" میں اکثر شرکت فرماتے

اور کبھی ریڈیو پاکستان والے ان کی پڑھی ہوئی بہت عمدہ آواز میں نعت شریف نشر کرتے تھے۔
جیسے جیسے میری عمر زیادہ ہوئی آپ کی تقریر میں میری دلچسپی بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ جب میں 14، 15 برس کا ہوا تو باقاعدگی سے آپ کے جلسوں میں جانے لگا۔ خصوصاً آپ کے وہ پروگرام جو ہمارے گھر سے تقریباً 10 کلومیٹر کے فاصلہ کے اندر ہوتے تھے تو میری پوری کوشش ہوتی کہ ان میں شرکت کروں۔ آپ ہماری رہائش فیڈرل بی ایریا، بلاک 12 کے قریب جامع مسجد فاروقِ اعظم میں بھی کئی مرتبہ تشریف لائے۔
کبھی کبھی آپ کی تقریر سُننے کے لیے میں دور کے محلوں جیسا کہ فردوس کالونی اور پی اینڈ ٹی کالونی میں بھی جاتا تھا۔ فردوس کالونی والے جلسے ہی میں ایک دل چسپ واقعہ پیش آیا۔ میں جب جلسہ گاہ میں داخل ہو رہا تھا تو ایسا لگا کہ حضرت کی تقریر شروع ہو گئی ہے۔ افسوس ہوا کہ مجھے دیر ہو گئی اور میں نے حضرت کی تقریر کا ابتدائی حصہ Miss کر دیا مگر جب اسٹیج کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت تو ابھی تشریف نہیں لائے تھے اور ایک اور بڑے عالمِ دین صاحب جو کہ حضرت کے ہی انداز میں تقریر کرتے تھے (آج کل UK میں مقیم ہیں) تقریر فرما رہے تھے اور انہوں نے لباس بھی حضرت اوکاڑوی صاحب جیسا ہی زیبِ تن کیا ہوا تھا حتیٰ کہ رومال بھی آپ جیسا ہی لیا ہوا تھا جس سے مجھے ان پر حضرت کا شُبہ ہوا۔
یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت قبلہ خطیبِ اعظم پاکستان کی ذات بہت سے علمائے اہلِ سنّت کے لیے ایک انسٹی ٹیوٹ کا درجہ رکھتی تھی اور ہے اور آج بھی آپ کی حیثیت ایک Role Model کی سی ہے۔ مقرر حضرات اور علمائے کرام نہ صرف آپ کی آواز، لہجہ اور طرزِ بیان کو Copy کرتے تھے بلکہ آپ کے جیسا لباس پہن کر وضع قطع میں بھی آپ کے جیسا لگنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اس پروگرام میں آپ نے حسبِ معمول دو ڈھائی گھنٹے پر محیط سیر حاصل بیان فرمایا۔ دُرود و سلام اور دعا کے بعد جب جلسہ ختم ہوا تو صبح کے 3 بجنے کے قریب کا وقت تھا اور پھر بارش شروع ہو گئی اور میں فجر کے وقت گھر واپس پہنچا۔
American Educational System میں گریجویشن کرنے کے لیے کچھ Credits Literatures اور Human کے بھی ڈگری حاصل کرنے کے لیے Required ہوتے ہیں۔ چناں چہ میں نے Speech کے 10 credits لیے تھے۔ ہمیں وہاں سکھایا گیا کہ کسی بھی کامیاب مقرر کی تقریر تین حصوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

1- Attention Getter یا Introduction
2- Body یا درمیانہ حصہ
3- Recapitolation یا Conclusion

یقین کیجیے جب میں نے یہ پڑھا تو مجھے فوراً قبلہ اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ یاد آ گئے کیوں کہ ان کی تقاریر میں یہ Format نمایاں نظر آتا تھا۔
Introduction میں آپ قرآنِ کریم کی آیتِ مقدسہ اور اس کا ترجمہ پڑھتے تھے اور اس آیت

میں آپ کا موضوع ہوتا تھا۔ پھر درمیانے حصہ میں اس آیتِ کریمہ کی مکمل تفسیر و تشریح، احادیثِ مبارکہ، اقوالِ صحابہ و اہلِ بیتِ کرام، اولیائے کاملین بزرگانِ دین اور علمائے کرام کے اقوال و اعمال سے ثابت کرتے ہوئے آخری حصہ میں اپنی تقریر کا ماخذ بیان کرتے تھے۔ آپ بہت سکون و اطمینان کے ساتھ دو ڈھائی گھنٹے بیان کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اپنے موضوع Topic کا حق ادا کر دیتے تھے بلکہ اپنے حاضرین و سامعین کی بھی مکمل تسلی و تشفی فرما دیتے تھے۔ آپ کے بیان کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ آپ اس تمام وقت میں مجمع Crowd کو مکمل طور پر Involve اور Engage رکھتے تھے اور لوگ مکمل دل چسپی اور انہماک کے ساتھ جلسہ کے اختتام تک دل جمعی سے آپ کی تقریر اختتام تک سنتے تھے۔ آپ تھوڑی دیر کو بھی نہ خود Distract ہوتے اور نہ مجمع کو Distract ہونے دیتے۔ آپ شروع سے آخر تک اپنے موضوع پر ہی Focused رہتے۔ آپ کی تقریر میں آخر تک ربط باقی رہتا تھا۔
دورانِ تقریر آپ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللّٰہ علیہ کے نعتیہ کلام کے اشعار موضوع کی مناسبت سے بہت جذب اور کیف کے ساتھ پڑھتے اور اس طرح لوگ آپ کی بات اور زیادہ دل چسپی اور شوق سے سنتے اور آپ یہ بتاتے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ کا کلام صرف شاعری نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی تفسیر ہے۔
ایک تقریر میں آپ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ کا مشہور کلام۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی　　سب سے بالا و والا ہمارا نبی

پڑھ رہے تھے۔ یہ نعت شریف پڑھتے ہوئے جب آپ اس شعر پر پہنچے

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی　　اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ اس شعر میں تو اعلیٰ حضرت نے کمال کر دیا ہے اور پھر جب اس شعر کی تشریح قرآن شریف کی آیات اور احادیثِ مبارکہ کے مطابق فرمائی تو مجمع عش عش کر اٹھا اور جلسہ گاہ نعرۂ تکبیر و نعرہ رسالت ﷺ سے گونج اٹھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ دست گیر سوسائٹی میں تشریف لائے تو آپ کی تقریر سے قبل نعت خواں نعت شریف پڑھ رہے تھے۔

جبیں میری ہو سنگِ درِ تمہارا یا رسول اللّٰہ
بس اب جینے کا یہی ہے ایک سہارا یا رسول اللّٰہ

جب نعت خواں اس شعر پر پہنچے

غلامِ احمدِ مختار یوں پہچانے جائیں گے
کہ محشر میں بھی ہو گا اِن کا نعرہ یا رسول اللّٰہ

تو حضرت قبلہ خطیبِ اعظم پاکستان رحمۃ اللّٰہ علیہ نے بھی ہاتھ اوپر کر کے آواز بلند فرمایا یا رسول اللّٰہ۔
جب امامِ اہلِ سنّت مجددِ دین و ملت سیدی اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ اپنے اندر عشقِ رسول

ﷺ کو بڑھانے کے لیے کیا کرنا چاہیے تو آپ نے فرمایا کہ کسی اچھے نعت گو شاعر کا کلام پڑھا کرو۔ پھر فرمایا کہ میں خود اپنے بھائی مولانا حسن رضا خاں اور شہیدِ جنگِ آزادی مولانا سید کفایت علی کافی صاحب کا کلام پڑھتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ خود نعت شریف خاص کر اعلیٰ حضرت اور مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے کلام بہت پُر کیف طرز میں پڑھتے تھے بلکہ آپ نعت شریف بہت انہماک سے سنتے بھی تھے۔ یہ آپ کے سچے عاشقِ رسول ﷺ ہونے کی نشانی تھی۔

میرے یوایس اے قیام کے دوران میری والدہ محترمہ جب تک حیات رہیں مجھے باقاعدگی سے مذہبی کتب اور علمائے اہلِ سنّت کی تقاریر کے Cassette بھیجتی رہیں، ان میں حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر بھی ہوتی تھیں۔ ایک Cassette میں آپ کی عرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر نکری گراؤنڈ میں کی گئی تقریر تھی۔ اس تقریر میں آپ نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان شریف کا دوسرے اُردو تراجم سے تقابل کیا تھا اور کس طرح کنز الایمان اہلِ سنّت وجماعت کے عقائد کے مطابق اور قرآن مجید فرقانِ حمید کی روح کے قریب تر ہے۔ اسی تقریر میں آپ نے اپنی مسحور کن آواز میں اعلیٰ حضرت کا کلام۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے　　میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

پڑھا اور اشعار کی تشریح اپنے مخصوص انداز میں بیان فرمائی تو ایمان تازہ ہو گیا۔ آپ کی یہ تقریر میں نے بار بار سُنی اور ہر بار نیا لُطف آیا۔

1981ء میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ قطبِ مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی صاحب کا وصال ہوا اور پھر ایک ماہ بعد سیدی مرشدی تاج دارِ اہلِ سنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم عالمِ اسلام وصال فرما گئے۔ میں اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ حضرت کے چہلم شریف میں بریلی شریف حاضر ہوا تھا۔ لیکن اس سے قبل کراچی میں حضرت پیر فاروق رحمانی صاحب نے اپنے گھر پر حضرت قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک پروگرام رکھا تھا جس میں پاکستان اور کراچی کے مشہور وجید علما کرام موجود تھے۔ میں بھی اپنے والد صاحب کے ہمراہ اس میں شریک ہوا۔ حضرت قبلہ اوکاڑوی صاحب نے بھی اس موقع پر حضرت قطبِ مدینہ پر تقریر فرمائی اور پھر جب پیر فاروق رحمانی صاحب نے حضرت قطبِ مدینہ کی بڑے سائز میں فریم کی ہوئی شبیہ منگا کر دکھائی تو حضرت خطیبِ اعظم پاکستان اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکے اور آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ یہ میری حضرت خطیبِ اعظم پاکستان سے آخری ملاقات تھی کیوں کہ 1982ء میں تعلیم کی غرض سے یوایس اے چلا گیا اور حضرت قبلہ کا 1984ء میں وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خطیبِ اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب مسلکِ حق مسلکِ اہلِ سنّت و

جماعت جس کو موجودہ دور میں پہچان کے لیے مسلکِ اعلیٰ حضرت بھی کہا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً کراچی میں بہت بڑے مبلغ تھے اور آپ کی ساری زندگی اسی سے عبارت ہے۔ آپ اپنی تمام عمر اس پر مصلب رہے۔

ہمارے گھرانے (خانوادۂ اعلیٰ حضرت) کے آپ سے تعلقات 3 پشتوں پر محیط ہیں۔ میرے نانا جان یعنی نبیرۂ اعلیٰ حضرت اور شہزادۂ حجۃ الاسلام مفسرِ اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں صاحب جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو کراچی میں آپ کے پروگرام بھی حضرت خطیبِ اعظم پاکستان کے ساتھ ہوتے اور حضرت اوکاڑوی صاحب ان کو اپنے گھر مدعو بھی کرتے۔ اسی طرح میرے بڑے ماموں صاحب یعنی ریحانِ ملت حضرت قبلہ ریحان رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (برادرِ اکبر حضرت تاج الشریعہ) کے بھی کئی پروگرام حضرت اوکاڑوی صاحب کے ساتھ ہوئے۔ ایک پروگرام تو مجھے بھی یاد ہے (ماموں صاحب 1968ء میں پاکستان تشریف لائے تھے) حضرت قبلہ خطیبِ اعظم پاکستان کے میرے والد صاحب سے بھی خصوصی تعلقات رہے۔ والد صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں جو پہلا پروگرام کیا اس میں حضرت قبلہ اوکاڑوی صاحب نے ہی خطاب فرمایا تھا۔ اب حضرت قبلہ خطیبِ اعظم پاکستان کے وصال کے بعد آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت قبلہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب سے الحمد للہ ہمارے خصوصی اور گہرے مراسم ہیں۔

الحمد للہ اپنے والد گرامی کی طرح حضرت علامہ کوکب نورانی صاحب بھی مسلک اور عقیدے پر کوئی Compromise نہیں کرتے اور ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بڑی شد و مد کے ساتھ پوری دنیا میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تبلیغ کے ذریعہ خدمت کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ اس دور میں جس کو بجا طور پر قحط الرجال کا دور بھی کہا جاتا ہے اور جہاں آدمی تو بہت ہیں مگر انسان وانسانیت ناپید ہوتی جا رہی ہے وہ جو کسی نے کہا ہے کہ۔

بس کہ مشکل ہے ہر کام کا آساں ہونا　　آدمی کو بھی میسر نہیں ہے انسان ہونا

اہالیانِ پاکستان عموماً اور اہالیانِ کراچی خصوصاً خوش قسمت ہیں کہ ہمارے درمیان حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی موجود ہیں جو ایک بہت بڑے انسان بھی ہیں، سنّیت کے لیے آپ کے دل میں سچا خلوص اور درد ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیبِ پاک، صاحبِ لولاک ﷺ کے طفیل اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت قبلہ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب کی عمر و صحت، علم و فضل میں برکتیں عطا فرمائے اور دینِ متین اور سنّیت کے لیے آپ کی خدمات قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین.

☆☆☆

خطیبِ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی

(ایک بلند پایہ شخصیت)

تحریر: ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم

چیئرمین، فروغ حمد و نعت کونسل پاکستان

سرگودھا

شہر کراچی خجستہ بخت ہے کہ بڑے بڑے بلند قد آور علماء و فضلاء اور شعراء و ادباء نے اس کے دامن کو اپنی بلند پایہ نگارشات کے حسین و جمیل پھولوں سے مزین کیا۔ باشندگانِ کراچی ہر دور میں عظیم ترین ہستیوں کی روحانیت و معرفت، تحاریر و تقاریر، منشورات و منظومات سے مستفیض ہوتے رہے اور اپنے قلوب و اذہان کے دریچے بے مثال علوم و فنون کے انوار و تجلیات سے معمور کرتے رہے۔ انسانیت کے دکھ درد اور فلاح و بہبود کے لیے علمائے اہلِ سنت کا عظیم الشان کردار ہماری نظروں کے سامنے اپنی آب و تاب اور نرالی شان کے ساتھ جلوہ فگن ہے۔ ان علمائے دینِ متین نے اپنی حق و صداقت سے معمور کردار و عمل سے یہ بات ثابت کی کہ عشقِ مصطفیٰ (ﷺ) کی ہی روشنائیاں اسابِ حیات میں نہاں و عیاں ہیں اور اسی میں ہی کامرانیوں اور آسانیوں کی آبشاریں رواں دواں ہیں۔

عشقِ مصطفیٰ (ﷺ) کی اصل روح کو پیکرِ مومن میں زندہ کرنے کے لیے تحاریر و تقاریر کے ذریعے ملکِ پاکستان میں جس ہستی کا کردار "انفرادیت" کے ساتھ سامنے آتا ہے انہیں لوگ خطیبِ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوئ کے نامِ نامی اسمِ گرامی سے یاد کرتے ہیں۔

خطیبِ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ جب ہر دل عزیز خطیب اور عظیم عاشقِ رسول (ﷺ) کی نورانی شکل میں جلوہ گر ہوئے تو احبابِ بصیرت کی نگاہوں نے دیکھا کہ قرطاسِ قلب و ذہن عشق و عقیدت کے پھولوں سے معطر ہو گیا ہے اور ماحول منور و معنبر ہو گیا ہے۔ ایسی ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ ایسی ہستیاں قدرت کی عطا ہوتی ہیں۔ ان سے فیض حاصل کرنے والے انہیں کیسے بھول سکتے ہیں۔

خطیبِ اعظم پاکستان نے خطابت کے ساتھ ساتھ تصانیف کے ذریعے خلقِ خدا کے تخیلات کے آنگن میں جو عشقِ رسول (ﷺ) کے دل آویز باغات بسائے ہیں وہ بھی نگاہوں سے مخفی نہیں ہیں۔ ان

کے کارناموں کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بہت کچھ آئندہ آنے والے دور میں قرطاس کی زینت بنے گا۔ کیوں کہ ان کی قابلِ قدر تصانیف جب تک اپنی خوش بو بکھیرتی رہیں گی اور اپنے جلوے دکھاتی رہیں گی انہیں اہلِ عشق و محبت کی طرف سے والہانہ انداز کے ساتھ خراجِ تحسین کے پھولوں سے نوازا جاتا رہے گا۔

خطیبِ اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کی ہر تصنیف و تالیف اپنے دامنِ دلکشا میں عشق و عقیدت و احترامِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے قیمتی خزانہ بسائے ہوئے ہے۔ ذکر الحسین، ذکر الجمیل، برکاتِ میلاد شریف، راہِ حق، سفینۂ نوح، درسِ توحید اپنے آئینے میں، ثواب العبادات، امام پاک اور یزید پلید، انگوٹھے چومنے کا مسئلہ، راہِ عقیدت، انوارِ رسالت سمیت انکی جتنی تصانیف و تالیف زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں وہ اہلِ سنت کی چشم و دل کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ انہوں نے اپنے قلم کے ذریعے صحیح اور درست عقیدہ کی طرف رہنمائی کی ہے۔ انہوں نے امتِ مسلمہ کو بدعقیدگی کی خرافات اور مذموم حرکتوں سے محفوظ رکھنے کے لیے دن رات دلیری و بہادری کے ساتھ اپنے قلم کو تلوار کی طرح استعمال کیا۔ ان کے اس علمی، عملی اور قلمی جہاد کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی خدمات "کثیر الجہات" تھیں وہ ملک و ملت کے صحیح معنوں میں خیر خواہ اور رہبر و رہنما تھے۔ ان کی مثالی خطابت کی طرح ان کی متعدد بامعنی تصانیف بھی مثالی ہونے کے ساتھ ساتھ "انفرادیت" کی چاشنی و بہاروں سے ہم کنار ہیں۔

خطیبِ اعظم پاکستان ایک سچے عاشقِ رسول (ﷺ) اور سچے مردِ مجاہد تھے۔ ان کی آواز میں جو چاشنی، مٹھاس، شیرینی اور گداز تھا اس کا رس ابھی تک پیکرِ اہلِ سنت و جماعت کے کانوں میں گھلا ہوا ہے۔ ان کی پُرخلوص قیادت میں اہلِ سنت کے کاروان نے جو کامیابیاں و کامرانیاں حاصل کیں وہ اہلِ بصیرت کی نگاہوں کے سامنے روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ تاریخ انہیں کبھی نہیں بھولے گی۔ ہر دور میں اور ہر آنے والے وقت میں انہیں محبتوں کے ساتھ یاد رکھا جائے گا اور انہیں، ان کی شخصیت اور ان کی بے مثال و لاجواب دینی خدمات کو خراجِ تحسین کا تاج پہنایا جاتا رہے گا۔ وہ اہلِ سنت کی عزت و آبرو بن کر قلوب و اذہانِ اہلِ سنت میں جگمگاتے رہیں گے اور پھولوں کی طرح مسکراتے رہیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے طفیل ان کی لحد پر اپنی رحمت کی بارش برساتا رہے، آمین

☆☆☆

از مولانا سید حمزہ علی قادری :

اظہارِ عقیدت

حضرت الحافظ الحاج علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ صدیق اکبر و علی حیدر یک جان ، خطیبِ پاکستان
اشرافِ شرق پور شریف کی شان ، خطیبِ پاکستان
ہر مومن کے ایمان کی مُسکان ، خطیبِ پاکستان
جماعتِ اہلِ سنّت کی جان ، خطیبِ پاکستان
یکتائے زمانہ ذاکرِ شہدائے کربلا ، خطیبِ پاکستان
ذکرِ سیدنا غوثِ اعظم و اعلیٰ حضرت احمد رضا
کا شُہرہ وجدان ، خطیبِ پاکستان
مہینہ اللہ کا تاریخ بسم اللہ شریف کے حروف کی تعداد
ولادتِ مولا علی اور معراج سیدالانبیاء کی نسبتوں کے درمیان
وصالِ ذی شان ، خطیبِ پاکستان
ہم جیسے ان گنت اور ہم سے بہت بہتر مقررین
پہ اللہ کا احسان ، خطیبِ پاکستان
جن کا ورثہ اہلِ حق کی پہچان آسمانِ سنّیت پہ کوکب درخشاں
حضرت علامہ مولانا کوکب نورانی ابنِ خطیبِ پاکستان

آخر اختلاف کیوں؟

خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے تعاون سے مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) نے ایک وڈیو کیسیٹ اور سی ڈی تیار کی ہے جسے امریکا، جنوبی افریقا، برطانیا اور دیگر متعدد ممالک میں بے پناہ پسند کیا گیا ہے اور اس سے ہزاروں افراد کے عقائد کی اصلاح ہوئی ہے۔ اس کیسیٹ اور سی ڈی کی اہمیت اور خوبی کا اندازہ آپ اسے دیکھ کر ہی کرسکیں گے ، اس میں سنّی بریلوی اور دیوبندی وہابی اختلاف کے وہ حقائق پیش کئے گئے ہیں جو آپ نے کسی حد تک شاید صرف پڑھے سُنے ہوں گے۔ اس اختلاف کے حقائق کو ناقابلِ تردید دستاویزی ثبوت کے ساتھ دیکھنے کے لئے یہ کیسیٹ اور سی ڈی ضرور حاصل کریں اور مسلکِ حق پر ثابت و قائم رہنے کے لئے اس کیسیٹ اور سی ڈی کو پھیلائیں ۔ یہ کیسیٹ اور سی ڈی مکتبہ گلزارِ حبیب میں دستیاب ہے۔ علاوہ ازیں علامہ اوکاڑوی کے اس مشہور ٹی وی پروگرام کی کیسیٹ بھی دستیاب ہے جس میں انہوں نے مزاراتِ اولیاء کے بارے میں دیوبندی علماء کی کتب سے حوالے پیش کرتے ہوئے جناب احترام الحق تھانوی کی ہرزہ سرائی کا جواب دیا ہے۔

مِن جانب: مکتبہ گلزارِ حبیب (جامع مسجد گلزارِ حبیب)

گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی

از : جناب افتخار احمد اکبر حیدرآبادی
ایم اے بی ایڈ
ریٹائرڈ ماہرِ مضمون محکمہ تعلیمات ، حکومت سندھ ، کراچی

نذرانۂ عقیدت بحضور مرحوم امیرِ اہلِ سنّت و جماعت

"حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ"

عالم با عمل تھے مولانا
ان کو سمجھے نبی کا دیوانہ
مجھ سا لا علم کیا زباں کھولے
علم والے بھی ڈگمگا سے گئے
اُن کی توصیف ، بس کرے وہ ہی
عارفانہ ہو زندگی جس کی
زُہد و تقویٰ کی اِک مثال رہے
عشقِ احمد سے مالا مال رہے
نیک مقصد لئے چلے آؤ
کرو اصلاح نیک بن جاؤ
نعت کی برکتوں میں یہ دیکھا
کوئی ادنیٰ تھا ، بن گیا اعلیٰ
آپ بڑھتے گئے اسی رہ میں
بھید کھلتے گئے اسی رہ میں
استقامت کی زندگانی تھی
کہاں وہ دن کی یہ کہانی تھی
دینِ کامل کی راہ چلتے رہے
انہیں سانچوں آپ ڈھلتے رہے
وسوسے تھے لعین دشمن کے
اس پہ لاحول کے پڑے ڈنڈے
شر کی باتوں سے بچ کے رہتا تھا
عشقِ احمد میں مرتا جیتا تھا
عاجزی ، سادگی کا شیوہ تھا
یوں تکبر بھی زیر کر نہ سکا
تھا مگر ان کا عالمانہ لباس
نہ بنا کوئی فاخرانہ لباس
ان کا اندازِ گفتگو تھا الگ
اور خطابت میں انفرادی لہک
شعر تقریر میں جو آتے تھے
اک سماں باندھ کر وہ جاتے تھے
سارا مجمع تھا نغمگی کا اسیر
قلم والوں میں بھی ہو تشہیر
وہ محرم کی مجلسوں میں گئے
اُن کے گرویدہ خاص و عام ہوئے
اُن کی تقریر دل پذیر سُنی
اُن کی تحریر بے نظیر پڑھی
راہ حق کی ہمیں دکھاتے ہیں
وہ تو زندہ ہیں فیض والے ہیں
شفیع اوکاڑوی ہیں ایسے پیر
جن کی مشکل سے مل سکے گی نظیر
بزمِ عرفاں میں ہم نے یہ دیکھا
اُن سا کوئی نہ کاٹھ کا ، قد کا
اُن سے ملنا ترا اگر ہو نصیب
ہے یہاں "مسجد گلزارِ حبیب"

بہت ضروری
IMPORTANT

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ان تمام دوستوں کو جو فیس بک استعمال کرتے ہیں یہ آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ فیس بک پہ مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) کے ارکان نے مولانا اوکاڑوی اکیڈمی کے نام کا ایک فین پیج اور ایک حضرت خطیبِ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے نام کا فین پیج ، ایک فین پیج حضرت خطیبِ اعظم حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے نام سے اور ایک فین پیج جامع مسجد گلزارِ حبیب کے نام سے بنایا ہوا ہے ۔ ان چار کے سوا کوئی بھی پیج آفیشل اور صحیح نہیں ہے ۔ جن لوگوں نے خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے نام سے پیج بنائے ہوئے ہیں ہم اُن سے عرض گزار ہیں کہ وہ ایسے تمام پیج بند کردیں تاکہ کسی غلط استعمال کی گنجائش نہ رہے ۔ احباب سے عرض ہے کہ درج ذیل عنوانات کے سوا کسی اور پیج کو صحیح گمان نہ کریں اور ان کے سوا کسی کو ہمارے پیج جان کر کوئی رابطہ نہ کریں ۔

شکریہ

The web pages listed below are made and managed by the members of the Maulana Okarvi Academy (Al-Aalami). We DO NOT have any other pages and therefore are not responsible for the content on the unofficial sites.

http://www.kaukabnooraniokarvi.com
http://www.kaukab-noorani-okarvi.com/
http://www.okarvi.com
http://hazratkhateeb-e-azam.weebly.com
http://shafeeokarvi.blogspot.com/
https://plus.google.com/+AllamahKaukabNooraniOkarvi

https://www.facebook.com/Allaamah.Kaukab.Noorani.Okarvi.FanPage/
https://www.facebook.com/Hazrat.Maulana.Muhammad.Shafee.Okarvi/
https://www.facebook.com/Maulana.Okarvi.Academy/
https://www.facebook.com/Masjid.Gulzar.e.Habeeb/

https://twitter.com/Okarvi
https://twitter.com/MaulanaOkarvi
https://www.pinterest.com/okarvi/
https://www.linkedin.com/in/allamah-kaukab-noorani-okarvi-02862433/

http://www.dailymotion.com/maulanaokarviacademy
https://www.youtube.com/user/okarvispeeches
http://www.okarvispeeches.com/
http://www.sunnispeeches.com

ہم خُرما و ہم ثواب

مجددِ مسلکِ اہلِ سنّت، محسنِ ملک وملت، عاشقِ رسول (ﷺ) محبِ صحابہ وآلِ بتول، محبوبِ اولیاء، خطیبِ اعظم پاکستان حضرت الحاج علامہ قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس سرہ الباری ورحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے خصوصی اجازت سے یہ اعلان فرمایا تھا کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ دو رکعت نفل (نمازِ حاجت) پڑھ کر اللہ تعالٰی سے دعا کرے کہ 313 (تین سو تیرہ) اصحاب بدر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کے طفیل میری جائز حاجت پوری فرمادے تو میں 313 روپے اصحاب بدر کی طرف سے جامع مسجد گلزارِ حبیب (ﷺ) گلستانِ اوکاڑوی (سابق سولجر بازار) کراچی کی تعمیر میں دوں گا-ان شاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوجائے گی-

الحمدللہ! حضرت خطیبِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی اس بشارت سے اب تک ہزاروں افراد فیض یاب ہوچکے ہیں، لوگوں کا جائز کام ہوجاتا ہے اور مسجد بھی تعمیری مراحل طے کررہی ہے اور صدقہ جاریہ کا ثواب بھی بحمدہٖ تعالٰی ملتا ہے-حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس زندہ کرامت سے آپ بھی اپنی مشکل دُور کرسکتے ہیں-مسجد گُل زارِ حبیب (ﷺ) کراچی شہر کی قدیم اور بڑی مساجد میں اپنی مثال آپ ہے-اس کی تعمیر میں تعاون فرمائیں-اللہ تعالٰی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے-

گُل زارِ حبیب ٹرسٹ

ڈولی کھاتا، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی
فون نمبر: 6532 3225 (021) 92+

اطلاع

ملک بھر سے جو لوگ جامع مسجد گل زارِ حبیب، جامعہ اسلامیہ گل زارِ حبیب اور مزار شریف مولانا اوکاڑوی کی تعمیر و ترقی کے لئے عطیات بھیجنا چاہیں، ان کے لئے "آن لائن بینکنگ" کی وجہ سے یہ سہولت ہوگئی ہے کہ وہ اپنے ہی علاقے میں موجود یونا یٹڈ بینک لمیٹڈ کی برانچ ہی میں ہمارا اکاؤنٹ نمبر اور برانچ کوڈ نمبر درج کر کے رقم جمع کرواسکتے ہیں، اس طرح انہیں منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ بنوانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ان احباب سے گزارش ہے کہ جب بھی عطیات جمع کروائیں ہمیں بینک ڈیپازٹ سلپ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ضرور بجھوادیں تا کہ حساب میں دشواری نہ ہو۔

1- **جامع مسجد گل زارِ حبیب**

اکاؤنٹ نمبر : A/c # 010-2024-7

برانچ کوڈ نمبر : (UBL) 0699

2- **جامعہ اسلامیہ گل زارِ حبیب**

اکاؤنٹ نمبر : A/c # 010-2619-5

برانچ کوڈ نمبر : (UBL) 0699

3- **مزار شریف مولانا اوکاڑوی**

اکاؤنٹ نمبر : A/c # 010-1344-9

برانچ کوڈ نمبر : (UBL) 0699

(یہ تینوں اکاؤنٹ یونا یٹڈ بینک لمیٹڈ، کراچی کی کیانی شہید روڈ برانچ میں ہیں۔)
گل زارِ حبیب ٹرسٹ کو دیئے جانے والے عطیات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔

گل زارِ حبیب ٹرسٹ

ڈولی کھاتہ، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی

فون: +92 (021) 3225 6532

gulzarehabibtrust@gmail.com

خوش خبری

مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) نے مجددِ مسلکِ اہلِ سنّت، خطیبِ اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی تبحر، عشقِ رسول (ﷺ) اور محققانہ بصیرت کی آئینہ دار تقاریر کو محفوظ کرنے اور پھیلانے کے لئے ایک شعبہ قائم کیا ہوا ہے، اب تک تقریباً پانچ سو اہم موضوعات پر متعدد تقاریر محفوظ کرلی گئی ہیں۔ ارادہ ہے کہ ان سب تقاریر کو کتابوں میں محفوظ کیا جائے (ان شاء اللہ تعالیٰ)

آپ ان تقاریر کی سماعت سے اندازہ کرسکیں گے کہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے آج بھی یہ تقریریں بیش بہا سرمایہ ہیں۔

علاوہ ازیں دس موضوعات پر وڈیو کیسٹیں بھی دست یاب ہیں۔ تقاریر کی یہ کیسٹیں خود بھی حاصل کیجئے اور اپنے احباب کو بھی پیش کیجئے، بلاشبہ یہ گراں قدر تحفہ ہیں۔

مولانا اوکاڑوی اکادمی العالمی (ریکارڈنگ و پبلشنگ ڈویژن)

53۔ بی، سندھی مسلم سوسائٹی، کراچی۔ فون: 3452 1323

اپیل

۱۹۷۳ء میں مجددِ مسلکِ اہلِ سنّت، خطیبِ اعظم پاکستان، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ڈولی کھاتہ، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں 1900 ء سے مسجد کے لئے وقف قطعہ اراضی پر گل زارِ حبیب (ﷺ) ٹرسٹ قائم کر کے جامع مسجد گل زارِ حبیب (ﷺ) کی از سرِ نو تعمیر کا آغاز کیا تھا۔ ۱۹۸ء میں گل زارِ حبیب (ﷺ) ٹرسٹ ہی کے تحت جامعہ اسلامیہ گل زارِ حبیب (ﷺ) کا آغاز ہوا۔

بحمدہٖ تعالیٰ مجوزہ نقشے کے مطابق تعمیری کام مسلسل جاری ہے۔ ان اداروں کی تکمیل کے لئے آپ خود تعاون فرمائیں اور اپنے حلقہ اثر میں احباب کو ترغیب دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مسجد گل زارِ حبیب (ﷺ) ہی کے احاطے میں حضرت خطیبِ اعظم کا مزارِ مبارک بھی تعمیر ہو رہا ہے۔

گل زارِ حبیب (ﷺ) ٹرسٹ

گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی۔ فون: 6532 3225 (021) 92+

(اکاؤنٹ نمبر جامع مسجد گل زارِ حبیب 010-2024-7)

(جامعہ اسلامیہ گل زارِ حبیب 010-2619-5) یونا یٹڈ بینک لمیٹڈ، کیانی شہید روڈ برانچ کراچی

In Okara, on the event of the 10th Annual 'Urs Shareef of Hazrat Khateeb e A'zam (mercy on him), Engineer Shaiekh Ateez Ur Rahman organized a commemoration and published a memorial magazine. We are presenting the English translation of his memorable writing for uor English readers in this magazine. **Translated by S.Y.H Zaidee**

The Sovereign of the Realm of Discourse

(Taajdaar-e-Iqleem-e-Khitaabat)

That lover of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*,
the beginning and end of the era
of whose life was on durood and salutation.....

(Engineer Shaiekh Ateequr Rahmaan)

Bismil Laahir Rahmaan Nir Raheem

The dawn of the morning of the date of twenty-first of the month of Rajab was rising when the sun of the sky of oration had set. In counting the amount, fifty-five years is not considered as any long age. But those who cross the distance of months and years know it very well that every instance is considered a duration of time and the use of time and distance is not the same for everyone. Reviver of the path of Ahle Sunnat, Lover of the Prophet, Lover of the Companions and the Progeny of the Prophet, Beloved of the Friends of Allaah, Patron of the country and nation, The Greatest Orator of Pakistan, Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi *(Allaah have mercy on him)* did the work of centuries in this brief duration.

He was born on 2nd Ramadaan, 1348 Hijri, after the 'Asr Azaan, in Nawaan Kot, Khem Karan (Eastern Punjab, India) in the residence of Al Haaj Miyaan Shaiekh Karam Ilaahee Naqshbandi. The first voice that reached his listening ears was of Durood and Salaam. On 21st Rajab 1404 Hijri, after the Azaan of Fajr, he became the traveler of Paradise, reciting by himself, Durood and Salaam from the room of the Intensive Care Unit of the National Institute of Cardiovascular Disease, Karachi. During this time, he not only fulfilled the important work of Hifze Qur'aan [memorizing the Qur'aan], Dars e Nizaami [Completion of course of religious scholar, Durah e Hadees o Tafseer [Reading the course of Hadees and Tafseer], Recitation and writing of Na'at, Imaamat [Leadership] and Khitaabat [Oration], Dars o Tadrees [lecturing and teaching], Tasneef o Taa'leef [literary composition and compiling], Munaazarah and Mubaahalah [argumentation and invoking the will of Allaah for the correct decision] Tahreer o Takreer [writing and debating], Siyaahat and Siyaadat [travelling], Tameer o Tanseeb [construction and installation], Qiyaadat o Imaarat [headship and governance], but he also did work all by himself which could not have been achieved by combining several departments and organizations.

Without means and material, wealth and revenue, people or a victorious waving army of associates, he was a beautiful persona and excellent manifestation

of abilities, talents, arts and sciences. He had the longing of dispelling darknesses. He was the title of light and luminance and was a preacher of it as well. He would dispel hatred and nurture love and would join those dispersed. His personality, qualities and endeavors were for the care of religion, and his energy was the love of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*. He was not fond of praise and reward but his desire was to be accepted in the court of the beloved Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*.Undoubtedly, he was amongst those personalities whom the Divine pick for His favored work and give courage and blessing to. For such people the accusations and slandering of enemies, stoning, knifing, the hardship of imprisonment and lockup, abuse and ill speaking etc. are not hindrances of one's way, but rather, they do the work of increasing encouragement, and increasing the desire to attain one's goal. The devoted people consider hardship and difficulties in the right path as a test and stairs for success from Allaah (Mahboob e Haqeeqee, the Real Beloved) and they pray for steadfastness and persistence on the Truth instead of salvation or running away. They are in harmony with their hearts and tongues and instead of fulfilling the desires of their ego, they are the seekers of Divine Pleasure and for that, they can tolerate every sacrifice. Every listener, reader, visitor and companion, without any hesitation and without any opposition agrees that Hazrat Maulana Okarvi was, in his speech and action, private and public, while travelling or at home, firm in believing, a pious saint and untiring heroic man. He was true in his words, firm in action, a great person who would remain busy with endeavors and, in his soul. The one who had fulfilled revolutionary and striving many countries amongst millions of people, made his self, attributes and services unforgettable, besides, leaving such a vacuum after him which is difficult to fill. The words of the "Praised of the Era" and "Creator of History" become a part of the performance of such people. After the passing of the duration of ten years, even today, his honor and fame is still growing. Even today, he is beloved and respected, even today his popularity is exemplary in all directions. This is the favor and graciousness of Almighty Allaah and the blessing and support of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* that even his opponents are, not only acknowledgers of the greatness of his character and his steadfastness on Truth, but are also admirers.

The favorable existence of Maulana Okarvi *(Allaah have mercy on him)* was a blessing and the feeling of his value and importance is even more after his departing. His reason of popularity is mostly considered oration. In this skill, he is not only distinct, he is also the creator and founder of his style. It will not be an exaggeration to call him the "Sovereign of the Realm of Discourse"and the "World Enlightening Sun of the Sky of Oration". He was abundantly gifted the qualities of beauty and excellence; dignity and attraction; voice and style; knowledge and talent; character and attitude; style and eloquence and, therefore, he was a classic orator. An orator possessing such and so many qualities is very rare, and the lack of only one of these qualities greatly affects the effect and importance of oration. It is concluded from the written views of his listeners that: who know how many people would be busy just in viewing him, how many in hearing him and who knows how many were busy in understanding him. From his speech, scholars and the illiterate, rich and the poor, would all be contented. He knew the art of winning

Tiredness, it was as if he had never even felt it. All his concerns were with religion and Sunni path. He remained busy in hard work and worshipping. Nearly thirty permanent editions; the establishment of more than a hundred Masaajid and Madaaris [religious schools]; the founding and establishment of Jamaa'at-e-Ahle Sunnat Pakistan, its circulation and propagation; tours of numerous countries; active leadership of many organizations and institutions; more than eighteen thousand speeches; the making of laws in the National Assembly and Federal Council [Parliament] and constructive services for the country and nation; leadership and oration; teaching and research; prominent political and social actions; the work of endless continuous charities; contribution in all these Movements: Tahreek-e- Pakistan [Movement of Pakistan], Tahreek-e-Nizaam-e-Mustafaa [Movement for the Order of the Prophet], Tahreek-e-Khatm-e-Nabuuwat [Movement for the Finality of the Prophethood], Tahreek-e-Ittihaad-e-Baienul Muslimeen [Movement for the Unity Amongst the Muslims], exemplarily Tahreek-e-Difaa-e-Pakistan [Movement for the Defense of Pakistan]; the training of the disciples and the devotees; the representation in seminars and conferences; discourses for radio and television; extreme diligence for general peace; comforting and consoling visitors and the afflicted; supporting the deserving; replying to letters and answers to issues; beating the heads of every day mischiefs; reading and research; abstinence and worshipping etc.is a glimpse of his engagements. When he had started his journey, he had to face more opposition and difficulty than support and favor. He did not start his activities with the support and strength of any organization, movement, department or any victorious force but, alone and single handedly, only and only with full determination with the graciousness and the blessing of his Real Creator and his beloved Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)*. What agony and wickedness did he not bear in the way of Allaah? The difficult stages of taunts and abuse, stone and dagger, imprisonment and lockup remained in front of him. But Hazrat Maulana Okarvi kept moving forward and kept dispelling darknesses. The abundance of qualities which the Divine had blessed him with, he proved himself worthy of it with his hard work and excellent skills. He proved himself worthy of it and remained the beloved of the world.

Khem Karan (Eastern Punjab) was his native town. He belonged to that family of Yemeni Shaiekhs who converted to Islaam due to the caliph of Prophet, Saiyyidina Abu Bakr Siddeeq *(Allaah be pleased with him)*. This family would also travel to India for the interest of trading. Some people of this family stayed and settled in few areas of India. Ibne Khalladoon (Khuldoon) had written some stories about them. The members of this family were called "Shaiekh" in India. In a town known as Khem Karan, which was similar to a fortress, the family of Hazrat Maulana received fame and respect due to religiousness, self-discipline and piety to this degree that thousands were witness to this condition of the departed beloved grandfather of Maulana, Hazrat Shaiekh Allaah Dittaa *(Allaah have mercy on him)* that his sacred heart was so continuous (in glorification of Allaah) that in every beat was the name of Allaah; it glorified the name of Allaah and it would be so clear that a person who was sitting close could clearly hear echoing of the Name of Allaah with the movement of heart. He was a pious saint who would worship all night.

the heart and making room in one's heart. In explaining complicated and most difficult issues, he would use such easy ways, words and style that the matter would not only be understood, but it would be implanted in the heart. It is seen that some of the speakers and orators have leaned to long-winded, rhyming and rhythmic compositions and they would sometimes have an inclination towards melodramatic style but, while listening to Hazrat Maulana Okarvi, it felt as though his address is as smooth as the flow of a river, in an easy method, in easy words, and he keeps expressing in his way of speaking, every word with courtesy, purity, firmness, seriousness, excellent politeness and melodiousness overflowing with pleasantry and sweetness, every talk of his is confined in the heart. He had not gained any technical training in establishing the fame of oration. This quality of his was gifted by Allaah. And his style was such that hundreds adopted it, and only by listening to him, hundreds became orators. What topic is there which has not been addressed by him regarding Islaamic knowledges? Per cautious estimate he made more than eighteen thousand lengthy speeches and it can be said that, up till now, it is a world record. He was not a traditional speaker nor just an orator, but with the variety of topics, this was evident more than sun that he was a boundless ocean of knowledge and understanding and was an orator with powerful speech and eloquent tongue. He should be called "The Pulse Reader of the Nation", "Reflector of the Religion and Nation" and "Wiseman of the Nation".

In this regard, he was also an exemplary orator that his speeches would be according to the topics and he would give very beneficial speeches such that he would not leave any aspect hidden, if they were written, they would become a research thesis. He would say everything with reference and certification so that every person could do research and confirmation with satisfaction. His positive thought was such that no one had the power to deny it. Even today, whenever his recorded speeches are heard, there is no remedy but to hear it completely till the last sentence. No legend or stories, rather he would explain the real facts. To such an extent that even his opponents, would listen to him and praise him. Since Hazrat Maulana Okarvi *(Allaah have mercy on him)* would not hurt the feelings of anyone, rather his struggle would be that, after knowing the facts, people accept the truth. He was inspired by the love of Allaah, and toured the world; how many places would he go to raise the call of Truth. For years, in the city of Karachi, people would listen to him daily, and their heart would still not be satisfied; such popularity is the share of very few people. This was his success that, elderly and young, everyone would know and recognize him and everyone would give him respect without any print or electronic media. His name would be the surety for the success of the meetings and gatherings, moreover, he was a leader and guide who was loved by everyone. As if, "Everyone would take your name, everyone is your admirer."

Hazrat Maulana Okarvi *(Allaah have mercy on him)* had done great hard-work and struggle. Before achieving the status and station of the "Mujaddid-e-Maslak-e-Ahle Sunnat [Reviver of the Path of Ahle Sunnat]" and "Khateeb e A'zam Pakistan [Greatest Orator of Pakistan]", he went through very painful and difficult stages. This was his honesty and sincerity and determination and steadfastness for the Truth that he was honored in every stage and remained successful and fortunate. He was a daring and fearless warrior of Islaam. His spirit was very vast and elevated.

Almighty Allaah had blessed him with a son like Al Hajj Miyaan Shaiekh Karam Ilaahee (this was the respected father of Hazrat Maulana Okarvi *(Allaah have mercy on him)*). On being deprived of paternal kindness at a tender age, Haaji Karam Ilaahee faced a life with patience testing difficulties, but he never brought words of complaint on his lips. The elder under whose guardianship he lived, kept Haaji Karam Ilaahee in pains and afflictions and made him work hard very much. He did the work of weaving blankets, looking after the animals, the supply of water and several other difficult tasks as well. Often, he had to travel on foot. Haaji Karam Ilaahee did not turn away from hard work.

From a young age Haaji Karam Ilaahee was very fond of Ahle Tareeqat [the Friends of Allaah]. He would often spend the night in the Masjid and remain busy in worshipping. In Sharqpur Shareef, Hazrat Shayr e Rabbaani Miyaan Shayr Muhammad Sharqpuri *(Allaah have mercy on him)* was that person towards whom everyone came lovingly to seek.

Haaji Karam Ilaahee had turned the age of fifteen to sixteen years when he intended to go to Sharqpur with a friend, Haaji Muhammad Alee. When they reached Sharqpur, by travelling on foot, after crossing the river of Ravi from Lahore, people had locked themselves up in their homes after reading the salaat of 'Ishaa, darkness and quiet had overcast this small town. Besides a Khaadim [caretaker of a Masjid], there was no one in the Masjid of Hazrat Miyaan Saahib. He gave the advice to these two young men to sleep in the basement and said that the meeting with Hazrat Miyaan Saahib will be in the morning after the salaat of Fajr. The caretaker did not ask where they were coming from, nor did he ask about their food. It was a small town. There was no hotel or place to eat. Both men read 'Ishaa and lay down. It was getting difficult to pass time. They had to wait for Hazrat Miyaan Saahib till morning and the arrangement of food and drink was also difficult before morning. At that very instance, a few moments had passed when someone called at the door of the Masjid that those two young men who had come from Khem Karan, they were being called by Hazrat Miyaan Saahib. We had heard the talk of the sway and miracles of Hazrat, now we were witnessing it. In happiness and excitement, they both hurried. The sitting area of Hazrat Miyaan Saahib was in a lane. They went inside, simply full of awe. Hazrat Miyaan Saahib was already sitting and food was placed in front on a mat. Hazrat said to both,"You have come from a journey, and were getting anxious in that basement. First, eat food, then we will talk. "Hazrat taught them to sit in the way of Sunnah. After eating food, when they were both face to face to Hazrat, Hazrat inquired their names and reason of coming. Both told him their names and requested to make allegiance. Hazrat grasped Haaji Karam Ilaahee at his right and said, "Karam-e-Ilaahee Diyaan Nehraa*n* Wagiyaan [The rivers of the Grace of Allaah will flow], Karam Ilaahee Noor Diyaan Nehraa*n* Chalan Giyaan [Karam Ilaahee, the rivers of luminance will flow]."

He said to Haaji Muhammad Alee, "Muhammad Alee you will get the graciousness of both, you will become Muhammad Alee."

Hazrat said, "Now continue sleeping, [you] will enter in the allegiance in the morning." Both were very happy. Their cheerfulness was not with holding. In the

morning, Hazrat entered them in allegiance, taught them wazaa'if [daily reading] and repeated those same sentences again to Haaji Karam Ilaahee. They requested permission to return. Hazrat gave them blessing and bade them farewell. Haaji Karam Ilaahee could not fully understand the sentences uttered by Miyaan Saahib. In Khem Karan, there was a (blind) pious elderly saint with the same name of Haafiz Karam Ilaahee, from whom Haaji Karam Ilaahee had completed reading Qur'aan and Naazrah [reading Qur'aan with correct pronunciation]. He tried to understand the meaning and summary of those sentences. Haafiz Karam Ilaahee said, "It is about spreading the luminance of Islaam and the evidence of the Grace of Allaah. From this it is understood that Gracious Allaah will give you such progeny from whom the luminance of Islaam and the Graciousness of Allaah will spread."The wedding of Haaji Karam Ilaahee was arranged with a very pious girl from a household in his own community in the area of Bedian. That girl was a little older in age but she was prominent in her goodness and piety. After one month of marriage, Haaji Karam Ilaahee saw in his dreams that the moon had come from the sky in his lap and its cool luminance was spreading in all direction. Haafiz Karam Ilaahee Saahib gave the interpretation that Almighty Allaah will grant a pious and blessed son who will be a scholar of the religion of Islaam and from him, the luminous of true religion and knowledge will spread in every direction. The wife of Haaji Karam Ilaahee also saw some dreams of whose interpretations were also the same. Haaji Karam Ilaahee went to Sharqpur Shareef again. Hazrat Miyaan Saahib *(Allaah be pleased with him)* repeated those same sentences again and made many dua'aas (supplications). The same year, Hazrat Miyaan Saahib *(blessing on him)* departed from this world. Haaji Karam Ilaahee started considering himself an orphan once again. The one support which he had received in the form of Hazrat Miyaan Saahib, that had also departed. Haaji Karam Ilaahee became so engrossed in spirituality that he turned into a true portrait of Dast Bakaar Dil Bayaar: "His hands would be busy in work but his heart would be busy with the friend [Allaah]."

On 2nd Ramadaan ul Mubaarak 1348 Hijri, just after the Azaan of 'Asr, Haaji Karam Ilaahee reached Bambalaan Waali Masjid in Khem Karan to read salaat. The salaat of 'Asr in congregation had only just finished when someone sent this message in a loud voice at the door of the Masjid, "A very beautiful son has been bestowed in the house of Haaji Karam Ilaahee by the Gracious Allaah." The people reading the salaat expressed their happiness by the loud slogans of Takbeer [Allaah o Akbar] and Risaalat [Yaa Rasoolal Laah *(Sallal Laahu 'Alaiehe Wa Sallam)*]. Haaji Karam Ilaahee read Durood and Salaam and then recited the Azaan and Iqaamat in the ears of the newborn. In accordance to true dreams and the teaching of the elders, Haaji Karam Ilaahee kept the name of the newly born as "Muhammad Shafee" and, according to Sunnah, did the Aqeeqah on the seventh day.

Haaji Karam Ilaahee used to say that he had been travelling in a train when he had met two wrestlers, who had said that they had never faced defeat, and neither had they ever shown their backs to (never retreated from) their enemies, opponents or contesters; meaning, they had always been bravely in the front and the reason of this was they had always taken the blessings of their parents. On the bed, their mother would never put her children towards her back and had never cursed them with negative or improper words, hence they both kept being successful.

Haaji Karam Ilaahee's wife liked this thing. She decided that she would never put her back towards Muhammad Shafee on the bed nor would she use negative words for him like mothers would often say sometimes. And she would take care of his upbringing in every way and not give him any doubtful diet. The newborn was also very lovable to everyone in features and appearance and everyone would keep him beloved. At a young age, he memorized verses of Na'at [poetry in praise of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*]. Whenever he would read, everyone would be happy.

In those days, the famous piousman of Ashrafi Silsilah Aaliyah [Ashrafi spiritual chain], Hazrat Shaah Alee Husaien Ashrafi Miyaan *(Allaah have mercy on him)* had come to Khem Karan. He heard two verses of a sacred Na'at from Muhammad Shafee, placed him on his lap and kissed him and made many du'as (supplications) for him. He said to Haaji Karam Ilaahee,"This son is very blessed. One day, you will see his grandeur." The ceremony of Bismil Laah [beginning to read the Holy Qur'aan] was done by Haafiz Karam Ilaahee Saahib and the memorization of the Qur'aan began. The Divine had given Haafiz Muhammad Shafee a very attractive and melodious voice. He became famous in the Qiraa'at of Qur'aan [recitation of Qur'aan] and the reading of sacred Na'at as if his presence was mandatory in the gatherings and congregation of the nearby areas. For making his son habitual of hard work, Haaji Karam Ilaahee also included him in his work of weaving blankets. And to make his body trained, he also made him practice wrestling and Kabaddi [a wrestling game popular in the subcontinent]. It was also mandatory to be present in the Masjid for the five time prayers in congregation. His early education of Arabic and Islaamic books also began in Khem Karan.

At the age of six or seven years, Haaji Karam Ilaahee took Haafiz Muhammad Shafee to his spiritual bode in Sharqpur Shareef for the first time and presented him in the honor of the brother and heir of Hazrat Miyaan Saahib, Hazrat Saani Saahib Miyaan Ghulaam ul Laah Sharqpuri. It was as if Hazrat Saani Saahib was waiting for Haafiz Muhammad Shafee, while placing him on his lap and kissing his forehead he spontaneously spoke these sentences, "This is the glad tiding of my Hazrat Miyaan Saahib, he is the light of our eyes." Haaji Karam Ilaahee was very happy at this appreciation of his son. He had remembered the sentences of his guide and spiritual leader very well. The respected Hazrat Saani Saahib said to Haaji Karam Ilaahee,"Let his education finish then we will keep Haafiz Muhammad Shafee with us."

In those days, there was a lot of commotion of the Muslim League and the Movement of Pakistan. Hazrat Saani Saahib was fully taking part in the Movement of Pakistan. Every year at the occasion of Urs, Haafiz Muhammad Shafee would keep coming to Sharqpur Shareef with his respected father. When the age of Haafiz Muhammad Shafee became twelve to thirteen years, he would often come in the honor of his guide and spiritual master in Sharqpur Shareef. Hazrat Saani Saahib would take him along in congregations and tours. Haafiz Muhammad Shafee began his oration under the shadow of Hazrat Saani Saahib at the age of almost fifteen years. He participated in every initial regiment of the Movement of Pakistan. In the congregations of Muslim League, he read zealous poems and blazing

speeches. Taking Haafiz Muhammad Shafee in his tours from city to city, town to town, Hazrat Saani Saahib would fully instruct his followers to support the Muslim League and Pakistan. The ex-president of Pakistan General Muhammad Ziyaa-ul-Haqq clearly accepted the services of Hazrat Saani Saahib Sharqpuri in his national speech and gave him atribute of devotion.

People began recalling Haafiz Muhammad Shafee with the titles of Tootiye Punjab [The Eloquent Speakerof Punjab], and Bulbul-e-Chamanistaan-e Rasool *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* [The Nightingale of the Garden of Prophet]. It was the Urs of Hazrat Baabaa Ameer-ud Deen, the spiritual guide and master of Hazrat Miyaan Sher Muhammad Sharqpuri, in Panjubaig, Kotla, district Shaikhupura. They were the days of intense heat. Hazrat Saani Saahib reached the shrine by riding a horse. Haafiz Muhammad Shafee and other associates came on foot. Before the arrival of Haafiz Saahib, Hazrat Saani Saahib had gotten Lassi [a yogurt drink] prepared and kept it with him. Despite walking under the scorching sun, the face of Haafiz Muhammad Shafee was radiant. Hazrat welcomed him with a smile and, with his hand, filled a large glass [more than half a liter in size] with lassi. Haafiz Muhammad Shafee drank it in three sips [breaths] immediately. Hazrat filled the glass for the second time. Haafiz Saahib also drank that. Hazrat filled the glass for the third time. In the intensity of heat and thirst, Haafiz Saahib did not have any difficulty in drinking the third glass as well. Hazrat filled the glass for the fourth time and gave it to him. Even though the lassi was not thick, there was no intense desire now. Haafiz Saahib looked at Peer Saahib and realized: 'This is not only Lassi, definitely Hazrat Saahib is making him drink the vessel of wisdom.' One sip at a time, he also drank the fourth glass. Hazrat filled the fifth glass to the top and handed it to Haafiz Saahib once more. He did not want to refuse but it was getting difficult to drink. With difficulty, Haafiz Muhammad Shafee also drank that glass. He was filled to the extreme. Hazrat's eyes were continuously on the face of Haafiz Muhammad Shafee and Hazrat was smiling. Immediately after the end of the fifth glass, Hazrat Saani Saahib said, "This much is enough, even this much is a lot." As the ceremony of Urs began Hazrat said, "Today there will only be the speech of Haafiz Muhammad Shafee." That day, the present visitors and listeners saw that Haafiz Muhammad Shafee seemed to be like an unbounded ocean of knowledge and sciences. And from the glad tiding of Shayr e Rabbani [the title of Hazrat Saani Saahib], rivers of luminance and more luminance were flowing. These words were on the sacred tongue of Hazrat Saani Saahib, "Now we do not have the need to invite any other scholar. In the presence of Haafiz Muhammad Shafee, we will not have the thought of anyone's absence." (Hazrat took the name of a very great scholar also. 'Now, even the need of calling him does not remain, Haafiz Muhammad Shafee does the speech like that Allamaah...')

The stage of the partition of Sub-Continent came, the establishment of Pakistan was announced. Haafiz Muhammad Shafee did the selection of the city of Okara with the consent of his parents, guide and the spiritual master. Due to oak trees, this city was called Okara. Due to Sutlej Cotton Mills, this city had great importance. Haafiz Muhammad Shafee had come there two, three times before partition. In Pakistan, he liked this place. He transferred his family members from Khem Karan to Qasuur. He could not bring any wealth or resources. He was busy

in helping others and making sure they reached safely across the border. The shocking tales of the journey from Khem Karan to Qasuur were remembered by him till the end of his life. He had seen with his own eyes the oppression of burning humanity in Khem Karan and the surrounding areas.

He had also seen the habitual extortion of those dear ones who were called the friends. Immediately, from the Refugees Camp of Qasuur Haafiz Muhammad Shafee went to Sharqpur on the orders of his Peer Saahib [spiritual master]. Along with Peer Saahib, he remained busy in helping refugees for many days. After taking the permission from Hazrat Saani Saahib, Haafiz Muhammad Shafee came to Qasuur then from the Refugee Camp, took his family to Okara. The house that was allotted to him after great hardship was not even five marla [100 yards].
Besides this, there were the effects of evil spirits in it as well. Haafiz Muhammad Shafee brought his spiritual master from Sharqpur and showed him the house. Hazrat Saani Saahib walked in the whole house and said, "Stay here with pleasure and happiness. There will be no difficulty." At the edge of the Lady Baagh [park] in Okara, Haafiz Karam Ilaahee and Haafiz Muhammad Shafee laid the foundation of Masjid e Ghausia. For the source of income, Haafiz Muhammad Shafee, along with his father and younger brothers, began trading and for some time did business with other factories. He would give speeches in religious gatherings and would also do the oration of Jumu'ah. He was kept as the in-charge of Deeniyaat [Religious Department] in Birlaa High School in Okara. Besides this, during these days, atthe immense request of friends, he was appointed in Masjid e Muhaajireen, Montgomery for leading Jumu'ah Salaat. The fame of his good speaking, conversation melody was becoming exemplary in Punjab.

In Chishtiyaan Shareef, Haaji Karam Ilaahee settled the engagement of the light of his eyes [his son] Haafiz Muhammad Shafee with the middle daughter of Janaab Miyaan Shaiekh Nawaab Deen and after one year of the Independence of Pakistan Haafiz Muhammad Shafee was married. The mother-in-law of Maulana Haafiz Muhammad Shafee was exemplary in modesty and humility. Non-mahram [the ones with whom marriage is allowed] is one thing, even the female servants of the house had not seen the full face of this woman. While all the time busy in worshipping, this lady was remembered by everyone with regard, status and honor. Miyaan Shaiekh Nawaab Deen used to give so much respect and honor of his son-in-law, Maulana Haafiz Mahammad Shafee that examples are given of it. Whenever Maulana Haafiz Muhammad Shafee would go to Chishtiyaan Shareef, it would seem as if that day would be Eid for Janaab Shaiekh Nawaab Deen. He would go to the railway station at a much time earlier for the arrival of the train and would welcome his son-in-law in every way.

The arrival of Shaiekh ul Islaam Hazrat Maulana Ghulaam Alee Ashrafi Barakaatee took place in Okara. In him, Maulana Haafiz Muhammad Shafee found a most honored and kind teacher. Along with his respected teacher, he kept the foundation of Jaami'ah Hanafiyah Ashraf ul Madaaris near the Sutlej cotton Mills and, as the first student, received the certification of completion of the religious education. When the Imaam of Ahle Sunnat Ghazaali e Zamaan [The Ghazaali of the Era], Hazrat Allamaah Saiyyid Ahmad Sa'eed Kaazimee, came to Okara for

some time, Maulana Haafiz Muhammad Shafee also received literary benefit from him. He then went to Multan and, in the method of Allamaah Kaazimee, from Madrassah Arabiyah Anwaar ul Uloom, took the certification excellence and permissions and Qur'aan and Hadees. Almost everyday, speeches of Maulana Haafiz Muhammad Shafee would occur in the cities and town of Punjab. At a distance of three miles, going from Okara to Lahore on GT. Road, the area of Pakka Chak, had become associated with the name of "Hazrat Karmaan Waalaa." And there, the spiritual bode of Ghaus e Zamaan [The Redresser of the Era], Ghanj-e-Karam, Hazrat Peer Saiyyid Muhammad Ismaa'eel Shaah Bukhaari became the place where every person would come lovingly for seeking help. For ten years, Maulana Haafiz Muhammad Shafee Saahib acquired spiritual beneficence from Peer Saahib Karmaan Waalay. Peer Saahib Karmaan Waalay was the great Caliph of Hazrat Miyaan Sheer Muhammad Sharqpuri. And he was unique in sway, miracle, sainthood and spirituality. He was an elegant scholar and wiseman of Allaah. Besides this, millions of devotees, hundreds of scholars were also associated with him. He did the spiritual training of Maulana Haafiz Muhammad Shafee and lead him to achieve the status of excellence.

Maulana Haafiz Muhammad Shafee also did the trading of fabric for a while but due to religious engagements, he could not find enough time to give his full attention to the business. Mostly, he would be travelling. The respected Hazrat Saani Saahib would often keep his beloved disciple with him during tours. In Sharqpur Shareef, on the 2nd night of Rabee ul Awwal during the annual Urs of Hazrat Miyaan Saahib, from 2 am till the Fajr Azaan, the last speech would be of Maulana Haafiz Muhammad Shafee. This duty was assigned by Hazrat Saani Saahib. And this continued to be fulfilled very nicely by Hazrat Maulana for nearly forty years. In the morning of 3rd Rabee ul Awwal, the gathering of Khatm Shareef would be held, in this also, the last speech would be of Hazrat Maulana Muhammad Shafee. In this congregation, the legendary scholars and holy people would be present. A gathering of Khatm Shareef was being held in the presence of Hazrat Saani Saahib Sharqpuri and the famous religious scholar Hazrat Maulana Ghulaam Muhammad Tarannum was giving the speech. The crowd under the tent witnessed a luminance like the lightening of sky shine on the head of Hazrat Maulana Ghulaam Muhammad Tarannum and which then shined on the head of Maulana Haafiz Muhammad Shafee. The eyes of Hazrat Saani Saahib were fixed on Maulana Haafiz Muhammad Shafee. That day, the people of the Silsilah [the spiritual chain] saw that Maulana Haafiz Muhammad Shafee was beloved and respected. Haaji Karam Ilaahee was watching the actual manifestation of the spoken sentences of his most excellent spiritual master, Hazrat Miyaan Saahib Sharqpuri. His son was enlightening the world with the light of Islaam and the Graciousness of Allaah. He was being very grateful to his Creator who had given him such a pious and blessed son.

The Friday congregation in Muhaajireen Masjid was exemplary. It is said by the viewers that to listen to any religious orator in Punjab, this kind of congregation might had hardly been seen. Forty tents of 18 by 36 feet, would be placed around the Masjid and the surrounding lanes and even those would be insufficient. And hundreds of people would sit in the sunlight. What would the speech of Hazrat

Maulana Muhammad Shafee be like; it would be as if the crowd is spellbound. When the Deputy Commissioner of Montgomery (Sahiwaal) saw this, he gave a vast area in the new population for a masjid so that a large Masjid would be constructed there and the crowd would be able to perform Salaat easily. Maulana placed the foundation of Madinah Masjid there. It seemed as if it was mandatory to have the speech of Maulana Haafiz Muhammad Shafee on every Urs of the spiritual bode of Punjab and in the large central congregations of every Islaamic celebration (festivals). Every moment, there was huge increment taking place in his popularity.

In 1952-53 AD, the Movement of Khatm e Nabuuwat [The Movement of the Finality of Prophethood] became active. The religious scholars became active against the mischief which was raised by the false proclaimer of Prophethood, Mirza Qaadiyaani. Maulana Haafiz Muhammad Shafee was elected the Commander of the Movement of District Sahiwaal (which was called the city of Montgomery in those days). The power of speech and the passionate oration for the Movement of Pakistan raised Maulana, especially in Punjab, to the status of public recognition. When the point of religious integrity and protection of honor of Prophethood came, there was much greater manifestations in the magnificence of his entire lecturing. Thousands of volunteers were ready; wherever there would be a speech of Maulana the crowd would be ready to sacrifice their life. The conditions of the effects of acceptance and orations of Hazrat Maulana Okarvi were not hidden from the management. But they were also viewing that in every way Maulana was making sure that peace and security would not be affected and there would not be any destructive activity. The zeal and uproar of the faithful people was being considered dangerous by the central government. The main leaders and influential people were started to be arrested so that the movement would diminish due to lack of leadership. There were three main demands of this Movement. The Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* is the last and Final Prophet. After him, there is no concept of any kind of Prophet or subordinate in Islaam. Without any doubt, Mirza Ghulaam Ahmad Qaadiyaani is an infidel and apostate; moreover, his believers, all his followers should be accepted as non-Muslim minorities in the Law of Pakistan. Besides this, the minister of foreign affairs, Zafar ul Laah Qaadiyaani, should be removed from the rank of minister. The central leader of the Movement for the protection of the Finality of Prophethood was Hazrat Maulana Abul Hasanaat Qaadiree and the central office of the Movement was Lahore. It was the era of Khawaajah Nizaam ud Deen, where else the provincial governor was Miyaan Mumtaaz Daultaanah. After the Movement of Pakistan, this was the first and large movement in Pakistan and it became active with such religious zeal and power that it was as if every person became a religious soldier. The Government was not ready in any way to withdraw weapons and accept their demands.

Therefore, Martial Law was imposed after making General A'zam Khan the absolute in-charge. The arm forces took people in custody quickly so that all active personalities went behind the scene. The officials were applying all tactics to weaken the movement. The orders of the arrest of Maulana Haafiz Muhammad Shafee were issued. Along with enthusiasm, Maulana had also kept in view the requirement of sensibility. He evaluated that with his arrest, the movement will be crushed in the whole district. Till now, the establishment had not found any reason

for objection because Maulana Saahib used to openly say, "We are only and only doing jihaad [holy struggle] for the protection of the honor and esteem of Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) and for the punctuality of the orders and directions of the Qur'aan and Sunnah. For getting our demands accepted, we do not want to shed blood or create mischief and disruption. Nor will we do so because we are only raising the call of Truth and dispelling the negligence of the enforced people on the seat of empowerment (government power) and for the acceptance of the greatness, truthfulness and supremacy of Islaam. Our aim is not to gain wealth, fame or authority. We will not ruin the wombs of mothers, we will not make children orphans or women widows. We will not cause any loss to the lives, wealth, honor and respect of the people. By remaining peaceful, we will force the governancethat, in a country and government which had been acquired in the name of Islaam, they should implement the Islaamic rules in action by making them the Law and destroy enemies." A report written by District Magistrate Miyaan Asghar Alee about the Maulana, clearly accepted the commander for this movement in District Montgomery, Maulana Haafiz Muhammad Shafee, did not let the public peace and security get affected in any way and forcefully stopped any violence and did not allow any opportunity for bloodshed. Moreover, Maulana had told the management that he would not go in custody till two weeks later. On the other hand, this was not hidden from the establishment that due to Maulana, the movement was becoming stronger in this district every moment.

For the arrest of Maulana, homes were raided. Spies were appointed, guards were kept around every venue of congregations but the officials remained unsuccessful. The district authorities accepted this openly that Maulana definitely had some spiritual powers. Because, "We see him but when we advance towards him, we do not see Hazrat Maulana Okarvi, as if some power hides him from us. It seems like this we will not be able to arrest him ourselves." The people of Okara will not be able to forget that congregation which was held that day in Eidgah Okara, when Hazrat Maulana Okarvi had to go in custody. It was the struggle of the establishment that the speech of Maulana would not take place but even with thousands of arrangements they could not stop Hazrat Maulana Okarvi from reaching the stage. That speech of Hazrat Maulana Okarvi was historical and memorial. That day, everyone was ready to present the gift of their lives with immense devotion for the honor of Prophethood. Maulana asked the people to remain peaceful and continue the movement. He appointed a chief in his place and allowed himself to go in custody after the Salaat of Jumu'ah. Along with Maulana many people were willing to go in custody as well. But the official took only twenty people with the Maulana. Haaji Karam Ilaahee said farewell to his zealous young son with du'aas [supplication]. Maulana requested his respected father to elevate his courageand climbed into the car of the establishment. The hardships of the Martial law did not leave any breach in crushing the zeal and passion of the public. Lawsuits were also being imposed on the imprisoned leaders and workers of the movement even in prison. The management had decided to release those people who would sign a letter of apology. They were asked to write this letter of pledge that in the future they would not participate in any such movement. How many of the scholars and general-public disregarded their religious honor and signed the

letter of apology and acquired freedom. Maulana Haafiz Muhammad Shafee was kept in the prison of Montgomery. Three months passed, the movement had finished; how could unarmed people fight the armed forces even when the leaders were also arrested?

At that time, amongst the children of Maulana, there were only two sons, Muneer Ahmad and Tanveer Ahmad. The family was living in distress. Both sons could not tolerate this much separation from their kind father. They died one after the other in a duration of eight days. This was a severe test of Maulana. It is true that those who have high status, their tests are also very difficult. The respected Hazrat Saani Saahib wrote condolence letters to Maulana, went to meet his beloved disciple, and gave condolence on the death of the sons. Maulana had become a strong rock of determination and steadfastness. In prison, he read some books with Maulana Abdul Haqq Kambalpuri. And he did some work of translation and the summary of several verses of Masnavi [poetry] Maulana Ruum. Beside this, he also prepared the initial draft of two of his books. In prison, companions of Maulana would witness that, all day long and till half the night, he would remain busy in writing and reading or would continue knowledgeable discussions and would spent the last part of the night in Nawaafil [voluntary salaat] and Wazaa'if [daily practice]. The day he was told the news of the death of his sons, that day, every person present in the jail was in tears. The one who were giving the news, they were crying. By becoming a portrait of patience and control Maulana kept saying, "That does not reach us but what Allaah has written for us [verse from Qur'aan], we are happy with the Divine Decree of Allaah. He spread his hands in the Divine court Allaah and prayed, "O Allaah, give me patience and steadfastness, I am happy in your happiness." Some associates of Maulana met the Deputy Commissioner and gave him the news of the death of the sons of Maulana and asked for his release by telling him the conditions of his house. The Deputy Commissioner visited that jail, called the Maulana in private and said to him, "I have regrets on the sudden death of your two sons. People have met me asking for your release. If you sign the letter of apology, you will be released today and your letter of apology will also be kept private." Maulana replied with courage and boldness, "Will you be able to also hide this letter of apology from Almighty Allaah? What crime have I committed that I would have to ask for an apology? I am not a criminal. I have served for the protection of the Honor of Prophethood according to my belief and faith. And it is my belief that the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* is the final Prophet of Allaah. I am steady and poised on this belief and will remain so In Shaa Allaah. There is not even a question of apology. My children have become dear to Allaah. My soul is also sacrificed. I will absolutely not sign the letter of apology." The Deputy Commissioner became furious on this reply and more hardships were done on Maulana. To the extent that, under section 3, he was imprisoned alone and visitors were restricted. There was no change in the patience and firmness of the Maulana.

Most of the people had been released, but in the end, Maulana was released after ten months. The reception of Maulana Muhammad Shafee Okarvi was worth viewing. It seemed like the whole city had poured into the streets. The people lifted this Truthful man on their shoulders, sprinkled flowers and raised the slogans of

praise and applause. For hours, the welcoming procession kept going around the corners and markets of Okara. After his release, the first speech Maulana Muhammad Shafee gave was that the call of truth against Qaadiyaani will keep being raised. "Because we are bound of Allaah and the Prophet of Allaah *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* and our movement will continue till the completion of our aim." The memorable exemplary character of Maulana in the Movement of the finality of Prophethood gave him such elevation of honor and fame due to which he became even more prominent and honorable amongst religious scholars.

In 1955 AD, along with his respected teacher Shaiekhul Islaam Hazrat Maulana Ghulaam Alee Ashrafee, in the last Ashrah (the last ten days) of the month of Ramadaan Hazrat Maulana Okarvi came to Karachi for the first time. His first speech was held on the 21st night of Ramadaan in Jaami'ah Masjid of Aaram Baagh. The people of Karachi heard him and they all became enamored. On the 23rd night, the crowd increased even more. People came only to hear and see Hazrat Maulana Okarvi from far and near. It was famous in Karachi that Maulana Muhammad Shafee who had come from Okara, gives such a great speech;as if he does magic. After the first two nights, a speech was given every night. On the 27th night, the congregation was exemplary and memorable. The melody and speech of Maulana was as if it would do magic.

In Karachi, for recognition and distinction he had to include the word "Okarvi" with his name. Who knew this word, by becoming a mandatory part of his name, would not only become famous all around the world but will become a title and recognition of the path of truth and honesty? Moreover, the city of Okara will also have pride on this honor and association. What ten days Maulana Okarvi had spent in Karachi, it was as if he won the hearts of everyone and secured his value. His inerasable imprints were inscribed in every heart and mind. This sentence is also a part of only personalities like him, "He came, he saw and he won."

Hazrat Maulana Okarvi is called the Sovereign of the Realm of Oration. He is famous as the Emperor of Oration. Without any doubt, he was an exemplary and unique Khateeb e A'zam [The Greatest Orator]. He had this excellence that after seeing the crowd he would give a speech in the way which would be necessary. He had not made his nature according to the people, but rather he bestowed a special standard and disposition to the people. Instead of only using passionate words and zeal, he gave promotion to understanding and correction. Those topics and issues, which are not explained by the orators because of considering them difficult, dry and uninteresting, Maulana Okarvi would explain them in such a way by making them very sweet and interesting with reality that not only would every person understand them, they would also become an expert on those issues. This is no exaggeration that hundreds of people adopted oration only by hearing Maulana Okarvi and gained success and fame by copying the style and words of Maulana Okarvi. He would give speeches in the public and in every gathering, there would be a crowd till the end of one's vision. In just one evening, there would be many orations and there would hardly be a speech of less than two hours. Generally, it has been viewed in the venue of congregations there would be hardly one or two

people sitting. [But in Maulana Okarvi's gathering] More than half the night passed. Then suddenly Hazrat Maulana Okarvi would come, it would be announced on the microphone that Hazrat Maulana Okarvi had arrived. In a few moments, the venue of congregation would be filled. People would leave their warm and soft beds and gather to hear Maulana Muhammad Shafee Okarvi and until Maulana would finish speaking no one would get up from the venue of the congregation. People would listen to him with full devotion.

He would explain the topic in such great details with Qur'aanic verses, Ahaadees of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*, practices of the Companions, sayings of the legendary scholars (with certification and reference) and with literary and narrative evidences such that he would not leave any aspect uncovered or unexplained. There would also be elegant and a slight flavor of sweet wit in the speech. There would also be the sweetness of melody present in his speech. He would read very good and suitable verses and would overwhelm the listeners. In appreciation, the involuntary echoing of the slogans of Subhanal Laah, Takbeer (Allaah o Akbar), Risaalat (Yaa Rasoolal Laah) would echo from the crowd and people would raise the voices of "Khateeb e A'zam Zindaabad (Long live the greatest orator)." There was harmony in the inner and outerself and the heart and tongue of Hazrat Maulana Okarvi. He would not recite the Qur'aan and Hadees to make people happy or so they would raise slogans but he was a practicing scholar with refined personality with the essence of love of the Beloved Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*. He would be an example of physical rather [than only] a wordy state. This was the reason there was a remarkable effect in his propagation and speech. And he was very effective. It would feel as if, he was explaining by viewing with his insight. Before starting his speech, he, himself would say, "I present myself in the court of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* and become an inquirer of beneficence. Then this happens to me that the beneficence of that auspicious court is bestowed on me and, from me, it is transferred further to the listeners. "He would not give memorized speeches. Under only one Qur'aanic verse, there would be so much variety in his speech that every person would acknowledge his oceanic knowledge and insight in jurisprudence. Undoubtedly, he was an honest and exemplary orator.

The people of Karachi were waiting for when they could again hear Hazrat Maulana Okarvi. The Memon community contacted Hazrat Maulana Okarvi in Okara and invited him to give a speech on the eve of Ashuurah in Muharram. Hazrat Maulana Okarvi went to the arranged series of the gatherings for ten days and in 1956 AD. For the first time, representing Ahle Sunnat, in a ten day gathering he fully explained Tauheed o Risaalat [The Oneness of Allaah and Prophethood], the grandeur of the Companions, the excellences and conditions of the four Caliphs, the excellences of the sacred Ahle Baiet and then, for three nights continuously, the events of Karbala. It was as if these gatherings were a curriculum of religious preaching in which along with beliefs, worship, affairs most part of Islaamic history was delivered to the people. The fame of these gatherings would echo in every lane. On every one's lips, there would be praise for Maulana Okarvi. Daily, there would be speeches for three hours. The event of Karbala was never explained before like this with such detail and beautiful expression. The eloquence

of speech was such that as if Maulana was not explaining, but rather, he was showing. Not only every person in the crowd, the surroundings would also cry after listening to the events of oppression and hardships on the Progeny of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* and the environs would also seem like they are weeping and crying. Hazrat Maulana Okarvi stayed a few more days in Karachi and every day there would be speech in one or the other area. In the end of Muharram, Hazrat Maulana Okarvi went back to Okara.

The people of Karachi could not tolerate his separation. They wanted to call this classic orator to Karachi forever. Eventually, management of the biggest Masjid of the city of Karachi, New Memon Masjid, on M.A. Jinnah Road, forced Maulana Okarvi to give the Khitaabat [lecturing] and Imaamat [leading salaat]. Hazrat Ganj-e-Karam, Peer Saahib Karam Waalaa said to Maulana Okarvi, "Now your duty is assigned in Karachi. Make Karachi the Centre of Ahle Sunnat and, there, serve religion and the right path." He said, "Karachi is the door to Madinah Munawwarah." (All the visitors and the pilgrims would go from here to the sacred Hijaaz [Arabia] in that time). It was the order of the exalted guide. Therefore, he made no arguments. Even though, it feels difficult to go and settle alone away from the relatives and beloveds. In Masjid of Montgomery, Maulana announced that he was going to Karachi then. These words were just heard and there was lamentation amongst the listeners. The listeners said they would not let him go to Karachi. Maulana mentioned the words of Hazrat Peer Saahib Karmaan Waalay. People could not argue but almost everyone was grieved. This scene was not again seen in Montgomery on the day Hazrat Maulana Okarvi was leaving for Karachi. How many people lay on the tracks of the train so the train would pass over us, 'We cannot tolerate the separation of Maulana. 'It was getting difficult for Maulana to calm and reassure people. He promised that he would keep coming to Montgomery. There was great delay in the departure of the train. The condition of friends was worth seeing and that scene was memorable. How beloved and honorable was Hazrat Maulana Muhammad Shafee. Who receives such love and devotion, this is the fortune of the most beloved ones only.

The people of Karachi passionately received Maulana and exemplary congregations started taking place in Memon Masjid. Daily, after the Salaat of Fajr, Hazrat Maulana Okarvi started a brief Dars-e-Qur'aan [teaching of Qur'aan] and every night gatherings started taking place in every lane. The environment of Karachi was soothed with the remembrance of the love of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*. In Karachi, before the arrival of Maulana Okarvi, daily gathering and congregations did not take place and now the condition was such that the people would book dates two months in advance for Hazrat Maulana Okarvi. Ten days of daily gatherings from Ahle Sunnat started taking place in Muharram. The organized Annual procession of Eid-e-Meelaad-un-Nabee *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* started proceeding, the departing dates of Khulafaa-e-Raashideen, Giyaarahween Shareef and, with passion and zeal, the celebrations Islaamic festivals was enhanced. In promoting the recitation of Na'at Maulana Okarvi *(Allaah have mercy on him)* accomplished notable services. His written and recited loree (na'at) became so famous that every congregation of Meelaad would remain eager for it. Whenever he would recite loree even the atmosphere would seem in ecstasy.

1957 AD, the spiritual master of Maulana Okarvi, Hazrat Saani Saahib Sharqpuri departed from this world. The love Hazrat Maulana Okarvi had for his spiritual guide and the love this spiritual guide had for his disciple, it is worth describing. Maulana Okarvi had this desire to introduce the people of Karachi with this Man of Allaah and perfect Shaiekh so the people of Allaah would benefit from him. But it was decided by the Divine that people would receive beneficence of the perfect guide from this pure disciple only. In every house of Karachi there was talk of Maulana Okarvi. Such admiration and good fame might have hardly been received by any orator. Today, the religious zeal and passion that is seen in Karachi is a result of the day and night elegant efforts of Hazrat Maulana Okarvi. He established a spiritual and religious revolution in the city. He was honest and pure in his mission and good. The affluent and commoners also respected him with honesty and there was no deficiency in the expression of love and devotion. It seems the rule of the Divine is that those people who are selected they are also bestowed with qualities and special abilities and the trial of these people is also very tough.

In Karachi, one personality of Maulana Okarvi was doing that kind of work which could not be possible by combining hundreds of departments and institutes. Where and when is there no opponents and enviers; opposition is absolutely done with every such person who is efficient in work. Any person who does positive and constructive work or negative and destructive work, he certainly faces opposition. But the opponents of the faithful people are damaged and unsuccessful while the opponents of the unfaithful are elevated. Hazrat Maulana Okarvi was a preacher of love of the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). He was involved in making every Muslim and believer, a lover of the Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). He would remain busy in saying, 'Though rivalry is a bad thing but this is my desire that the world becomes involved in the Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam).' He wanted to destroy every evil fortress and build it into a hall of Truth. He used to teach the Muslim to create the atmosphere of Badr [Battle]. Himself, from head to toe, he was the identity of the Muslims of Quroon-e-Uulaa [the initial group of Muslims]. And said, 'We should improve our conditions by making the belief of the Companions of Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) the standard of Ieemaan (belief), and make the love of the sacred Progeny of Prophet and the respected Friends of Allaah our wealth of Ieemaan.'

In Karachi, one group of evil extremists felt Maulana Okarvi to be great danger. Instead of correcting their own heart and inner self, they planned to finish Maulana Okarvi. Instead of leaving the following of evil, they conspired to eliminate the truthful man. On the 16th night of October 1962 AD, around Khaddaa Market, [Liyaari Karachi]. Hazrat Maulana Okarvi was describing the grandeur and excellence of his Beloved (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam), when an educational institute of wrongdoers hired tyrants to attempt an assassination attack on Hazrat Maulana Okarvi. That person was attacked who was recognized in reference to the love and remembrance of the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). Whose introduction was with the association of the Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam). He had no desire for praise and appreciation nor had fear of critics and

abuse. He was only and only desirous of the court of his Beloved Holy Prophet (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam).

Maulana was giving a speech when five people took positions near the stage. Three people climbed on to the stage, one person amongst the attackers stabbed just behind the neck of Hazrat Maulana Okarvi with a dagger and, on the right side, stirred a two-edged dagger so that the veins of heart would be cut off. The second attack was done on the left shoulder and they descended the dagger until the shoulder bone. Even while being attacked by daggers twice, Hazrat Maulana Okarvi stayed busy in his speech in such a way that he did not realize it. He was giving the speech with immense zeal and passion. This condition might have also been a cause of great surprise and astonishment for the attackers. They stabbed him a third time below the left ear of Qiblah e Aalam [The Pivotal Axis of the World]. Perhaps, they wanted to cut out the jugular vein. The lower end of the left ear was cut, flowing blood came on the clothes of the respected Hazrat. Suddenly he paid attention. He felt a slight irritation and his hand went to his ear. He did not feel any pain but an uproar was raised in the crowd. People were standing and some were running. Maulana was asking them to maintain good manners. Someone called out,"Hazrat Maulana Okarvi you are being stabbed by daggers". Hazrat Maulana Okarvi saw men armed with daggers on both of his sides. Suddenly, the lights turned off. The attackers stabbed two deep cuts on the sacred head of Hazrat Maulana and pushed him off the chair.

From the deep cuts, the flow of blood was very fast. But the respected Hazrat Maulana Okarvi was conscious and the recitation of Kalimah Taiyyibah and Durood o Salaam was continuous on his lips. Only one person had gone with Maulana from his home. With great effort, his house was informed and people were asked for medical assistance. There was difficulty in the arrangement of transportation. An ambulance could not be provided. Hazrat Maulana Okarvi was made to lie in a horse carriage and was taken to Civil hospital. More than two and a half hours had passed since the assassination attempt. The doctors were surprised that Hazrat Maulana was not unconscious despite the flow of so much blood from such deep wounds. He was immediately taken to the operation theater. Hazrat Maulana Okarvi gave his will to his younger brother Al Haaj Muhammed Ikraam and said, "If I do not survive then definitely make my son (Kaukab Noorani) a religious scholar so that he may continue my work." From 3 am in the morning till 11am in the morning, the doctors were performing surgery of the wounds of the respected Hazrat Maulana Okarvi.

On 17th September 1962 AD, the daily publication of, "Daily Newspaper" began. The heading was about the assassination attempt on Hazrat Maulana Okarvi. In the whole city, news spread like lightning and a crowd gathered outside Civil Hospital. Though radio, newspaper, Masaajid and Madaaris in every direction, this news was echoing. The devotees were praying in prostration. By the Graciousness of Allaah the operation was successful and the doctors said that now the condition was out of danger and they hoped Hazrat Maulana Okarvi would recover. It was the saying of doctors that the Divine had helped Hazrat Maulana Okarvi. The survival of Hazrat Maulana Okarvi, even after so many and such severe

wounds, is a miracle.

For months in the whole country, with speeches and writings amongst the scholars, holy men, writers, poets, religious organization, affluent and locals, the expression of angry protest and condemnations was being done on this incident. Hazrat Maulana Okarvi did not take any action against the attackers, nor did he appoint any lawyer. Only by giving his statement as a witness he said, "I was attacked unjustly and my blood was shed without any reason. I do not have any personal grudge or animosity against anyone at all. My sin is only that I praise and admire my beloved Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* and, In Shaa Allaah, will keep on doing so till the end of my last breath. I do not want to take revenge from anyone. I forgive the attackers. Anyhow, for the sake of peace, the management should surely take actions so that such incidents will not take place in the future. "Two of the people amongst the attackers of Maulana were arrested and their picture was printed in the newspaper. With the Graciousness of Almighty Allaah and the munificence of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)*, Hazrat Maulana Okarvi started gaining health every day. For two and a half months, he stayed in the hospital for treatment. For the celebration of his recovery, Hazrat Maulana Ziyaa ul Qaadiree and Behzaad Lakhnavi organized Na'atiyah Mushaairah [a gathering of poets for reading only verses of Na'at]. Hazrat Maulana Okarvi was such a highly dignified and man of truth that after recovering, the first speech he made was in the same area where he had an assassination attack. Then every year, he addressed five congregations of Giyaarahween Shareef in the same area.

The parents and family of Hazrat Maulana Okarvi insisted that since his life was in danger in Karachi, he should go back to Okara and serve religion and the nation there. Hazrat Maulana said to his parents that, "I have reserved my life for the recollection of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)*. What will be a greater auspiciousness than to, sacrifice my life in the way of Truth."

The famous leader of Pakistan Movement and orator, Hazrat Maulana Saahib Zaadah Saiyyid Faiez ul Hassan Shaah, made Hazrat Maulana Okarvi happy about the murderous assassination attempt in a strange way by saying, "The group of your blood is very good which has received acceptance for the religion of Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* and has been included in nurturing the garden of Islaam." There was pressure from the family on Hazrat Maulana Okarvi to leave Karachi. Till now, in his own way, Hazrat Maulana Okarvi kept reassuring his family as one day he had the auspiciousness of viewing and seeing the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* in a dream. The Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* bestowed upon him the life inspiring happiness of his association, support and the acceptance in his court. Hazrat Maulana Okarvi told his dream to his family and parents and satisfied everyone. After this good news, a new passion was seen in Hazrat Maulana Okarvi.

Now he, with extreme zeal and diligence, became busy in the completion of his main mission and his admiration and popularity increased two fold amongst the people. In the same year, Hazrat Maulana Okarvi began the tours of foreign countries. He went to United Arab Emirates, Bahrain, Sacred Hijaaz, Jordon, Palestine, Iraq, Syria, Lebanon, Kenya, South Africa, Mauritius, India, Bangladesh

etc. several times. Inside the country, there was hardly any city and town in which his speech did not take place. From this aspect, also, he was suitably worthy of being called Khateeb-e-A'zam Pakistan that, all over the country, he satisfied millions of true believers with his magical speech. Where the government could not provide light, water and necessities, he also went there. In some places, he even was known as the first orator because, before him, no person ever went to give speeches in those areas. He also took very difficult and hard journeys and even tolerated many hardships. But he did not bring a word of complaint on his lips. There was excellent simplicity and humility in his nature and habits. He did not know fabrication. Only integrity and truthfulness were his habit and personal attributes. Even today, the example is given about his respect for elders and kindness to youngsters. Let alone being heart tormenting, he would not even offend one's heart. By himself, he never provided the means of torture for his own or for the unfamiliar. Nor did he ever take any revenge for anyone's abuse. Rather, it seen that whoever offended him, that person would get embarrassed and repent. However, in reference to Maslak (the right path) or religion, Hazrat Maulana did not approve any compromise or diplomacy. He knew that only truth and sincerity had provided him the way to the court of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)*. The insolent or disrespectful of his beloved Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* or their supporters and associates was the one thing he would not give any concession to. His speech and writing did not conflict with his action and character. This was the reason that even his opponents praised his steadfastness and greatness on Truth.

Due to the attitude of the management of New Memon Masjid, Hazrat Maulana Okarvi left the leadership and oration of there and began orating in Eidgaah Maidaan (M.A Jinnah road). After the New Memon Masjid till the end of his life, he did not take any salary or compensation etc., for his speech and the leadership of Jumu'ah Salaat. He lead Friday prayers for three years in Eidgaah Maidaan and then, for twelve years, in Noor Masjid near Jubilee Cinema, and, later for almost two and half years, in Jaami'ah Masjid Aaraam Baagh for leading Friday Salaat. And in 1973 AD, from the foundation stone he started the construction of Jaami'ah Masjid Gulzaar e Habeeb *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)*, in Soldier Bazaar, Karachi by himself and made a most grand memorial.

In succession for twenty-seven years in Friday speeches, he explained the parts of Qur'aan from chapter Faatihah till the initial verses of chapter Taubah in detail. The people of Karachi know very well what [kind of] memorable congregations would take place in Eidgaah Maidaan and in Noor Masjid, listening to Hazrat Maulana Okarvi, which could not be seen before him and even till now after him. Not only in Karachi but all over the country, the crowd that would gather to listen to any religious scholar or orator, Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi, definitely to an undeniable extent it was exemplary. The congregation of Ghaanchi Paaraa on the night of Ashuurah must be remembered by everyone that several million people had gathered in such a way that, in every direction, only heads would be visible and discipline and order there would also be worth viewing.

What was a topic that Khateeb e A'zam Pakistan did not address? If all his

speeches were preserved, there would be piles of books and cassettes. No institution, department or organization had given him this status or station. But rather, he himself developed many organizations and movements and made them reach such status that today they are fully representing the nation. The following of his style and way is, today, the daily fortune of how many. He was also in social and national affairs and matters.

1965 AD, he also fully participated in the movement of Defense of Pakistan. His services are unforgettable. Besides giving great personal donations to the National Defense Fund, he also collection millions of rupees in cash and charitable provision and took it to the initial trenches of Armed forces with Hazrat Maulana Abdul Haamid Badayooni and a delegation of scholars. Beside distributing things amongst the effective passionate speeches, he gave in front of the forces, they proved to be revolutionary praiseworthy in raising spirits and enlightening the enthusiasm of Jihaad [holy war].

Personally, he also helped thousands of people and did many and such work of continuous charity that they are worth envying. Every moment of his life was spent in hardwork and worshipping. If in Okara, Soofi Muhammad Haneef Naqshbandi; in Okara, Maulana Ghulaam Haiedar Saeedi; in Karachi, Raana Muhammad Aalam, Muhammad Shafeeq Khan, Muhammad Mubeen Chaman etc. would write their memories then many series of books would be compiled. These people had received the association of Hazrat Maulana Okarvi for a long time. Maulana Muhammad Wasaayaa Khateeb, Maulana Muhammad Siddeeq Multaani, Maulana Muhammad Siddeeq Rikshaw Waalay, Maulana Muhammad Shafeeq Noori, Maulana Suufi Muhammad Lateef Okarvi, Suufi Taaj Deen Taaj Okarvi, Muhammad Siddeeq Ismaa'eel, Haafiz Muhammad Taqee (MNA), Professor Muhammad Hassan Qaadiree, Maulana Abraar Ahmad Rahmaani etc., were all trained by Hazrat Maulana Okarvi. The leader of Muslim League, Al Haaj Shameem ud Deen became prominent with the service and association of Hazrat Maulana Okarvi. In 1970 AD, he was the chief polling agent of Hazrat Maulana at the occasion of the election of National Assembly in the country. Hazrat Maulana Okarvi was the first one to raise his voice against socialism, he had no interest in politics but for the protection of religion and faith when he came onto the platform of politics, from there also he remained the man of action. And when he saw that the purpose of politics had become a reason to only gain power and that religious groups also became entangled in the pollution of luxuriousness and wealth, in 1977 AD, he announced complete separation from the politics and detachment from the political tug of war. But in the struggle of the Movement of Nizaam-e- Mustafaa *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* [Implementation of the Islaamic Law of Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*], he remained included as the commander of caravan and kept struggling for the protection and implementation of the Ideology of Pakistan. When General Muhammad Ziyaa-ul-Haqq invited him for participation in Federal Council (Majlis-e-Shoora), he excused himself. General Ziyaa-ul-Haqq said to Maulana, "What excuse will you give tomorrow on the day of Judgement? When I am inviting you for the service of religion and nation, my aim is active implementation of Islaam. "Hazrat Maulana Okarvi said, "Day and night I am busy in this service and post and position is not necessary for such service." General Ziyaa said to

Hazrat Maulana Okarvi, "If you donot find me sincere in my action and intention then you will not be forced to associate."

Only for the ordinance of Islaam and the guidance of society, Hazrat Maulana Okarvi accepted the membership of Majlis-e-Shoora, on conditions, and undoubtedly struggled sincerely in making laws. Janaab Raajaa Zaafar-ul-Haqq, Khan Ghulaam Dastageer Khan, Khawaajah Safdar and Haaji Saif ul Laah etc. acknowledge that Hazrat Maulana would raise the voice of Truth with much courage and daring. He worked hard in compiling and enforcing the laws of rights of pre-emption, law of retaliation and blood money, and the protection of the honor of Prophethood *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* etc. Iskandar Mirza, Field Martial Muhammad Ayub Khan, General Muhammad Yahya Khan, General Ziyaa ul Haqq all these leaders of the Government had realization of the importance and fame of Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi. And all of them did great reverence of my Qiblah e Aalam [The Pivotal Axis of the World]. But in front all of them, Hazrat Maulana Okarvi spoke true words with courage and boldness and from neither of them took any personal favor. To the extent that, he did not even ask for any permit for vehicle or motor, telephone connection, any piece of land for personal use. His main aim was not personal fame and gain of benefits but it was the propagation and preaching of the love of Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*. Along with being the martyr of speech, he was also the martyr of character. He did not aggravate people with zealous speeches, but rather, he would strengthen their association with truthfulness. He educated them for the correction of Ieemaan [true Belief] and actions. How many mischiefs and conflicts were solved by him. In the test of how many evil darknesses he would battle alone and he kept saving millions. In Karachi, there were three assassination attempts on him. In the Eidgah Masjid, during a speech, stones were thrown at him. For the love of his beloved Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* he kept tolerating all the attacks, kept plucking thorns and spreading flowers. Whatever he said, he would also show in his action because he was not different in speech and actions. More than three thousand people accepted Islaam on his hands. The beliefs and actions of millions were corrected and, even now, those people in the count of hundreds and thousands are the living miracle of Hazrat Maulana Okarvi, who adorned beard on their faces due to his connection, made themselves bound to fasting and salaat, and whose hearts became a Madinah of love of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*.

Allamaah Ghulaam Rasool Sa'eedee openly accepted in the sacred summary of Muslim Shareef [Hadees Book] that his attraction of receiving religious knowledge was due to Hazrat Maulana Okarvi. Regarding Maulana Qaari Shams-ur-Rahmaan Khan, a known scholar belonging to the Deobandi school of thought, Ghulaam-ul-Laah Khan accepted this, "Hazrat Maulana Okarvi is so talented and influential that if he would have been in our group, all the Muslims of Pakistan would be of our School of Thought." The respected teacher of Hazrat Maulana Okarvi, Ghazaali-e- Zamaan Hazrat Allamaah Saiyyid Ahmad Sa'eed Kaazimee accepted this in writing that the qualities Hazrat Maulana Okarvi had, due to them he was envied by everyone. Meaning, everyone would envy him due to his qualities. He was such an individual in the world that he was the cause of respect, honor, truthfulness, dignity and excellence for his teachers and pious

people, his religion and path, his country and nation. He was a whole organization of truth within his own personality. By himself, he was the cause of pride and security for millions. From where should I bring one like you, who could be called like you.

When he began his journey of good work, he did not get a prepared, smooth ground. He was not brought up by such an organization whose magazines are published with the report of their actions, means and evaluation and incidents of human force etc. He did not have a victorious force of self-sacrificing supporters and the obliged and neither was there a flow of money and assets, people and means, facilities and comforts. He was the saintly son of that saintly father who even had to starve and who spent his life in hardship. He belonged to such a family who lived with patience and thankfulness in simplicity and dignity. Since the initial period of acquiring knowledge, he also did hard work and struggle to earn livelihood. Amongst his friends and relatives as well, there was no one who would allow him to remain busy in receiving education by accepting the responsibilities of bearing all expenses. Till reaching the status and station of Mujaddid Maslak e Ahle Sunnat [Reviver of the True Sunni Path]and Khateeb e A'zam Pakistan [The Greatest Orator of Pakistan], Muhsin-e-Mulk-o-Millat [The Patron of the Country and Nation], Hazrat Maulana Okarvi endured soul tormenting hardships each and every moment. The comforts and luxuries from which he was deprived, he made them easy and accessible for those coming after him.

Concerning him, the comparison of a railway engine fits perfectly which has been described by an elderly saint regarding the commander of a caravan and a spiritual master that: There are four things and attributes of an engine that are attention-worthy. Firstly, its passion is vast; the more fire you add, the fiercer it gets. Secondly it has great faithfulness, the carriage of whichever status and class is placed with it, wherever the engine will go, it will also take those associates. Thirdly, self-sacrifice is its job, it burns itself but benefits others and leads them to destiny. And fourthly, its steadfastness; it goes on its selected path and does not adopt waywardness. Meaning that, whoever is the commander of a caravan he should be high in enthusiasm and he should not be able to bend. He would have to be so faithful that he may lead those associated to him to destiny, no matter however they are. By being self-sacrificing, he may bear difficulty for the benefit of others, and would be so steadfast that he would not leave the path of truth under any condition. If light is shed on the blessed life and holy conduct of Hazrat Maulana Okarvi (Allaah have mercy on him) than this thing will be clearly visible that he was highly ambitious, faithful with self-sacrificing nature and that he was firm in belief and had the persona of determination and steadfastness.

In 1972 AD, his respected father went to meet Allaah and departed on the 21st night of Rajab. Every moment Haaji Karam Ilaahee would be grateful that his Creator had given him that son who was very popular in the court of Almighty and court of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* and he was also venerated amongst the creations of Allaah.

Hazrat Maulana Okarvi was very sad due to the absence of his respected father. In 1966 AD, Hazrat Ganj-e-Karam Peer Saahib Karmaan Waalay also

departed. Maulana had received great support from these personalities. From the words of "Allaahumma Maghfirhu" (If you count the numerical digits of these words in Arabic then by their total count the year of departing 1392 Hijri could be detected) he took out the date of departure for his respected father.

In the train, while coming back to Karachi from the Chehlum [40 days Faatihah] of his respected father, blood began to flow from the nose of Hazrat Maulana Okarvi in the form of nosebleed which could not be stopped in any way. Several kinds of treatment were done for five days but the flow of blood continued. It was suspected that some artery of his brain had ruptured. He was admitted to Liaquat National Hospital in Karachi for an immediate operation. The artery which was flowing was stopped by the doctors with radiation. Now only two years had passed when, in 1974 AD, he suddenly developed a sickness of heart called angina.

The doctors advised the Maulana to change his timings and routine and cautioned him for more rest. But the ones who were viewing him, saw that the ten years from 1974 AD to 1984 AD Hazrat Maulana Okarvi spent with more activeness and efficiency. He used to consider only the remembrance of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* his energy. The love of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* was his force and power. After 1974 AD, in 1976 AD, for the second time, he had a severe heart attack during the meeting of the National Assembly and yet there was no effect on his zealous speech and performance. He was making full use of every moment of his life.

In 1976 AD, he went to South Africa for the first time and there, in three months, he created a renewal revolution. In such a brief duration in all the four provinces of South Africa he delivered more than a hundred speeches and his voice started echoing in every house. He was the first Pakistani scholar who went there. There he also established Jamaa'at-e-Ahle Sunnat and even established a religious institute which is now known with the name of "Daarul Aleemiyah Rizviyah" and is present in the area of Durbin, Charlesworth in the form of a great building. Wherever he went, he kept smoothing the way for others. After him, several scholars from the subcontinent started going to South Africa. But the condition of popularity of Hazrat Maulana Okarvi was such that in a duration of three years, more than one hundred thousand audio cassettes of his speeches were sold there. In the movement of Hazrat Maulana Okarvi, the work of transferring the Urdu translation of Qur'aan by Alaa Hazrat Imaam-e-Ahle Sunnat Maulana Shaah Ahmad Razaa Barelvi to the hearts of English language began. For introducing Alaa Hazrat Faazil-e-Barelvi all around the world to public, the services of Hazrat Maulana Okarvi are undeniable reality.

In Lahore, it was him who began organizing the Annual Gathering of Yaum-e-Razaa. The Jamaa'at which came into action through the international movement for the revival of Sunnah, Da'wat-e-Islaami of the people of Sunnah, was also nourished by the guidance and efforts of Hazrat Maulana Okarvi *(Allaah have mercy on him)*. Besides this, its beginning was also from the Masjid constructed by him Jaami'ah Masjid Gulzaar-e-Habeeb.

Anjuman Muhibban-e-Sahaabah-wa-Ahle-Baiet was also established by him.

He was the chairman of the Tanzeem-A'immah-wa-Khutaba-e-Masaajid-e-Ahle Sunnat. From the Government of Pakistan, he remained as the founding member of the standing committees of the Ministry of Religious Affairs, University Grant Commission and National Seerat Committee. In 1984 AD, he was appointed as the Central Caretaker of the Department of Auqaaf.

In the end of 1979 AD, he went to South Africa again and from there also went to Mauritius. For the first time in South Africa he gave the lecture for ten days in the gathering of Muharram which was organized in the city of Durbin. The last foreign tour he did was of India and he attended the Annual Urs of Hazrat Khawaajah Ghareeb Nawaaz Ajmeree *(Allaah have mercy on him)*. He also went to Bombay, Delhi, Bareilly and Agra etc. and gave speech at the Urs congregation of Mufti-e-A'zam Hind, Mustafaa Razaa Khan Barelvi. The famous writer and poet Jameel ud deen Aalee mentioned about this celebration in his weekly column in Daily Jang as well.

He made the program of the tour of Ajmer Shareef after witnessing Hazrat Khawaajah Ghareeb Nawaaz in a dream. In India, the books of Hazrat Maulana Okarvi were published from many organizations and the cassettes of his speeches were also very popular there. The Indian Government had not given him the permission for public speech because they were afraid of the crowd that would gather for Hazrat Maulana Okarvi. The hosts of Hazrat Maulana were forcing him not to care about the restrictions but Maulana did not like to entangle the Indian Government with his associates. It was decided that by taking formal permission Hazrat Maulana will be invited again but the destiny and Divine had decided something else.

That personality who for forty years, continuously day and night, from town to town, village to village, filled hearings with the praise of the Beloved Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* and hearts with the love of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*. His every breath was fragranced with the garden of Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* had this passion that every Muslim would adorn and follow the teaching of Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* and become the devotee and lover of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*. He was the one who kept spreading the message of Qur'aan and Sunnah from the Mihraab [arch] and Minmbar [pulpit] till the Parliament and halls of fame and wealth and, with untiring hard efforts, did the work of binding the Muslim Ummah. He dispelled darknesses and enlightened many. He who, despite affliction, pain, blame and abuse, did not turn away from the way of truth. He who proved to be a solid rock of determination and steadfastness, patience and firmness. His introduction was that he was a praiser of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* and his commendation was that he was a true immense lover of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*. Who had not only made lasting impressions on the face of the world but also on the hearts of the true believers. Who would consider the association of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* his wealth and the love of the Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*, his asset. He in every way struggled in making Pakistan and saving Pakistan. He was an ambassador of Islaam and an ambassador of peace and love.

He was giving the news of his departure in many ways from the month of

sacred Rabee-ul-Awwal, 1404 Hijri. Who had the mind to be able to imagine that the personality whose sun of fame was at the peak, the light who is the desire of the lover, will suddenly depart like this? On 20th April, 1984 AD, in Jaami'ah Masjid Gulzaar-e-Habeeb *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* while giving the lecture in the congregation of Friday, Hazrat Maulana Okarvi *(Allaah have mercy on him)* was saying, "Rajab is the month of Allaah, the birth of Hazrat Alee *(Allaah be pleased with him)* was in this month, the day of the departure of Hazrat Imaam Ja'far-e-Saadiq *(Allaah be pleased with him)* is also mentioned in this month, the departure of Hazrat Khawaajah Ghareeb Nawaaz *(Allaah have mercy on him)* also took place in this month. This month also has association with these personalities. Perhaps, the remembrance of some other person might also get associated with this month." This was a clear announcement of his own departure. But no one even realized that Hazrat Qiblah *(Allaah have mercy on him)* was gesturing towards himself. Even after the Salaat of Jumu'ah he gave directions to the members of the Trust etc. as if he was going on a long vacation. No one paid attention as to why this was the style. On the same night, in the third part of night, he had a severe heart attack for the third time. He prayed two Rakaa'at Salaat in his bedroom. He was taken to the National Institute of Cardiovascular Disease where he was admitted to intensive care unit. From the face and visage no one could call him sick or patient. Vast forehead, big large shinning eyes, in which there were red threads, smiling radiant face and thick beard as if they were full of light. For three days [in the hospital], he kept talking about his spiritual master, his Ghaus-e-A'zam, his beloved Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*.

In the afternoon of 23rd April, he passed a lot of instructions (regarding will) to his elder son Allamaah Kaukab Noorani Okarvi. He was also describing a dream. He was giving his spiritual possessions and permissions to his son. That night, the doctors kept him disturbed. In the third part of night, the signs of departing started becoming evident. At that moment, in wakefulness he became privileged again by the vision of the beauty and excellence of his Master and Friend the beloved Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)*. The Azaan of Fajr echoed. With immense peace, Hazrat Maulana Okarvi *(Allaah have mercy on him)* read Durood-e-Ghausia in voice and presented the gift of his life in the court of his Creator and Owner. The soul flew away but, for ten minutes, the movement of his heart continued. On 22nd Rajab, with great respect the world departed him. That nightingale of the garden of Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* gratified the soil within the boundary of Masjid Gulzaar-e-Habeeb *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* while reciting the song of praise of the Holy Prophet *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* all his life. Where even today, day and night, the songs of Beloved *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* keep echoing.

Ze Dunyaa Biraftah Ba Shaan e Rafee
" Muhammad *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* Shafee'ash Muhammad Shafee "
1404 Hijri
(He departed from this world with high excellence
Muhammad *(Sallal Laahu 'Alaihi Wa Sallam)* is the intercessor of Muhammad Shafee)

****

Appeal

In 1973, Khateeb-e-A'zam Pakistan, Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi *(Allaah have mercy on him)* established Gulzar-e-Habib Trust and Started the construction of Jaame Masjid Gulzar-e-Habib *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* Gulistan-e-Okarvi Soldier Bazaar in Doli-Khaata Karachi, Pakistan on land dedicated for this purpose since 1903.

In 1980, under the management of Gulzar-e-Habib *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* Trust, Jaami'ah Islaamiyah Gulzar-e-Habib *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)* was established.

Al hamdu Lil laah according to the plan the construction work is still in progress. For the completion of these holy institutes (Masjid and Madrassah), please help yourself and also your associates for assistance (friends and family). May Allaah Ta' aalaa give you abundant blessings.

The holy shrine of Khateeb-e-A'zam, Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi *(Allaah have mercy on him)* is also being constructed within the boundaries of the Jaame Masjid Gulzar-e-Habib *(Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam)*.

Gulzar-e-Habib Trust
Gulistan-e-Okarvi, (Soldier Bazaar), Karachi , Tel # (009 221) 3225 6532

Acc # Jaame Masjid Gulzar-e-Habib
010-2024-7, Branch Code # 0699
United Bank Limited (Kayani Shaheed Road Branch) Karachi

Acc # Jaami'ah Islaamiyah Gulzar-e-Habib
010-2619-5, Branch code # 0699
United Bank Limited (Kayani Shaheed Road Branch) Karachi

Acc # Mazaar Shareef Maulana Okarvi
010-1344-9, Branch code # 0699

United Bank Limited (Kayani Shaheed Road Branch) Karachi
The donations given to Gulzaar-e-Habib trust are exempted from Income tax.

ACCOMPLISH DESIRE WITH REWARD

Mujad-did-e-Maslak-e-Ahle Sunnat 'Aashiq-e Rasool, Khateeb-e- A'zam Pakistan Hazrat Allaamah Maulana Muhammad Shafee Okarvi *(Rahmatul-Laahi 'Alaieh)* had announced with special permission that,

"If a person has any true need then he should read two rak'aat namaaz *Nafl* and pray to Allaah Ta'aalaa that By the means of the **313** *As-haab-e-Badr (Radiyal-Laahu 'Anhum ajma'een)* fullfil my true need. If my desire is achieved then from the *As-haab-e-Badr* I will give **313** rupees for the construction of Jaame Masjid Gulzar-e-Habeeb, Gulistan-e-Okarvi (Soldier Bazaar) Karachi. In shaa Allaah his desire will be fullfilled."

Al Hamdu Lil Laah ! By the revelation of Hazrat Khateeb - e - A'zam *(Rahmatul-Laahi 'Alaieh)* till now millions of people have been gratified and graced.

People's true need is fulfilled, Masjid is also being gradually built. And the rewards of *Sadaqah-e-Jaariyah* with the grace of Allaah Ta'aalaa is been recieved. Jaame Masjid Gulzar-e-Habeeb as a big masjid of Karachi, it is one of its own kind.

Try to co-operate in its building. May Allaah Ta'aalaa give you excellent rewards.

Jaame Masjid Gulzar-e-Habib
(Gulzar-e-Habib Trust)
Doli Khaata, Gulistaan-e-okarvi
(Soldier Bazaar), Karachi
Tel : +92 (02 1) 3225 6532
Account # 010-2024 -7 , Branch code # 0699
United Bank Limited
Kayani Shaheed Road Branch, Karachi.
gulzarehabibtrust@gmail.com